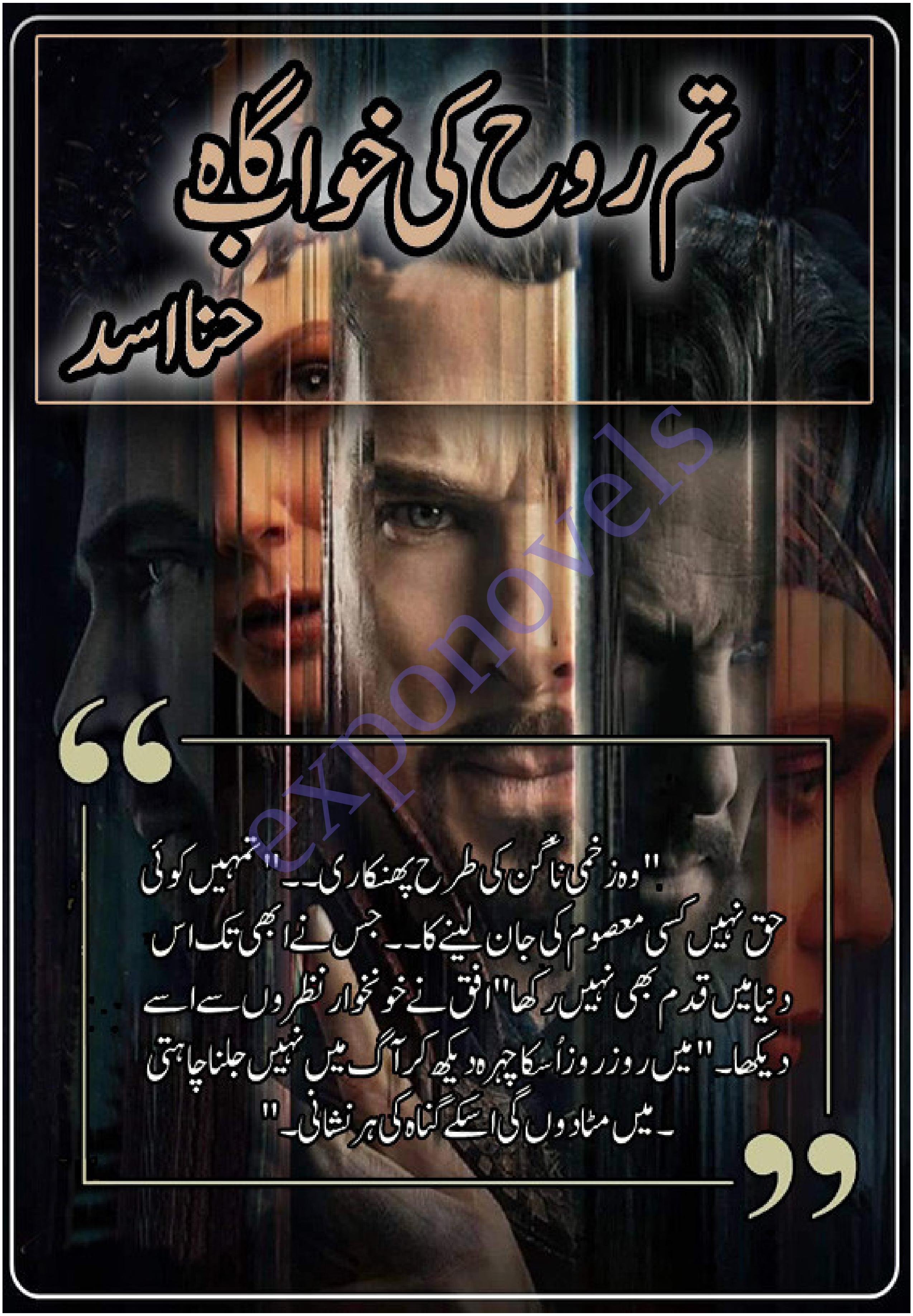

تم روح کی خوابگاہ

حنا اسد

"وہ زخمی ناگن کی طرح پھنکاری۔۔ "تمہیں کوئی
حق نہیں کسی معصوم کی جان لینے کا۔۔ جس نے ابھی تک اس
دنیا میں قدم بھی نہیں رکھا" افق نے خونخوار نظروں سے اسے
دیکھا۔ "میں روز روز اُسکا چہرہ دیکھ کر آگ میں نہیں جلنا چاہتی
۔میں مٹادوں گی اسکے گناہ کی ہر نشانی۔"

تم روح کی خواب گاہ

حنا اسد

♥♥

"چاندرات مبارک"

موبائل کی روشن سکرین پر نمودار ہوا۔۔۔۔

اسکی گھنی مونچھوں تلے سوکھے عنابی لبوں پر ایک بھولی بسری مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوگئی۔۔۔۔

وہ جو بس میں سوار ہو رہا تھا، ایک لمحے کو رکا۔

"جانا ہے یا نہیں"؟

بس کنڈیکٹر نے سوالیہ نظروں سے افراتفری کے انداز میں پوچھا۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔۔!!!!

اس نے فقط اتنا ہی کہا اور ایک چھلانگ لگا کر بس میں سوار ہو گیا۔۔۔۔

بس مسافر سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ وہ ایک سیٹ کا سہارا لیتے ہوئے، کھڑا ہو گیا۔۔۔۔ سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس شانے پہ بیگ لٹکائے، ایک ہاتھ میں موبائل پکڑے کھڑا تھا۔۔۔

"خیر مبارک، تمہیں بھی"

اس نے میسج سینڈ کیا۔۔۔

دوسری طرف سے میسج سین ہو گیا تھا، وہ مزید کے انتظار میں تھا۔۔۔ مگر کافی دیر انتظار کے بعد بھی مزید کوئی ریپلائے نہیں آیا۔۔۔

"کیسی ہو؟؟؟

اس نے میسج کیا۔۔۔

اور ریپلائے کے انتظار میں تھا۔

"میں نے صرف چاندرات مبارک کہنا تھا سو کہہ دیا، اللہ حافظ۔

دوسری طرف سے آیا ریپلائے دیکھ کر اسکے لبوں کو ایک بار پھر سے مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔

"تم آج بھی نہیں بدلی۔۔۔؟؟؟

"ویسے کی ویسی ہی ہو مغرور اور بدمزاج۔۔۔۔؟؟؟؟

اس نے پھر سے میسج سینڈ کیا۔۔۔۔

"میں آج بھی ویسی ہی ہوں۔۔۔۔

اسکے اس ریپلائے کے بعد وہ آف لائن ہو گئی۔۔۔

اس نے تاسف سے سر ہلا کر موبائل اپنی قمیض کی فرنٹ پاکٹ میں ڈال لیا۔۔۔۔

* * *

"نین جی اب اُٹھ جاونا۔ آپ لیٹ ہو رہے ہو۔ ناشتہ نہیں کرنا ہے کیا؟۔ پھر شور مچادو گے۔ اور بیگم صاحبہ مجھے کہیں گی کہ میں آپ کو وقت سے نہیں اٹھایا۔۔۔۔۔

شیلا (انکی کام والی) نے دروازے سے جھانک کر آواز لگائی۔۔۔۔۔

" بازل، فاضل، ذولقرنین آجاؤ اب ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے"۔۔ ان تینوں کی والدہ نے میز پر ناشتہ لگاتے ہوئے ان کو آواز دی

"توبہ ہے ان کی نیند۔ مردوں سے شرط لگا کر سوتے ہیں۔ مجال ہے جو یہ سب میری ایک آواز پر اٹھ جائیں۔" سلمی بیگم نے بڑبڑاتے ہوئے کھانا میز پہ لگاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گیا آپ کو؟ اُٹھ جائیں گے۔ غصہ کیوں کر رہی ہیں ہماری بیگم صاحبہ؟ آپ بیٹھیں آجائیں گے ابھی۔" ہارون صاحب نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ تو وہ سر جھٹک کہ رہ گئیں۔

ہارون صاحب کا تعلق ایک مڈل کلاس گھرانے سے تھا، ان کے تین بیٹے تھے۔ بڑے دونوں تعلیم مکمل کیے اب اپنی جاب پہ تھے جبکہ تیسرا سب سے چھوٹا ذولقرنین حیدر جو کہ پڑھائی میں بہت بریلینٹ تھا سکالرشپ پہ بیکن ہاؤس میں اولیولیز کر رہا تھا۔۔۔۔۔

سلمی بیگم کا لاڈلہ بازل تھا، ان کی ساری توجہ بڑے دونوں بیٹوں پہ زیادہ تھی، عام الفاظ میں کہا جائے تو ذولقرنین حیدر اپنے گھر کا سب سے نیگلیکٹڈ (نظر انداز کیے جانے والا) بچہ تھا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ایک مشہور کلب کے باہر سڑک کے کنارے وہ بلیک چست جینز پہ بلیک ہی شرٹ اور بلیک لیدر جیکٹ، پاؤں میں بلیک لانگ پینسل ہیل شوز پہنے سیاہ سلکی بال چہرے پہ بکھرے ہوئے تھے وہ اس وقت اسی سیاہ رات کا حصہ معلوم ہو رہی تھی،،،اس کے ارد گرد چار پانچ لڑکے تھے، جو شاید اسی کے گروپ کا حصہ تھے تبھی وہ اس کے قریب تھے ورنہ کسی اور کے اتنے قریب کھڑا ہونے کی جراءت نہیں تھی۔۔۔ وہ دنیا و مافیہا سے بیگانہ سیگریٹ میں پاؤڈر ڈال کر اب نشہ کرنے میں مگن تھی۔

کمرے میں ملگجہ سا اندھیرا تھا،
ارد گرد

کوئی زی روح نظر نہیں آ رہا تھا،

یہ ایک شاندار بنگلے کی بیس منٹ تھی جس پہ اس وقت اندھیرے کا راج تھا۔

یہاں کسی کا آنا جانا نہیں تھا

یہاں کبھی بھی کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔

یہاں کی خاموشی ایک وجود میں کپکپی تاری کر دیتی تھے دن کے اجالے میں بھی۔

بلکہ ہر کوئی اس شخص سے دور رہتا تھا۔۔

یہ بیس منٹ باہر سے دکھنے میں جتنی خوبصورت تھی اندھیرے میں اسے کئی قدر خوفناک۔۔۔۔!!!!!

وہاں ایک بار غلطی سے ایک آدمی داخل ہو گیا تھا۔
کچھ دنوں بعد جب اس کا مردہ وجود باہر نکالا تو سب اس کی لاش دیکھ کر دنگ رہ گئے جو بالکل نیلی پڑ چکی تھی۔ اسکی حالت دیکھ کر سب دہل گئے تھے۔ اس لیے وہاں اس بنگلے کے مالک پائتھن کے علاوہ اور کوئی نہیں جاتا تھا۔

وہاں موجود ایک دیو قامت، ورزشی جسامت کا شخص سبز رنگ کی گہری چمکتی پراسرار آنکھیں جو کسی کو بھی سحر میں جکڑنے کرنے کا ہنر رکھتی تھیں

اوپر اس سے اس کی آنکھوں میں موجود لال ڈوروں سے ٹپکتی وحشت۔۔۔۔!!!
دیکھنے والے کا خون خشک کر دیتی۔۔۔۔
اسکے سفید ابھری رگوں والے دونوں بائیسیپس پہ بنے پائیتھن (دنیا کا خطرناک اور خوبصورت سانپ) کا ٹیٹو۔

اس کے ہاتھ کی مٹھی میں جکڑا پائتھن۔۔۔۔۔!!!!

ایک پائتھن دوسرے پائتھن کی آنکھوں میں لہو ٹپکاتہ ہوئی آنکھیں گاڑھے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

ایسے لگتا تھا وہ اس شخص کو زندہ نگل جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔

اگر کوئی اس وقت پائتھن کی آنکھوں میں جھانک لیتا تو لازمی خوف سے تھر تھر کانپنے لگ جاتا۔۔۔۔
تبھی اس سناٹے کو اسکے فون کی بیل نے چیر دیا۔۔۔۔۔

"پائتھن۔۔۔۔۔!!!!
کسی کی آواز اسے کال اٹھاتے ہوئے سنائی دی۔
"ہمممم۔۔۔۔بول....!!!!
لہجہ حد درجہ سرد تھا۔۔۔۔
"وہ۔۔۔۔وہ باہر سینوریٹا نشہ۔۔۔۔۔۔!!!!
ابھی اسکی بات بھی مکمل نہیں ہوئی تھی کال کٹ چکی تھی۔۔۔۔
پائتھن کی پیشانی پر ہلکی سی شکن نمودار ہوئی۔۔۔

اس نے موبائل اپنی بلیو جینز کی پاکٹ میں ڈالا۔۔۔

دوسرے ہاتھ میں موجود پائتھن کو اسکی باکس میں واپس بند کیا۔۔۔

اور بیسمینٹ سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔

وہاں پہنچ کر سامنے کا منظر اپنی خون چھلکتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

صرف وہ ہی نہیں وہاں موجود باقی ان کے کچھ اور ساتھی بھی اسی مشغلے میں مصروف تھے

..

وہ مرسڈیز کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور دھاڑ کی آواز سے دروازہ بند کرتا ان کے سر پہ آکر رکا۔۔۔

مگر وہ لوگ اپنے مشغلے میں اتنا مگن تھے کہ کسی کو احساس بھی نہ ہوا تھا .

اپنی مونچھوں تلے عنابی لبوں کا سختی سے بھینچتے ہوئے وہ تیزی سے ان کے قریب آیا.

" کیا کر رہی ہو یہاں ...."جھٹکے سے کھینچ کر کھڑا کیا ۔۔۔

"چھوڑ مجھے پائتھن۔۔۔۔!!!!

اس نے تلملاتے ہوئے اپنے ہائی ہیل پینسل شوز سے ایک زوردار کک اس کے گھٹنے پہ ماری۔۔۔۔ مگر نشے کی وجہ سے خودی لڑکھڑا گئی۔۔۔۔

"Ayh ....Listen!!!!!
"One more time....!!!!

"نشے کی حالت میں لڑکھڑاتے اپنے ساتھی سے ایک اور سیگریٹ بھرنے کو کہہ رہی تھی ۔۔۔۔

"Do you want!!!
"One more....????
I will give you Senoreta .... Darling....

پائتھن نے اپنی سبز پتلیوں کو سکیڑ کر کہا۔۔۔۔ اور گھسیٹتا ہوا کار کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

"Hey.....!
"Leave me...!!!

"Save me guys۔۔۔۔!!!!

۔"خود کو اس اسکی گرفت سے آزاد کرانے کےلیے چیخ پڑی مگر وہ بغیر کوئی توجہ دیے اسے کار کی بیک سیٹ پر ڈال چکا تھا۔۔۔۔

ان میں سے کسی کی ہمت نہیں تھی وہ پائتھن کے خلاف جا کر اسکی مدد کرتے۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"افق بیٹا آرام سے کھاؤ۔ اتنی جلدی کس بات کی ہے ابھی بہت وقت ہے سکول لگنے میں۔" مسسز حفیظ نے جلدی جلدی کھاتی افق کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

"مما وہ پھر سے فرسٹ سیٹ پہ بیٹھ جائے گا" افق روہانسی آواز میں بولی.

"تو کیا ہوا بچے۔۔۔؟؟؟

"کلاس میں بیٹھ کر پڑھنا ہی تو ہے اب وہ پہلی سیٹ پہ ہو یا آخری۔۔۔۔"

ان نے تاسف سے سر ہلایا۔

"بابا! آپ دیکھ رہے ہیں نہ؟"

"بابا آپ سمجھائیں مما کو مجھے ہر چیز میں فرسٹ آنا ہے وہ چاہے پڑھائی ہو سیٹ ہو یا کچھ بھی۔۔"

وہ جوس کا آخری سپ لیتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"ہماری بہنا بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے مام۔۔۔۔۔

افق کے دونوں بھائیوں نے اسکے شانے پہ ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے اسکی تائید کی۔۔۔۔۔

"اوکے ماما۔اللہ حافظ۔" وہ ان کے گال چومتے ہوئے نکلی تو اسکے پیچھے پیچھے اسکے والد اور دونوں بھائی بھی نکل گئے۔

بیکن ہاؤس سکول کی شاندار عمارت کے سامنے ایک گاڑی آکر رکی تو اس میں سے ایک پیاری سی لڑکی افق یونیفارم میں ملبوس نک سک تیار بالوں پہ حجاب لیے اپنا بیگ ایک شانے پہ پہ ڈال کر باہر نکلی۔۔۔۔

"اللہ حافظ باباجانی!

وہ تھوڑا جھک کر گاڑی کی ونڈو میں سے جھانک کر بولی۔۔۔۔۔

"اللہ کی امان میں میری جان۔۔۔۔۔!

وہ پیار بھرے انداز میں اسے الوداعیہ انداز میں دعا دیتے ہوئے مسکرا کر بولے۔۔۔۔

حفیظ صاحب کی سب سے بڑی بیٹی اور لاڈلی بیٹی افق، اور اس سے چھوٹے دو بیٹے تھے۔

وہ اسے سکول چھوڑ کر خود اپنے آفس کے لیے نکل گئے۔۔۔

"ہیلو افق۔۔۔!!!

ارحام نے اسے دیکھتے ہی ہاتھ ہلایا۔۔۔

"ہیلو کیسے ؟

".As always fit and fine"

وہ جواباً مسکرا کر بولا۔۔۔

افق کے چہرے پہ یکلخت ناگواری کے تاثرات ابھرتے دیکھ اس نے افق کی نظروں کی تقلید میں دیکھا جہاں

۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے کوریڈور سے گزرتے ہوئے فرسٹ فلور کی طرف جا رہے تھے جہاں

ان چاروں کا مشترکہ کلاس روم تھا۔۔۔

"Your competitive"

وہ ہلکا سا مسکرا کر بولا۔۔۔۔

"اسے میرے ساتھ نا ملایا کرو۔۔۔۔زہر سے بھی کچھ زہر لگتا ہے جو وہ یہ انسان میرے لیے

۔۔۔۔ہنہہ۔۔۔۔۔ہ۔۔۔ہ۔۔۔۔

وہ قہر بار نگاہوں سے ہنکارا ابھر کر بولی۔۔۔۔

"او جسٹ ری لیکس۔۔۔۔آخر میری فرینڈ کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔۔۔۔

مجھے پوری امید ہے اس بار ایک exams میں تم ہی ٹاپ کرو گی۔۔۔۔

"او۔۔۔سو سویٹ آف یو ارحام۔۔۔۔تھینک یو سو مچ"

وہ دھیما سا مسکرائی۔۔۔۔

پھر وہ دونوں ایک ساتھ کلاس روم میں داخل ہوئے تو۔۔۔

ذوالقرنین حیدر اپنی بیسٹ فرینڈ ماریہ کے ساتھ فرسٹ پہ بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔

"آج کلاس لینے کا موڈ نہیں ہے۔" ماریہ نے بیزاری سے کہا۔

"تمہارا کبھی موڈ ہوتا بھی ہے۔ چپ کر کہ بیٹھ جاؤ۔ پہلے ہی اس سبجیکٹ کے ٹیسٹ میں تمہارے بہت کم مارکس ہیں۔" ذولقرنین حیدر کی بات پر وہ منہ بنا کے رہ گئی۔ البتہ دل میں کلاس نہ لینے کا پکا ارادہ کر چکی تھی۔

افق سپاٹ چہرے سے چلتی ہوئی دوسری رو کی تھرڈ سیٹ پہ بیٹھی تو ارحم اس کے ساتھ والی خالی نشست پہ بیٹھ گیا ۔۔۔۔۔

ماریہ کلاس میں بیٹھی بوریت سے سٹوڈنٹس کا جائزہ لے رہی تھی جبکہ حیدر پورے انہماک سے لیکچر سن رہا تھا اور نوٹ بھی کر رہا تھا۔

دوسری طرف افق کا شمار بھی کلاس کے بہترین سٹوڈنٹس میں سے تھا وہ بھی پوری توجہ سے کلاس لے رہی تھی۔

ارحام ایک انتہائی ہینڈسم لڑکا تھا جو ہر وقت نک سک تیار رہتا تھا، سکول یونیفارم میں ملبوس بھی اسکے انداز شاہانہ تھے کیونکہ اس کا تعلق ہائی کلاس سے تھا،

افق اور ارحام کنڈر گارڈن سے ایک ساتھ پڑھتے یہاں تک آئے تھے، ان کی دوستی بہت مضبوط تھی، دونوں ہر کام ایک ساتھ کرتے تھے۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

رات کا دوسرا پہر تھا....

"تم لوگ اچھی طرح سمجھ گئے نہ میں نے کیا کہا

اس نے آخری بار اپنی بات مکمل کر کے ایک نظر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ انکا پلان مکمل تھا وہ ایک بار پھر سب دوہرا رہے تھے کہ انہیں اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے کب اور کیسے کیا کرنا ہے۔

وہ لوگ اس وقت شہر کے اس بہترین مال میں موجود تھے جہاں لوگوں کی بھیڑ بہت کم تھی۔ کیونکہ یہ شہر کی ایسی جیولری شاپ تھی جہاں بیش قیمتی جیولری موجود تھی۔

"میم آپ کو کب سے ساری یونیک جیولری دکھا چکا ہوں آپ کو ابھی تک کوئی سیٹ پسند نہیں آیا۔۔

"آج میم کی ویڈنگ اینورسری ہے اور سر نے میم کے لیے کچھ خاص لینا ہے۔ وہ بزی تھے تبھی میم خودی سلیکٹ کرنے کے لیے آئیں ہیں۔

اس کے مینجر نے مؤدب انداز میں تفصیل سے بتایا۔ جبکہ وہ بلیک ڈیزائنر ڈریس میں اپنے پرمز شدہ بالوں کو شانوں سے اک ادا سے جھٹک کر پیچھے کرتی ان کی شاندار جیولری شاپ کا جائزہ لے رہی تھی۔

"اوہ تو آیئے میڈم آپ کو آج اپنی شاپ کی سب سے بیش قیمتی جیولری دکھاتا ہوں۔ امید ہے اس بار آپ مایوس نہیں ہوں گی۔۔۔۔"

جیولری شاپ کا اونر اسے خود اپنے ساتھ لیے چھوٹی سی سیڑھیوں کے راستے ایک خفیہ منزل کی طرف لے جا رہا تھا اس لڑکی کا مینجر بھی اس کے ساتھ تھا۔

چاروں طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی

"یس سر"

اس لڑکی کے پیچھے چلتے ہوئے مینجر کے کان میں بلیوٹوتھ ڈیوائس لگی تھی۔ جس میں سے ایک بھاری آواز ابھری ----

"یاد رہے یہ مشن میرے لئے بہت اہم ہے اور میں تم میں سے کسی ایک کی بھی لاپروائی برداشت نہیں کرونگا از ڈیٹ کلئیر ؟"

اس نے برفیلے لہجے میں اس کو وارن کیا۔

کل ہی اسکے انفارمر سے اسکو خبر ملی تھی کہ یہاں بیش قیمتی جیولری موجود ہے۔

"یس سر" وہ آہستہ آواز میں بولا۔۔۔۔

وہ پائتھن کے گینگ کا ایک خاص آدمی تھا۔ جو سینوریٹا کے ساتھ آج یہ کام کرنے آیا تھا۔ پائتھن کے نام سے بڑے بڑے دشمن بھی کانپتے تھے۔ بہت کم وقت میں اس نے انڈرورلڈ میں اپنا نام بنالیا تھا۔ وہ اپنے کام میں ذرا سی غلطی برداشت نہیں کرتا تھا۔

"یہ دیکھیں میم"

اونر نے نیکلس نکال کر سینوریٹا کے سامنے پیش کیا۔

جسے دیکھ کر سینوریٹا نے نارمل سا تاثر دیا جیسے اس طرح کہ وہ کئ نیکلس پہلے ہزار ہا بار دیکھ چکی ہے۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

آج مس مہروش کا ٹیسٹ زرلٹ ملا تھا، جس میں افق اور ذولقرنین حیدر کے مارکس پورے اور برابر تھے۔۔۔ ارحام آج کل اپنی ایک کلاس فیلو سحر کے ساتھ گھوم رہا تھا کل اس نے مس مہروش کو ٹیسٹ بھی نہیں دیا اور آج کی کلاس بھی اٹینڈ نہیں کی تھی۔ افق ان کی کلاس لیکر باہر نکلی تھی۔ ابھی افق سیڑھیاں اتر ہی رہی تھی کہ اچانک اسکا پاؤں پھسلا مگر اس سے پہلے کہ وہ زمین پہ گر جاتی پیچھے سے کسی نے کمال پھرتی سے اسکا بازو پکڑ کر اسے سنبھلنے کا موقع دیا۔ افق فوراً سے بیشتر پیچھے پلٹی تو سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر اسے حیرت کا زبردست جھٹکا لگا ساتھ ہی غصے سے اسکی تیوری چڑھ گئ۔

"جاو! نہیں جاو نا!!! بہت جلدی ہے نا تمہیں آگے نکلنے کی۔۔

تمہارا بس چلے تو مجھے پیروں تلے کچل کر ہلاک کر دو۔۔۔۔

مجال ہے کہ زرا سا بھی اٹیکیٹ چھو کر بھی گزرا ہو۔۔۔۔

مینرز نام کی چیز کی شدید قلت ہے تم میں۔ اپنی یہ بڑی بڑی آنکھیں لگتا ہے اپنی گرل فرینڈ کو ادھار دے رکھیں ہیں۔ ورنہ آگے نظر آجاتی میں۔۔۔"

ذولقرنین حیدر ایک آبرو اچکا کر اس پٹر پٹر کرتی لڑکی کو بہت حیرت سے دیکھ رہا تھا جو بنا سوچے سمجھے بولتی چلی جا رہی تھی اور اپنی بیوقوفی کا ثبوت دے رہی تھی۔ ذولقرنین حیدر نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے افق کی غلط فہمی دور کرنے کی خاطر کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے ہی تھے کہ افق نے اسے ہاتھ دکھا کر یہ موقع دینے سے بھی انکار کر دیا۔

"بس بس!! مجھے تمہاری سوری کی ضرورت نہیں۔۔ پتہ ہے مجھے کیا لوجک دو گے۔۔۔ افق۔۔۔!!!!! میں بہت جلدی میں تھا بلا۔۔۔ بلا۔۔۔ بلا۔۔۔ اس نے ذولقرنین کے بولنے کے انداز کی نقل اتارتے ہوئے کہا اور آخر میں نخوت سے ہنکارا ابھرا۔۔۔

ہنہہ!!! آجکل سبھی کو جلدی ہوتی ہے مگر اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ دوسروں کو دھکا دے کر آگے نکلنے کی کوشش کرو۔۔۔۔۔۔

حیدر اسکی بات ختم ہونے سے پہلے ہی اپنے ایک ہاتھ کی مٹھی بھینچ کر سیڑھیاں اترتا بے نیازی سے آگے بڑھ گیا۔

افق نے معصومیت سے منہ بنایا "سوری بھی نہیں بول کر گیا اکڑو کہیں کا! ہنہہ!!"

افق کی بات پر ذولقرنین حیدر نے پیچھے مڑ کر اسے طنزیہ نظر سے نوازا اور ایک ہاتھ سے اپنا بیگ شانے پر ڈالے بہت مغرور انداز میں وہاں سے نکل گیا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

بڑے سے کمرے میں ہر طرف روشنیاں پھلیں ہوئی تھیں۔۔۔

.....How much suffocating"

سینوریٹا اپنے ہاتھ کو چہرے کے آگے جھلاتے ہوئے بیزاری سے بولی۔۔۔۔

"میم ابھی ونڈو کھول دیتا ہوں، یہاں سے تازہ ہوا آئے گی۔۔۔۔"

مینجر نے آگے بڑھ کر اس سیکرٹ روم کی کھڑکی کھول دی۔۔۔۔

جہاں سے ایک دم تیز ہوا کا جھونکا اندر آیا۔۔۔۔

سینوریٹا نے ایک گہری سانس کھینچ کر یوں محسوس کروایا۔ جیسے اسے اب تھوڑا سکون ملا ہو۔۔۔۔

"میڈم یہ پہن کر دیکھیے۔۔۔۔

مینجر خود شیشہ لے کر اسکے سامنے کھڑا ہوا اور سینوریٹا وہ نیکلس اپنی صراحی دار نازک سی گردن کی زینت بنائے خود کو اس آئینے میں دیکھنے لگی۔۔۔۔

تبھی ایک جست میں چھلانگ لگا کر کوئی سیاہ چست جینز اور سکن ٹائٹ شرٹ میں ملبوس چہرے پہ سیاہ ماسک لگائے کمر پہ رسی باندھے چھت سے ہوتے ہوئے کھڑکی کے ذریعے اندر آیا۔۔۔۔

منیجر نے فورا ہوشیاری سے کام لیا اور شیشیہ پھینک کر فورا کمرے میں لگا سیفٹی الارم بجا دیا۔۔۔۔اس سے پہلے کہ گارڈ کمرے میں پہنچتے مال کی لائیٹس بند ہو گئیں۔۔۔۔

جیسے ہی جرنیٹر آن ہوئے ساری لائیٹس واپس سے جل اٹھیں۔۔۔۔۔اس کاروائی میں صرف تیس سیکنڈ لگے

۔۔۔۔

اوران تیس سیکنڈز میں وہ اپنا کام دکھا چکا تھا۔۔۔۔۔

شاپنگ مال کے دائیئے طرف ایک سویمنگ پول تھا۔وہ سیاہ لباس والا شخص کھڑکی سے اس میں کود گیا تھا۔۔۔۔ منیجر، سینوریٹا اور سینوریٹا کے ساتھی تینوں نے بیک وقت اس کھڑکی سے باہر دیکھا۔۔۔۔

جہاں نیچے سے نظر آتے سویمنگ پول کے نیلے شفاف پانی میں وہ کسی ماہر سوئمر کے طور پہ تیر کر باہر نکل آیا۔۔۔پہلے بے دھڑک ہو کر چہرے سے ماسک ہٹایا اور سیاہ گیلی شرٹ اتار کر ایک طرف اچھال دی۔۔وہ آنکھیں میچے ٹھنڈی ہوا کو محسوس کر رہا تھا اُسکے کسرتی بازو اور نمایاں ہو رہے تھے اُس کے سفید بازوؤں پر بنے پائتھن کے ٹیٹو اسے بے حد پُرکشش دکھا رہے تھے،،،،وہ شرٹ کے بنا کھڑا تھا۔ٹھنڈ سے لال چہرہ اور تنے نقوش جو بلا کے پتھریلے تاثرات تھے۔شانوں تک آتے ہوئے بال جو اب پانی کے باعث گیلے ہو چکے تھے ،،،جنہیں وہ انگلیاں پھیرے بار بار اپنی صبیح پیشانی سے پیچھے ہٹا رہا تھا اُسکی سفید رنگت اُسے اور دلکش بناتی تھی اسکے نقوش اتنے دلنشین تھے کہ جو دیکھے دیکھتا ہی رہ جاتا تھا لڑکیاں اُسکے گرد ایسے گھومتی جیسے پھول کے گرد

بھنورے، ۔ اُسکی ساحرانہ سبز رنگ کی بڑی بڑی گہری آنکھوں میں عجب سا طلسم تھا۔ چھ فٹ کا وجود زیادہ عمر کا نہیں بلکہ ایک وجیہہ جوان شخص لگ رہا تھا۔۔۔۔

وہ وحشت ذدہ آنکھوں میں اپنے زخموں کو ناسور بنتا سامنے کھڑکی میں نظر آنے والے افراد کو گھور رہا تھا۔

جب تک گارڈ اوپر سیکرٹ روم میں پہنچے مینجر نے انہیں کھڑکی سے باہر نیچے سوئمنگ پول کی طرف اشارہ کیا وہ سب تیزی سے واپس نیچے اترے

"پائتھن ! اگر آپ کہیں تو چلیں؟"

بلیک سوٹ میں ویسے ہی بیلک ماسک لگائے ہیوی بائیک پہ موجود ہیلمٹ میں اپنا چہرہ چھپائے گردن جھکائے وہ مؤدب انداز میں بولا۔۔۔۔۔

وہ پائتھن کا رائٹ ہینڈ تھا جو اپنے باس کے لیے ہمہ وقت جان لینے اور دینے کو تیار رہتا۔ وہ جواب کا منتظر سر کو جھکائے انتظار میں تھا جب پائتھن ایک ٹانگ اٹھائے اسکے پیچھے ہیوی بائیک پہ بیٹھا۔۔۔۔۔

اور اسکے بیٹھتے ہی اس نے بائیک بجلی کی رفتار سے حرکت میں آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گئی

۔۔۔۔۔

جب تک گارڈز باہر آئے وہ لوگ وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔۔

.....I am really very disappointed"

ناتو اچھی جیولری ہے یہاں اور نا ہی اچھی سیکیورٹی مینجمنٹ۔۔۔۔

وہ ناک سکوڑ کر اک نخرے کی ادا سے اپنے پرمز شدہ بالوں کو شانے سے پیچھے جھٹک کر بولی۔۔۔۔

....Let's go

سینوریٹا اپنے ساتھی کے ساتھ چلتی ہوئی وہاں سے باہر نکل آئی۔۔۔۔

اور مینجر پولیس کو کال کرنے لگا۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

آج صبح سے ہی آسمان پر سرمئی بادلوں نے بسیرا کر رکھا تھا، ہلکی ہلکی ہوائیں چل رہی تھیں، یوں لگ رہا تھا کسی بھی وقت آسمان سے بادل ٹوٹ کر برس پڑے گا اور سارا ماحول جل تھل کر دے گا۔

”آہھھھہ، ارحام۔۔!!!“

"تم مجھے یوں بیچ راستے میں تنہا کیسے چھوڑ کر جا سکتے ہو؟۔۔۔!!!!!

سکول گارڈن کے ایک بینچ پہ بیٹھی وہ خود کو اس وقت بے بسی کی انتہا محسوس کر رہی تھی کیونکہ اس کے ساتھ بیٹھا انسان جو بچپن سے لے کر جوانی کی دہلیز تک اس کا بہترین دوست رہا تھا آج اس کو اپنے راستے الگ کرنے کے

بارے میں بول رہا تھا۔۔۔ وہ اس کے لیے نجانے کب دوستی کی حدود سے بہت آگے نکل کر اس کی رگِ جاں میں اتر گیا تھا، اس بات کا احساس اسے آج ہوا تھا، جب وہ اس سے ترک تعلق کی بات کر رہا تھا، ان لمحات میں وہ جن حالات سے گزر رہی تھی ان میں تو مضبوط سے مضبوط انسان بھی دہل اٹھتا۔۔۔

”ارحام۔۔۔ ایک بار "تم اپنے پیرنٹس سے بات تو کرو" مجھے پوری امید ہے وہ مان جائیں گے۔ پلیز میرے لیے ۔۔۔ ہم نے میڈیکل کا خواب ملکر دیکھا تھا اور اسے ملکر ہی پورا کریں گے!!!“ افق کی آواز پر ارحام نے یکلخت اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔

اور بینچ پہ رکھے ارحام کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔۔

”افق میں کافی دنوں سے اسی ٹینشن میں مبتلا تھا۔۔۔۔ بہت ٹرائی کیا ہے مگر پاپا میری بات ماننے کو تیار نہیں ۔۔۔۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا اتنا وسیع بزنس ہے اور میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں، اس ناطے آگے چل کر مجھے انکی ساری ذمہ داریاں سنبھالنی ہوگی۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں او_اے لیولز کے بعد ایم_بی_اے کروں ۔۔۔۔!!!“ ارحام نے اس کو تفصیل سے بتایا۔۔۔۔

تبھی اچانک موسم نے انگڑائی لی۔۔۔۔

بارش کی پہلی بوند ان دونوں کے ہاتھوں پہ گری۔۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے رم جھم بارش برسنے لگی۔۔۔۔۔

”میں جانتی ہوں ارحام کہ تم مجھ سے بہت پیار کرتے ہو، جیسے مجھے تم سے دور ہونے کا صدمہ لگا ہے ویسے تم بھی _______"

افق نے جیسے اسے اپنی فیلنگز باور کروانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

"Are you crazy Ufaq______!!!"

"تمہیں ایسا کب لگا؟؟؟؟

وہ شاک کی کیفیت میں بولا۔۔۔۔

"ہم دونوں صرف اچھے دوست ہیں،

"یہ کون سی پیار نامی بلا کو تم نے اپنے سر پہ سوار کر لیا۔۔۔۔؟؟؟

وہ حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے استہفامیہ انداز میں بولا۔

افق دیوانہ وار اسے دیکھتے ہوئی بارش میں پوری طرح بھیگ رہی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھیں بارش کی بوچھاڑ کی وجہ سے ٹھیک سے کھل نہیں پا رہی تھیں مگر وہ پوری شدت سے اسے دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

"میں نہیں جانتی تم مجھے کب اچھے لگنے لگے، میں کب تم سے اپنی ہر چیز ہر بات تم سے شئیر کرنے لگی، تم پہ بھروسہ کرنے لگی۔۔۔۔۔

"میں تم سے واقعی محبت کرنے لگی ہوں ارحام۔۔۔۔

"اچھا اور وہ کیسے۔۔۔۔؟؟؟" تجسس سے پوچھا۔۔۔۔

ارحام نے اسکے ہاتھ کے نیچے دبے اپنے ہاتھ کو آہستگی سے نکال لیا۔۔۔۔

"تم جانتے ہو محبت کیا ہوتی ہے؟؟؟

وہ اسکی طرف دیکھتے ہوئے کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔۔۔۔

"I don't know yaawar-----!!!!!

وہ بیزاری سے بولا۔۔۔۔

"اپنے بارے میں سوچنے سے زیادہ میں تمہارے بارے میں سوچتی ہوں، تمہاری خوشی میں اپنی خوشی ڈھونڈھتی ہوں، جب تمہیں تکلیف ہو تو دل کرتا ہے، اپنی جان تم پہ وار دوں اور تمہاری تکلیف خود پہ لے لوں، یاد ہے نا بچپن میں فٹ بال کھیلتے ہوئے تم گر گئے تھے اور تمہارے گھٹنے پہ چوٹ لگی تھی، تو میں بھی جان بوجھ کر ویسے ہی گر گئی، مجھے بھی بالکل تمہاری جیسے چوٹ لگی، میں بھی وہی درد برداشت کرنا چاہتی تھی جیسے تمہیں ہو رہا ہے، ارحام تمہارے بنا میں کچھ بھی نہیں، یوں لگتا ہے اگر تم میری زندگی سے نکل گئے تو میری زندگی ایک دم بیکار ہو جائے گی۔۔۔۔!!!"

وہ نہیں جانتی تھی کہ ارحام اس کے لیے کیا احساسات رکھتا ہے۔۔۔ مگر اسکے یوں دور جانے کا سن کر وہ اپنا حالِ دل بیان کر رہی تھی۔۔۔ جیسے شاید دوبارہ کبھی موقع ناں مل سکے گا۔۔۔

"مگر میں تم سے پیار نہیں کرتا افق۔۔۔!!!"

اس عمر میں شاید وہ اچھے سے اسے اپنے دلی جذبات سے آگاہ نہیں کروا پا رہی تھی اسے نہیں پتہ تھا کہ کن مناسب الفاظ کا چناؤ کر کہ اسے اپنے پیار کا اظہار کرے۔۔۔۔ وہ جتنا سمجھ سکی تھی اس کے مطابق اسے اپنے عشق کا اظہار کر رہی تھی۔

کہتے ہیں کچی عمر میں کی گئی پہلی محبت تا عمر انسان بھلا نہیں پاتا۔ افق بھی اسی روگ میں میں مبتلا ہو گئی تھی۔

ارحام نے سحر کو گیٹ سے باہر جاتے ہوئے دیکھا تو افق کو وہیں چھوڑ کر اسکے پیچھے لپکا۔۔۔

"ارحام۔۔۔!!!!

افق نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا اور اسکے پیچھے بھاگنے لگی تو ایک گڈھے میں گر گئی۔۔۔۔

یہاں نئے پودے لگانے تھے آج صبح ہی سکول کے مالی نے یہاں کھدائی کی تھی جو اب بارش کے پانی سے بھر چکی تھی۔ بارش کے پانی اور مٹی سے ملکر وہ جگہ کیچڑ زدہ ہو گئی تھی۔۔۔

افق دھڑام سے اس گڈھے میں گری۔۔۔۔

اس کا یونیفارم اس کا چہرہ اسکے بال سارے کیچڑ سے بھر گئے۔۔۔

اس نے گیٹ کی طرف دیکھا جہاں ارحام سحر کا ہاتھ پکڑ کر مسکراتے ہوئے باہر نکل رہا تھا۔۔۔ وہ تو جیسے وہیں گری مجسمہ بنی ہوئی تھی۔ ایک انچ تک نہ ہلی۔۔۔۔
جیسے جسم سے جان نکل گئی تھی۔۔۔۔

جن کے پاس آپ کا متبادل موجود ہو۔
ان کو کہاں فکر ہوتی ہے،
کہ آپ ان سے روٹھ جائیں،
یا ٹوٹ کر بکھر جائیں۔
یہاں تک کہ ان کو آپ کے جینے مرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ آپ کی جگہ دینے کے لیے انکے پاس متبادل موجود ہوتا ہے۔ فکر تو ان کو ہوتی ہے جس کے پاس اس کا متبادل موجود نا ہو۔۔۔۔۔

ہر وقت اس کا سایہ بن کر ساتھ رہنے والا اس کا دوست آج اسے بیچ منجدھار میں تنہا چھوڑ گیا تھا۔۔۔۔۔

لڑکیاں بھی کتنی عجیب ہوتی ہیں۔ ان کہی باتوں میں تصوراتی داستانیں ڈھونڈھ لیتی ہیں۔ اک ہلکے سے تبسم کو سرمایہ حیات سمجھ لیتی ہیں، ان کی عادتیں بھی عجیب ہوتی ہیں، بے معنی جملوں کے معنی اخذ کر لیتی ہیں، بارش کے

قطرے سے قوس قزح بنا لینے کا ہنر رکھتی ہیں، ذرا سے الجھے ہوئے لہجے کی تاب نہیں لا پاتیں اور سوکھے پتے کی مانند ٹوٹ کر بکھر جاتی ہیں۔۔۔۔

وہ یونہی دو گھنٹے اس کیچڑ میں کسی لاش کی طرح ساکت پڑی رہی۔۔۔۔

تبھی حیدر جو سکول کی لائبریری میں تھا اپنی چیزیں سمیٹ کر باہر نکل رہا تھا۔۔۔۔

گارڈن سے گذرتے ہوئے اس کی نظر وہاں کیچڑ میں بھری افق پہ پڑی جس کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت تھیں۔

اس نے حیرت زدہ نظروں سے اسے ہوں بنا ہلے پڑے دیکھا تو اس کے پاس آیا۔۔۔

تقریبا سارا اسکول خالی ہو چکا تھا۔

چوکیدار سکول کا مین گیٹ بند کرنے والا تھا۔۔۔۔

اس نے پہلے مین گیٹ کی طرف دیکھا پھر افق کی طرف۔۔۔

"افق اٹھو یہاں سے۔۔۔۔"

حیدر نے تھوڑا سا جھک کر اسے آواز دی۔۔۔

بارش ابھی بھی ہلکی ہلکی جاری تھی۔۔۔

"اٹھو افق۔۔۔۔!!!

اس نے ناچاہتے ہوئے بھی افق کی بازو سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑا۔۔۔۔۔

مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر نے تاسف سے سر ہلایا پھر اسکی حالت کے پیش نظر اسے تقریبا گھسیٹنے کے انداز میں دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کیچڑ سے اٹھا کر اسے کھڑا کیا۔۔۔

سامنے بینچ پہ اس کا بیگ تھا جو بارش کے باعث گیلا ہو چکا تھا۔۔۔ یقینا ساری بکس بھی گیلی ہو چکی ہو گی۔۔۔

اس نے افق کا بیگ اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اسے کھینچتے ہوئے سکول گیٹ تک لایا۔۔۔۔

سامنے ہی گاڑی آ کر رکی۔۔۔

"افق بیٹا یہ کیا ہوا۔۔۔؟

حفیظ صاحب باہر نکل کر اس کی طرف آئے اسے کیچڑ سے لت پت دیکھا تو حیران کن نظروں سے اس کے ساتھ کھڑے ہوئے ذولقرنین حیدر سے پوچھا۔۔

"انکل یہ گر گئی شاید۔۔۔"

وہ فقط اتنا ہی بولا اور اس کا بیگ ان کی طرف بڑھایا۔۔۔

جسے انہوں نے اس کے ہاتھ سے لے کر گاڑی کی بیک سیٹ پہ ڈال دیا اور افق کو گاڑی میں بیٹھایا۔۔۔

'بارش کے باعث ٹریفک جام تھا اسی لیے آنے میں دیر ہو گئی۔۔۔ تھینکس بیٹا۔۔۔"

حفیظ صاحب نے ذولقرنین حیدر سے کہا تو وہ محض سر ہلا کر آگے کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ حفیظ صاحب ساکت سی افق کو دیکھ کر اس سے سوال کرنے لگے۔ مگر سارے راستے افق کی چپ نہیں ٹوٹی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"پائتھن فوراچہرہ دھولیں۔۔۔۔۔"

اسکے ایک ساتھی جیفری نے کہا۔۔۔۔۔

"Good job Jeffery....."

پائتھن اسکا شانہ تھپتھپا کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

"پائتھن میں نے کہا تھا نا ایسا واٹر پروف میک اپ کروں گا۔ جو کبھی اترے گا نہیں۔۔۔۔

"تمہاری یہی کوالٹی تمہیں یہاں تک لائی ہے جیفری۔۔۔۔!

وہ واش روم سے باہر نکل کر ٹاول سے اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔

"پائتھن اب آپ کی اُس شکل والا انسان ساری دنیا میں ڈھونڈتے رہ جائیں گے۔۔۔

جتنے چاہے مرضی سکیچز بنوا لیں۔۔۔

مگر انہیں ملے گا نہیں۔۔۔۔۔

جیفری نچلا لب دانتوں تلے دبا کر شرارت سے مسکرایا۔۔۔۔۔

"اصل ہیرے کی پہچان جوہری کو ہی ہوتی ہے۔۔۔۔۔

"تم دنیا کے بہترین میک اپ آرٹسٹ ہو۔۔۔۔

....No one can beat you

پائتھن ستائشی انداز میں ٹاول ایک طرف اچھالتے ہوئے صوفے پہ ٹانگ چڑھائے شاہانہ انداز میں بیٹھا

"صرف آپ نے میرے آرٹ کی قدر کی اسی لیے آج آپ کے ساتھ ہوں۔۔۔

جوابا جیفری نے ممنون نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

جیفری ایک بہترین میک اپ آرٹسٹ تھا، اس نے بہت سی جگھوں پہ ٹرائی کیا مگر کسی نے بھی اسے کام نہیں دیا۔

وہ اپنے میک اپ آرٹ سے کسی کے بھی چہرے کو بدل دینے کا ہنر رکھتا تھا۔

چاہے وہ ہارر لُک ہو، افسردہ چہرہ، یا لڑکے کو لڑکی میں اور لڑکی کو لڑکے میں بھی بدل سکتا تھا۔۔۔

یہی ہاتھ کی صفائی دیکھ کر پائتھن نے اسے اپنے گینگ میں رکھا تھا۔

اس کے گینگ میں جتنے لوگ تھے سب کی اپنی اپنی خصوصیات تھیں۔

"سینوریٹا کہاں ہے؟'

پائتھن نے ابرو اچکا کر سپاٹ انداز میں پوچھا۔

"کہاں جانا ہے اس نے یہیں تمہاری نظروں کے سامنے۔۔۔۔۔!!!!

وہ دروزے کی اوٹ سے نکل کر اسکے سامنے آئی اور سینے پہ ہاتھ باندھے اپنے سرخ لپسٹک سے سجے یاقوتی لبوں کو پاوٹ سٹائل میں گھماتے ہوئے ادا سے بولی۔۔۔۔

"تم نے ڈر گز لیں ہیں؟

پائتھن نے برفیلے تاثرات سجائے سوالیہ انداز میں کہا۔

وہ اس کے بہکے بہکے انداز کو دیکھ کر اندازہ لگا رہا تھا۔

"تم سے مطلب؟؟؟؟....

"اپنے کام کی بات کرو۔۔۔!!!!

وہ تیوری چڑھا کر بولی۔

"Ok fine----!!!!

"Where is the necklace-----?"

وہ شاہانہ چال چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔۔۔۔۔

"مجھے کیا پتہ وہ تو تم اڑا لے گئے تھے۔۔۔۔

وہ جینز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر مسکراتے ہوئے شانے اچکا کر بولی۔۔۔۔

"میرے ساتھ ہوشیاری تمہیں بہت مہنگی پڑ سکتی ہے سینوریٹا۔۔۔۔۔!!!!

"تمہیں کیا لگتا ہے تم بہت جینیئس ہو؟؟؟؟

وہ بالکل اس کے قریب آ رکا۔۔۔۔

"اگر تم خود کو مجھ سے زیادہ جینیس سمجھتے ہو تو۔۔۔ تم اسی خوش فہمی میں مر جاؤ گے۔۔۔۔۔"

سینوریٹا کی نظریں اسکے چوڑے سینے سے ہوتیں ہوئی اس کی طلسم زدہ آنکھوں پہ پڑیں تو اس نے بلا جھجھکے ان کا مقابلہ کیا۔۔۔۔ اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی۔

"بکواس بند کرو اور نیکلس ادھر دو"

وہ پیشانی پر شکنوں کا جال بچھائے غرایا۔۔۔۔۔

"مارک تم تو میرے ساتھ تھے نا۔۔۔ تو بتاؤ وہ نیکلس کون لے کر گیا تھا۔۔۔۔

اس نے سامنے کھڑے مارک (جو اسکے ساتھ دیا تھا) اسے مخاطب کیے اپنی گواہی کے لیے کہا۔۔۔

"پائتھن سر آپ لے کر گئے تھے"

اس نے جھجھکتے ہوئے کہا۔۔۔

پائتھن کی آنکھوں میں سرخ ڈورے نمایاں ہوئے۔۔۔

اسے وہ سارا واقعہ پھر سے یاد آیا جب وہ سینوریٹا کے گلے سے نیکلس نکال کر اپنی پاکٹ میں ڈال کر کھڑکی سے کودنے لگا تھا تب سینوریٹا نے اپنی مہارت سے اسکی پاکٹ سے وہ نیکلس واپس نکال لیا تھا۔ پائتھن کی زیرک نگاہوں سے یہ سب چھپ نہیں سکا، وہ بعد میں سینوریٹا سے نپٹنے کا سوچ کر فی الوقت وہاں سے نکل گیا تھا

۔۔۔۔۔

"میں نے کہا کہ نیکلس دو۔۔۔"

"مسٹر۔۔۔!!!

"آپ اس وقت مسسز واحد سے مخاطب ہیں۔۔۔ جسکے ہزبینڈ نے اسے مال میں شاپنگ کے لیے بھیجا تھا

۔۔۔۔ تو اگر اس نے نیکلس لے بھی لیا تو کیا ہوا۔۔۔؟

وہ رومینٹک انداز میں اسکی پیشانی سے انگلی ٹچ کرتی ہوئی اسکے ناک سے ہوتی اسکے گال پہ رکھ کر ہلکا سا مس کر کہ استہزایہ انداذ سے ہنسی۔۔۔۔

"اوہ تو۔۔۔ آپ ابھی تک۔۔۔ مسسز احد کے کریکٹر میں ہیں......؟

وہ بھی اسکی کی طرح رومینٹک انداز اپناتے ہوئے اسکے پرمزشدہ بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹ کر کھینچتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے قریب کیے بولا۔۔۔۔۔

سینوریٹا نے مسکرا کر فقط ابرو اچکائی۔۔۔

"ٹھیک ہے مسسز تو آپ نے جس بینک کے لاکر میں وہ نیکلس چھپار کھا وہاں سے آپکے ہزبینڈ کو نکالنے میں کوئی مشکل درپیش نہیں ہو گی۔۔۔۔

وہ پراسرار سا مسکرایا۔۔۔۔

جبکہ اس کی نظریں اپنی رعنائیاں چھلکاتے ہوئے وجود پہ پڑیں تو اس نے ہڑبڑا کر اپنی جیکٹ سے خود کو کور کیا ۔۔۔۔

وہ مبہم سا مسکرایا۔۔۔ اور اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو موو کرتے ہوئے اسکی شرٹ کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ سینوریٹا نے جواباً پاؤں میں پہنے ہائی ہیلز سے اسکے پاوں کو زخمی کرنا چاہا اور ٹانگ اٹھائی ہی تھی کہ پائتھن نے سرعت سے اسکے ٹانگ کے گرد اپنی ٹانگ لپیٹ کو اسکی ٹانگ کو لاک لگا یا۔۔۔۔

پائتھن کا چھ فٹ کو چھوتا قد اسکے سامنے پانچ فٹ پانچ انچ کی سینوریٹا جو چار انچ کی پینسل ہیل والے شوز پہنے تقریباً اسکے برابر لگ رہی تھی۔۔۔

.....You

سینوریٹا نے پھنکارتے ہوئے اسکو سینے پہ ہاتھ رکھ کر پیچھے کو زوردار دھکا دیا۔۔۔

پائتھن کمر کے بل زمین پہ گرا۔۔۔

مگر وہ گرتے ہوئے سینوریٹا کے انگلیوں میں انگلیاں پھنسائے اسے بھی اپنے ساتھ لیے نیچے گرا۔۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ پائتھن نیچے اور سینوریٹا اسکے اوپر۔۔۔۔

مگر وہ وقت رہتے خود کو سنبھال چکی تھی تبھی پائتھن سے فاصلہ بناتے بنا اسکے سینے سے لگے اسی کے ہاتھوں کے زور پہ تھی۔۔۔۔

وہاں موجود سب لوگوں نے اس سچویشن پہ مسکرا کر اپنے چہرے دیوار کی طرف کر لیے۔۔۔

* * *

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے مسلسل ادھر سے ادھر پریشانی میں ٹہل رہیں تھیں اور انکی نگاہیں دروازے پر ہی ٹکی ہوئی تھی پر حفیظ صاحب واپس آنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔

"یااللہ میری بیٹی کو صحت یاب فرمادے۔۔ مسز حفیظ بار بار بس دعا کر رہیں تھی ہر گزرتے پل کے ساتھ انکی پریشانی مزید بڑھ رہی تھی۔۔

"ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے گھر واپس آنے میں اتنی دیر کی ہو

اور آج انہیں گئے ہوئے تین گھنٹے سے زیادہ کا وقت ہو گیا تھا

وہ اب تک افق کو ساتھ لیے واپس نہیں آئے۔۔۔۔

اور اس بات پہ انکا پریشان ہونا لازمی تھا۔۔

"ابھی وہ اسی کے بارے میں سوچ ہی رہی تھیں جب حفیظ صاحب اور افق ایک ساتھ گھر کے دروازے کے اندر داخل ہوئے۔۔۔۔۔

"وہ سرعت سے انکے پاس پہنچی تھیں۔۔۔۔

"آپ نے اتنی دیر کیوں لگا دی۔۔۔؟"

"آپ کو پتہ بھی ہے کہ میں پچھلے تین گھنٹے سے کتنی پریشان ہو رہی تھی؟..

مسز حفیظ ان کے اندر داخل ہوتے ہی شروع ہی ہو گئیں تھیں

حفیظ صاحب کے چہرے پہ تفکر کی پرچھائی محسوس کیے وہ خود پریشان ہوئیں۔۔۔

"علی بیٹا افق کو اندر اس کے کمرے میں لے کر جاؤ۔۔۔۔

افق جو پتھر بنی وہیں ایک جگہ پہ چپ چاپ کھڑی تھی، مسز حفیظ نے اپنے چھوٹے بیٹے علی کو کہا کہ وہ افق کو اندر اسکے کمرے میں چھوڑ آئے۔۔۔۔

"کچھ بولیں بھی"

انہوں نے بے چینی سے استفہامیہ نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

"تمہیں تو پتہ ہے کہ۔۔۔۔

دو ہفتے ہو گئے ہیں افق کو سکول سے غیر حاضر ہوئے،

اس دن سکول سے آنے کے بعد

ہر وقت خاموش بستر پر لیٹی رہتی ہے، کتنی کوشش کی ہم نے اس سے وجہ پوچھنے کی، میں نے تم نے اس کے بھائیوں نے مگر اس نے کسی کو بھی اپنی خاموشی کی وجہ نہیں بتائی۔۔۔ اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر گئے سارے ٹیسٹ کروائے مگر ساری رپورٹس کلئیر آئیں۔۔۔۔

میں نے اپنے ایک دوست سے افق کی کنڈیشن بتا کر اس مشورہ لیا تھا تو اس نے کہا کہ مجھے افق کو کسی ماہر نفسیات کو دکھانا چاہیے۔۔۔

آج میں اسے ایک اچھے ماہر نفسیات کے پاس لے کر گیا تھا۔

"پھر کیا کہا اس نے؟"

وہ انکی طرف پوری طرح متوجہ ہوئے سننے لگی۔۔۔

"انہوں نے کہا ہے کہ۔۔۔۔

وہ سائیکالوجیکل ڈس آرڈر کا شکار ہے۔

اگر اسے سائیکالوجیکل ہیلپ نہیں دی گئی تو وہ یونہی اندر ہی اندر گھٹن محسوس کرے گی۔ اس نے کوئی ٹینشن لی ہے جس کی وجہ سے اسکی یہ حالت ہوئی ہے۔

ان ماہر نفسیات کے مطابق تین ماہ میں ایسا انسان اس طرح کے ٹراما سے باہر نکل آتا ہے۔ مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے جنہیں ٹھیک چھ ماہ تک لگ جاتے ہیں۔۔۔

"حفیظ صاحب۔۔۔۔ میری بیٹی ٹھیک تو ہو جائے گی؟

کیا کہا ہے ڈاکٹر نے؟

"آپ نے ساری حالت ٹھیک سے بتائی تھی نافق کی ڈاکٹر کو۔۔۔۔۔؟

انہوں نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔۔۔۔۔

"ہاں میں نے بتایا تھا انہیں

کہ ہم نے اسے ہر طرح سے خوش رکھنے کی کوشش کی۔ اس کا دن رات خیال رکھا پیار دیا۔ جو بن پڑا وہ کیا۔۔۔

مگر ہر وقت لیٹی رہتی ہے اور خلاؤں میں گھورتی رہتی ہے، دو ہفتوں سے سوئی نہیں۔۔۔۔ نا کچھ کھا رہی ہے اور نا کچھ پی رہی ہے۔۔۔۔

گھر میں کسی کی بھی بات کا کوئی ریکشن ہی نہیں دیتی۔

وہ شکستہ لہجے میں انہیں بتانے لگے۔۔۔

آج صبح جب میں نے اس سے پوچھا۔۔

"انہوں نے یہ اینٹی ڈپریشین ٹیبلیٹ دیں ہیں۔

فی الوقت اسے دو ٹیبلیٹ دینی ہیں۔ تاکہ دو ہفتوں سے جو یہ سوئی نہیں وہ سو جائے اسکی نیند پوری ہو گی تو شاید خود کو کچھ بہتر محسوس کرے۔۔۔۔ انہوں نے کہا ہے کہ آہستہ آہستہ ان ٹیبلیٹس کی ڈوز آدھی کر دینی۔ مطلب ایک دن بعد ایک ٹیبلیٹ، اور پھر پرسوں آدھی۔۔۔۔

اس کے بعد دینا بند کر دینی ہے۔۔۔۔۔

جاؤ دیکھو اسے اور کوشش کرو کہ وہ دودھ کے ساتھ یہ ٹیبلیٹ لے لے۔۔۔۔

"جی ٹھیک ہے"

وہ ان کے ہاتھ سے ٹیبلیٹس لے کر اٹھ گئیں۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

سینوریٹا کے پرمز شدہ بال پائتھن کے چہرے پہ لہرائے تو۔۔۔۔۔

زلف رخ سے ہٹا کہ بات کرو،
رات کو دن بنا کہ بات کرو،
مہ کدے کہ چراغ مدھم ہیں،
زرا آنکھیں اٹھا کہ بات کرو،

اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں زور سے پھنسائے انہیں چٹختے ہوئے ذو معنی انداز سے مسکرا کر آنچ دیتے لہجے میں بولا۔۔۔

اچانک کچھ تلخ پل اس کی آنکھوں کے پردوں کے سامنے لہرانے لگے۔۔۔۔

ان کرب زدہ یادوں کے تازہ ہونے کے باعث پورے بدن میں کپکپی سی طاری ہوئی۔۔۔۔۔

وہ اُس کے اس طرح لرزنے پر کان کے قریب اپنا چہرہ کیے سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔۔
"گینگسٹر لیڈی ڈر گئی"؟

....L....L... Leave me

وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

اسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر پائتھن کے چہرے پہ گرے۔۔۔۔۔۔
پل بھر کے لیے پائتھن کے دل کی دھڑکن رکی۔۔۔۔ پھر معمول سے چلنے لگی۔۔۔۔
وہ اس وقت اس کی آنکھوں سے چھلکتا ہوا بے انتہا درد دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

وہ چہرہ دوسری سمت کیے آنسوؤں پہ بندھ باندھنے کی تگ ودو کرتے اس پہ سے پلٹ کر زمین پہ سے ہوتی ہوئی اٹھی۔۔۔
پائتھن سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

پھر ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے اپنے گالوں پہ موجود اسکے آنسوؤں کی نمی کو محسوس کرتا وہ اسکے شہد آگہیں بال سہلانے لگا۔۔۔۔

وہ نم گھنی مژگانیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔
پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کمرے کی طرف بھاگ گئی اور جا کر اندر سے دروازہ زور سے بند کرتے اسکے ساتھ پشت لگا کر کھڑی ہو کے گہرے سانس لینے لگی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

سرخ و سفید رنگت والے چہرے پہ اب زردیاں گھل چکی تھیں آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے گہرے ہوتے چلے جا رہے تھے، چہرہ ایسے جیسے صدیوں کی بیمار ہو، اس کے چہرے کی ہڈیاں نمایاں ہونے لگی تھیں۔۔۔۔۔

مسز حفیظ اور حفیظ جب افق کی یہ حالت دیکھتے تو رونے لگ جاتے انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کریں ۔۔۔۔۔ اب وہ بار بار ان سے وہی ٹیبلیٹ مانگتی تا کہ کھا کر کچھ دیر کے لیے پر سکون نیند سو جائے۔۔۔۔۔

مگر حفیظ صاحب نے اسے دینے سے منع کر دیا۔

اور مسز حفیظ کو بھی سختی سے منع کر دیا تھا کہ اسے یہ ٹیبلیٹ نہیں دینی اس کی صحت کے لیے ٹھیک نہیں۔

وہ اگر سکول چلی جاتی تو سب سے پیچھے والے بینچ پہ جا کر بیٹھ جاتی۔ اور خالی خالی نظروں سے دیکھتی رہتی ٹیچر کی غیر موجودگی میں سر اگلے میز پہ رکھے بے سدھ بیٹھی رہتی۔

اسی دوران فرسٹ پارٹ کے پیپرز آ گئے۔۔۔۔

ذوالقرنین حیدر پوری تیاری اور دلجمعی سے پیپرز کر رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ افق پیپرز پہ یونہی بے خیالی میں آڑھی ترچھی لکیریں کھینچتی رہتی۔۔۔۔

* * *

"وہ آدھی رات کے وقت ایک بلند و بالا بلڈنگ کے باہر کھڑا آنکھوں میں برفیلے تاثرات لئے بلڈنگ کا جائزہ لے رہا تھا

اسے یہاں ایک غدار کا کام تمام کرنا تھا

"نہ جانے لوگ یہ کیوں سمجھتے ہیں کے پائتھن کے ساتھ دھوکہ کر کے اس کے ہاتھوں سے بچ جائیں گے.

"داور نے بھی یہی سوچنے کی غلطی کی تھی کہ وہ بچ جائے گا اسکے ساتھ دھوکہ کر کے اور یہ اسکی غلط فہمی تھی جو وہ آج ختم کرنے آیا تھا..

وہ بنا کوئی سراغ چھوڑے اپنا کام کام کرنے میں ماہر تھا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اپنا ہر کام ہی بہت مہارت سے کرتا تھا

کچھ دیر تک مکمل جائزہ لینے کے بعد وہ آگے کے مین راستے سے بلڈ نگ کے اندر گیا تھا۔۔۔

جبکہ بروک نے پچھلے راستے کا انتخاب کیا۔۔۔

مارک دوسری بلڈ نگ سے اس پہ نظر رکھے ہوئے تھا کہ اگر وہ اس بلڈ نگ سے کود کر اس میں آئے تو وہ اسے وہاں سے پکڑ لے۔۔۔۔۔

"پائتھن کی سبز چنگاریاں اگلتی ہوئی عقابی نگاہوں کے لئے یہ پتہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ اس وقت اسکا شکار کہاں اور کس روم میں موجود ہے

"وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا دوسرے فلور پہ آیا جہاں اسکا روم تھا وہ چلتا ہوا اسکے دروازے کے پاس آکر رکا تھا اور لاک دروازے کو کھولنے لگا اسکے لئے لاک کھولنا کوئی مشکل کام نہ تھا..

آج صبح ہی اس شخص جو ایک پرائیوٹ بینک کا ڈرائیور تھا، جو سولہ کروڑ روپے دوسری جگہ لے جانے کا کام کر رہا تھا، نجانے اس کے من میں کب غداری کے ناگ نے اپنے پھن پھیلائے وہ اپنے اصلی فرض سے غافل ہوئے، وہ رقم لے کر یہاں ایک قدرے سنسان جگہ پر موجود ایک پرانی بلڈ نگ میں چھپ گیا تھا۔۔۔

اندر روم میں وہ شخص ملک سے فرار ہونے کی تیاری کر رہا تھا اس بات سے انجان کہ موت اسکے سر پہ پہنچ چکی ہے

۔

وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا کیونکہ کہیں نہ کہیں اسکو اس بات کا ڈر تھا کہ اسکا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں ہیں. کسی بھی وقت پولیس اس تک پہنچ سکتی ہے۔۔۔
پر وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ پولیس تو بعد میں پہنچتی اس سے پہلے پائتھن نامی بلا سے اس کا پالا پڑنے والا تھا..
"ابھی وہ اپنا سامان پیک کر کے جیسے ہی مڑا تو دھاڑ کی آواز سے کمرے کا دروازہ ٹوٹ کر گرا۔۔۔۔
جو پائتھن کی جاندار کک کے ذریعے ٹوٹا تھا۔۔۔

سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اسکے ہاتھ سے بیگ چھوٹ کر زمین پہ گرا تھا..
"پائتھن...!!!!!! بمشکل یہ الفاظ بے آواز اسکے پھڑ پھڑاتے ہوئے لبوں سے بر آمد ہوئے تھے۔۔۔

اسکی آنکھوں میں حیرت کے بعد پائتھن کی موجودگی پہ خوف و وحشت نے جگہ لے لی تھی پورا بدن ایکدم سے کپکپانے لگا تھا..

پائتھن ابرو اچکا کر چہرے پہ قاتلانہ مسکراہٹ لئے بھاری بوٹوں سے قدم قدم چلتا اسکے بے حد قریب آیا تھا..

"ہاں بھئی۔۔۔داور...!!!!!

تمھیں کیا لگا مجھ سے غداری کر کے تم بچ سکتے ہو...
اس نے اپنی نائن ایم ایم پسٹل اسکی پیشانی پہ رکھی تھی
"نہیں پلیز...پلیز..پائتھن...مجھے معاف کردو پلیز...وہ شخص اب اسکے آگے ہاتھ جوڑ کر رحم کی بھیک مانگ رہا تھا اسکو لگ رہا تھا کہ یہ وقت اسکا آخری وقت ہے اور ایسا تھا بھی پائتھن کو دھوکہ دینا اتنا آسان بھی نہیں تھا..
تبھی اس کا دوست فرحان جو واش روم میں تھا اچانک باہر نکلا تو داور کو کسی دیو ہیکل شخص کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے دیکھ کر اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔۔۔۔
اسے تو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔۔۔۔۔
وہ فرار اختیار کرنے کے لیے ادھر ادھر نظریں دوڑا رہا تھا۔۔۔۔

"پہلے اپنے فرض سے غداری۔۔۔۔۔؟؟
"پھر پائتھن سے؟؟؟؟
"نو۔۔۔مسٹر داور۔۔۔۔۔
It's impossible.....
وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں بولا تو اسکی دہشت زدہ آواز سن کر داور کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا اٹھی۔۔۔

"پائتھن سے غداری سمجھو تم نے اپنی آخری سانس بھی گنوادی!!!!

اپنی موت سامنے دیکھ کر اسکے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔

فرحان نے اپنی جان بچانے کے لیے آج آخری بازی کھیلنے کا موقع نہیں گنوایا۔۔۔

اس نے کمرے کی کھلی کھڑکی سے نیچے دیکھا۔۔۔

"اگر اسکی گولی لگی تو مروں گا۔۔۔ اگر کھڑکی سے نیچے کود گیا تو شاید ایک دو ہڈیاں ٹوٹ جائیں کیا پتہ بچ جاؤں۔۔۔۔

اس نے آخری چانس لینے کا سوچتے ہوئے سفری بیگ کو ایک کونے سے تھاما اور گھما کر پائتھن کی گن کی طرف پھینکا۔۔۔۔

"پلیز پائتھن مجھے جانے دو۔۔۔۔۔ داور منت بھرے انداز میں بولا۔۔۔۔

جیسے ہی یکلخت بیگ فرحان نے اٹھا کر پائتھن کی طرف اچھالا اچانک اسکی انگلیوں میں ٹریگر دبا۔۔۔۔۔

کمرے میں ٹھاہ۔۔۔۔!!!!

کی آواز گونجی۔۔۔۔۔۔

اور داور لہرا کر زمین پہ گر گیا۔۔

فرحان نے ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بنا کھڑکی سے نیچے چھلانگ لگائی۔۔۔۔

پائتھن نے سرعت سے آگے بڑھ کر کھڑکی سے باہر جھانک کر دیکھا۔۔۔۔

وہ فرار ہوتا اس سے پہلے کسی نے اسکے عقب سے نکل کر اسکے شانے پہ نوکیلی چمکتی ہوئی سوئی والی بڑے سائز کی سرنج گاڑھ دی۔۔۔۔

وہ تڑپ کر زمین پہ گرا اور گرتے ہی ہوش و حواس سے بیگانہ ہوگیا۔۔۔۔۔

پائتھن نے اندھیرے میں اپنی سبز رنگ عقابی آنکھوں سے اس سرنج گاڑھنے والے کا چہرہ دیکھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

آج ہی پہلے پارٹ کا رزلٹ آؤٹ ہوا تھا جس میں ذولقرنین حیدر نے ٹاپ کیا تھا۔۔۔۔

"Congratulations.... Haider......

I am really very happy for you.....

"چلو اب اسی خوشی میں مجھے ٹریٹ چاہیے۔۔۔۔

ماریہ نے اسکا ہاتھ زور سے ملا کر اسے دباتے ہوئے چہک کر کہا۔۔۔۔۔

"کیا ٹریٹ چاہیے سویٹ ہارٹ۔۔۔۔؟

"وہ تو میں اپنے ہینڈ سم سے فرینڈ کو شام میں ملکر بتاؤں گی۔۔۔۔

"اوتو۔۔۔۔ تمہیں پرمیشن مل جائے گی شام میں باہر نکلنے کی۔۔۔؟

ذولقرنین حیدر نے اچنبھے سے اسے دیکھ کر سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔

"اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے۔ میں مام کو کہہ دوں گی سوسائٹی والی پارک میں چہل قدمی کے لیے جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ اس نے بہانہ بتایا۔۔۔

"اوکے۔۔۔۔"

ذولقرنین حیدر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"اُف۔ ! کتنا مزہ آئے گا نہ آج فرسٹ ٹائم ہم دونوں سکول سے باہر ملیں گے۔ مجھے تو ابھی سے سوچ کر ہی ایکسائٹمینٹ ہو رہی ہے"

وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔۔

"تو اس میں اتنی ایکسائٹمینٹ والی کیا بات ہے۔۔" ذولقرنین حیدر نے اس کی طرف دیکھے بغیر لاپرواہی سے شانے اچکا کر کہا۔۔۔۔

"اچھا ایک بات بتاؤ۔"؟

"کیا؟"

وہ ابرو اچکا کر فقط اتنا ہی بولا۔

"ہم دونوں بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ ہی ہیں نا؟

ماریہ نے تیکھے چتونوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"ہاں ہیں تو؟

"تو پھر تمہیں نہیں پتہ اس قسم کی فرینڈشپ کے تقاضوں کو۔۔۔۔۔

"پتہ تو بہت کچھ ہے سویٹ ہارٹ، مگر سوچا کہیں تم برا نا مان جاؤ۔۔۔

اس بار اسکے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ بکھری۔۔۔۔

"اس میں برا منانے والی کیا بات ہے۔۔۔"

ماریہ اسکے شانے پہ سر رکھ کر آہستگی سے بولی۔

"شام میں ملتے ہیں نا۔۔۔۔ یہاں سکول میں یہ سب مناسب نہیں۔۔۔۔۔

حیدر نے اس کے سر کے نیچے سے اپنا شانہ نکال کر تھوڑا پیچھے کو سرکتے ہوئے کہا کیونکہ آتے جاتے سٹوڈنٹس انہیں عجیب وغریب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

”پکی بات ہے۔ اپنا پرامس نبھاؤ گے؟“ ماریہ نے اس کی طرف دیکھ کر تصدیق چاہی۔۔

”کون سے والا پرامس۔۔؟“

”ذولقرنین۔۔۔! میں ٹریٹ دینے والا پرامس یاد کروا رہی تھی۔ لیکن تم کون سا سمجھے۔۔۔۔؟“

وہ کھکھلا کر بولی۔۔۔۔

”اوہ اچھاااااا۔۔۔۔!

"پر میں تو کوئی اور سمجھا تھا۔۔۔۔

"تم کون سا سمجھے تھے۔۔۔۔؟

"وہ شام میں بتاؤں گا۔۔۔

دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے سکول گیٹ سے باہر نکل رہے تھے۔۔۔۔

* * *

ڈھلتی شام کے سائے چاروں اطراف اپنے پنکھ پھیلا چکے تھے، وہ اپنے جلتے ہوئے ذہن کے ساتھ ویران و بنجر راستوں پہ وحشت سے سرگرداں تھی،

اس کی یک طرفہ محبت نے یقیناً اسے تہی داماں کر دیا تھا وہ تنہا ہی ان خاردار راستوں کی مسافر تھی، ایسی کانٹوں بھری راہ پر گامزن تھی جس کی کوئی منزل نہ تھی،

اس نے خالی خالی نظروں سے اپنے کمرے میں نظر دوڑائی۔۔۔

جہاں پر سو ویرانی رقص کرتی نظر آ رہی تھی۔ جب کوئی بہت اپنا آپ سے اپنا ہاتھ چھڑوا لیتا ہے تو یونہی بے کلی اور ویرانیاں ڈیرہ جما لیتی ہیں، بے اعتنائی، بے مہری، خود ترسی کی فضا نے اسے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا،

"مجھے لگتا ہے میری یک طرفہ محبت کی ادھوری داستان بھی یونہی میرے دل میں دبی رہ جائے گی، میرے سارے خواب ماتم کناں رہ جائیں گے،،،،

آج وہ اپنی ہی کیفیت کے ہاتھوں زندہ درگور ہو رہی تھی،

"آج مجھے احساس ہو رہا ہے محبت انسان کو نہیں مارتی، بلکہ جس سے محبت کی جائے اسکی بے رخی اور بے حسی مار دیتی ہے"

"جس نے جانا ہوتا ہے، وہ آخر کار چھوڑ کر چلا ہی جاتا ہے، ہماری منتیں، گڑگڑاہٹیں کوئی کام نہیں آتی، بس جاتے ہوئے وہ شخص اپنی یادوں کی سوغات بخش جاتا ہے، جو سارہ ساری رات ہمارے جاگنے اور تڑپنے کا باعث بنتی ہیں، ہمیں ہمہ وقت اذیت کی سولی پر لٹکائے رکھتی ہیں"

اس نے آگے بڑھ کر بستر پر پڑا موبائل اٹھایا۔۔۔

مگر خالی۔۔۔۔

" کبھی اس موبائل کی سکرین پر وقت روشن رہتی تھی، تمہارے میسجز سے، کبھی اسائمنٹ کے لیے، کبھی سوری کے میسجز سے۔۔۔

اس نے تصاویر والا فولڈر کھولا۔۔۔

"دیکھو نا ارحام اس میں تم کسطرح مسکرا رہے ہو میری طرف دیکھ کر۔۔۔ دیکھو یہاں تم خفا بھی نہیں۔۔۔

اور مجھ سے دور جانے کی بات بھی نہیں کر رہے۔۔۔

اس نے پھر سے اس کے وائس میسج اوپن کے اور ان کو سننے لگی۔۔۔۔

کتنی قریب ہے نا تمہاری آواز میری سانسوں سے۔۔۔"""""

وہ یاسیت گھلے لہجے میں خود کلامی کے انداز میں بڑابڑائی۔۔۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا تم یوں مجھ سے منہ موڑ جاؤ گے۔۔۔۔ دیکھو نا خوشیاں مجھ سے روٹھ گئی ہیں۔۔۔

"وہی بند کمرہ،،،

اذیت ناک یادیں،

نم آنکھیں،

خاموش موبائل،

آنسو ٹوٹ کر اس کے گالوں پر بکھرنے لگے۔۔۔۔

"ان اذیت ناک یادوں سے کیسے پیچھا چھڑاوں۔۔۔۔؟؟؟

"ٹیبلیٹ۔۔۔۔!!!!

"ہاں ٹیبلیٹ۔۔۔۔!!!

اس نے اپنے گالوں کو ہاتھوں کی پشت سے رگڑ کر پونچھتے ہوئے کمرے سے باہر دوڑ لگائی۔۔۔۔۔

اپنی مما اور بابا کی منتیں کیں۔۔۔ بھائیوں سے کہا۔۔۔ مگر کوئی بھی اس کی بات ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

وہ رنجیدہ حالت میں پژمردہ چہرہ لیے واپس کمرے میں لوٹ آئی۔۔۔۔

"بابا کہتے ہیں خودکشی حرام ہے۔۔۔۔ میں ایسا کوئی غلط قدم نہیں اٹھاؤں گی۔۔۔۔

"مجھے ابھی سکون چاہیے ورنہ میں مر جاؤں گی۔۔۔۔۔

وہ ان ٹیبلیٹس کی اڈکٹ بن چکی تھی۔ اور ایک اڈکٹڈ انسان اپنا نشہ حاصل کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے، وہ بھی تڑپ رہی تھی، اس نے موبائل اٹھا کر اپنی کلاس فیلو کو نمبر ملایا۔۔۔۔

"ہیلو ثمرین۔۔۔۔۔

"ہمم بولو۔۔۔۔ افق کیا بات ہے؟

"ثمرین میں تمہیں ٹیبلیٹ کا نام بتاتی ہوں پلیز مجھے منگوا دو باہر سے۔۔۔۔۔

"افق گھر میں کوئی باہر جانے کی پرمیشن نہیں دے گا اسوقت سوری یار تم کسی اور سے کہہ دو۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔

افق نے اپنی کبرڈ میں دیکھا جہاں کچھ سیونگز موجود تھیں وہ ان نوٹوں کو مٹھی میں دبائے عبایا پہنے باہر آئی۔۔۔

اسکے والدین اور دونوں چھوٹے بھائی ڈنر کے لیے میز پر بیٹھے تھے، ان کا چہرہ دوسری طرف تھا، وہ آہستگی سے نظر بچاتے ہوئے دبے پاؤں باہر نکل گئی۔۔۔۔

اور میڈیکل سٹور سے ٹیبلیٹس کا نام بتا کر میڈیسن طلب کیں۔۔۔ مگر انہوں نے دینے سے انکار کر دیا کہ ڈاکٹر کی پریسکرپشن کے بنا اسے وہ ٹیبلیٹ نہیں دے سکتے۔۔۔

"وہ پریسکرپشن تو بابا کے پاس ہے۔۔۔۔"

"کیا کروں۔۔۔۔؟؟؟

وہ الجھن میں مبتلا سوچ رہی تھی۔۔۔

اس نے ایک اور کلاس فیلو کو کال کی۔۔۔۔

"رابعہ مجھے ایک میڈیسن چاہیے مگر میرے پاس پریسکرپشن نہیں ہے کیا تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکتی ہو ؟؟؟

"افق میں نہیں کر سکتی معذرت مگر تمہیں ایک راستہ دکھا سکتی ہوں۔۔۔

"وہ کیا رابعہ پلیز جلدی بتاؤ۔۔۔۔

اب اس سے ایک لمحے کے لیے بھی صبر نہیں ہو رہا تھا وہ ایک اڈکٹڈ کی طرح تڑپنے لگی تھی۔۔۔۔۔

"وہ ہمارا کلاس فیلو ہے نا ذولقرنین حیدر۔۔۔۔۔

"ہاں بولو نا آگے جلدی۔۔۔۔

"اس کے فادر فارمیسٹ ہیں۔ مطلب ان کی چھوٹی سی فارمیسی ہے، اگر وہ چاہے تو بنا پریسکرپشن کے وہاں سے تمہیں ٹیبلیٹ نکال کر دے سکتا ہے۔۔۔۔۔

"مگر رابعہ میں اس سے کیسے کہوں۔۔۔۔؟؟؟

"میں نے اس سے کبھی ڈھنگ سے بات نہیں کی۔۔۔ سب سے بڑا حریف ہے وہ میرا کلاس میں۔۔۔۔۔ وہ بھلا کیوں میری مدد کرے گا۔۔۔۔۔

"اب اتنا بھی برا نہیں کہ وہ تمہاری مدد نا کرے ایک بار ٹرائی کر لو۔۔۔ اگر وہ تمہیں لا دے تو تمہاری قسمت ورنہ پھر مزید کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔۔

"اچھا رکو۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ رابعہ فون بند کرتی افق نے اسے روکا۔۔۔

"ہمم بولو۔۔۔

"مجھے اس کا نمبر سینڈ کر دو گی پلیز۔۔۔۔

وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"اچھا کرتی ہوں۔۔۔۔۔

وہ عبائے میں ملبوس روڈ کے ایک طرف کھڑی تھی۔۔۔۔

تبھی سکرین پر ایک نمبر نمودار ہوا اس نے ذولقرنین حیدر کا نمبر ملایا۔۔۔۔

وہ نک سک تیار ہوئے ابھی گھر سے نکل ہی رہا تھا کہ

موبائل کی چنگھاڑتی آواز پر اس نے۔۔ جینز کی پاکٹ سے موبائل نکالا۔۔۔ مگر سکرین پہ انجان نمبر دیکھ کر اس نے بیزاری سے سر جھٹکا۔۔۔۔

اور گھر سے باہر نکل کر چلنے لگا۔۔۔۔۔ مگر کال جانے والا بھی ڈھیٹ ابن ڈھیٹ ثابت ہوا تھا جو بار بار اسے کال کیے ہی جا رہا تھا۔۔۔۔۔

"پھر سے وہی نمبر"_

سکرین پر چمکتا نمبر دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل پڑے۔۔ یہ نمبر اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔۔

اس نے بادل ناخواستہ کال ریسیو کی۔۔۔۔

"ذوالقرنین حیدر۔۔۔۔۔۔!!!!!!"

اگلی جانب سے کسی کی روتی ہوئی آواز پر اس نے ہونٹ بھینچ کر اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑائے۔۔۔۔۔۔۔

"م۔۔۔۔

م۔۔۔۔یں ا۔۔۔افق۔۔۔۔پ۔۔۔۔پلیز کال مت کاٹنا۔۔۔۔

مقابل موجود صنف نازک کے ہچکیوں کے ساتھ رونے کی آواز اسکے کانوں میں گونجی۔ یقیناً وہ لڑکی کسی بڑی مصیبت میں تھی ورنہ اپنے لئے اسکی نفرت سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔۔

"کہو۔۔۔میں سن رہا ہوں۔۔ کیا بات ہے؟ تم رو کیوں رہی ہو؟ کیا مسلہ ہے؟"

اس نے ایک سانس میں ہی اس سے کتنے ہی سوالات اس سے کر ڈالے تھے۔۔۔

"پپپ پلیز مجھے بچالو۔۔۔میں مر جاؤں گی۔۔۔۔۔۔

"میں اپنی غلطیوں اور سب باتوں کے لیے تم سے معافی مانگتی ہوں مگر پلیز میری مدد کرو"_

وہ روتی ہوئی نجانے کیا کچھ کہ رہی تھی۔۔اس وقت وہ اپنی طلب میں اپنی عزت نفس آنا، اپنی نفرت سب بھلا چکی تھی۔۔۔۔۔بس کسی بھی طرح اسے وہ ٹیبلیٹ چاہیے تھیں۔۔۔۔

"وہ سب چھوڑو۔۔۔اور بتاؤ مجھے کیا مدد چاہیے۔۔۔"؟

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔مجھے

...L..... Tab

چاہیے پلیز مجھے لا دو۔۔۔۔

"افق مگر میرے بابا فارمیسی بند کر کہ گھر آ چکے ہیں۔۔۔۔

اس کے فون کے دوران ماریہ کی کال آنے لگی۔۔۔۔

"پلیز۔۔۔۔کچھ کر دو نا پلیز۔۔۔۔ایک بار لا دو کچھ بھی کر کہ۔۔۔۔

وہ اسکی آواز کی لرزش پر بھی جان گیا تھا کے وہ کانپ رہی تھی۔۔

"اچھا کچھ کرتا ہوں"

"تم ہو کہاں اس وقت؟"

"ممم۔۔۔میں۔۔۔روڈ پہ۔۔۔کھڑی ہوں۔۔۔اس نے اپنی لوکیشن بتائی۔۔۔

"ہیلو ذولقرنین!!!

"کہاں ہو۔۔۔میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں؟

اس نے افق کی کال بند کیے ماریہ کی کال اٹھائی تو وہ اس پہ برس پڑی۔۔۔

"ماریہ میں۔۔۔۔بس آرہا ہوں۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

روڈ پہ کھڑی وہ ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے ذولقرنین حیدر کی تلاش میں سرگرداں تھی،،،

اس وقت آتے جاتے لوگ اسے متلاشی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

وہ نظریں جھکا گئی،، طلب حد سے سوا تھی،،،، اس کا بدن شدت کے باعث ہلکے ہلکے کپکپا رہا تھا،،،

"یہ لو"۔۔۔!!!!

اس نے شناسا آواز پہ اک دم ہڑبڑا کر سر اوپر اٹھایا اور بوجھل آنکھیں لیے اسے دیکھا تو وہ بالکل سامنے کھڑا نظر آیا

اس نے دو ٹیبلٹس نکال کر اسکی طرف بڑھائیں۔۔۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔پ۔۔پلیز۔۔۔۔مجھے یہ سارا دے دو۔۔۔

افق نے اڈکٹڈ کی طرح اپنا نشہ سامنے دیکھ کر اس کے ہاتھ سے ساری ٹیبلیٹ کھینچنا چاہیں۔۔۔

"نہیں۔۔۔ کیوں دوں ساری تمہیں۔۔۔ ؟؟؟؟

وہ تیکھے لہجے میں بولا۔۔۔

"ساری ایک ہی بار کھانا ٹھیک نہیں تمہاری جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔"

"میں ساری نہیں دے سکتا۔۔۔

وہ جب سے یہاں روڈ پہ کھڑی تھی اسی زاویئے پہ کھڑی ہوئی اس کی ٹانگیں بری طرح اکڑ گئی تھیں ہاتھ پائوں ٹھنڈے برف ہو رہے تھے اچانک اسے محسوس ہوا کہ اسے شدید قسم کا چکر آ رہا ہے وہ اپنی جگہ سے ہلنا چاہ رہی تھی لیکن، شدید کمزوری کے باعث ایسا بھی نا کر پائی اسے خیال آیا کہ اس نے صبح سے ایک قطرہ پانی کا نہیں پیا اور اگر تھوڑی دیر اور کچھ نا کھایا یا پیا تھا، اور اوپر سے ان ٹیبلیٹس کی طلب نے اسے مزید نڈھال کر دیا تھا۔۔۔ اگر ان کو حلق میں نگلنے میں اس نے ایک لمحہ کی بھی تاخیر کی تو وہ ضرور یہیں بے ہوش ہو جائے گی اتنی سخت اور عجیب وغریب زندگی اس نے کب گزاری تھی وہ اس کی عادی نہیں تھی۔۔۔

ان ٹیبلٹس کی جھلک نے اسے پاگل سا کر دیا وہ ندیدوں کی طرح اس کی طرف دیکھتی رہی۔۔۔ پھر اس کی ہتھیلی سے اٹھا کر بنا پانی کے انہیں نگل گئی۔۔۔۔۔

آج وہ اپنی انا بھول گئی آج اس نے جانا کہ نشہ کسی بھی قسم کا ہو بہت ظالم ہوتا ہے۔۔۔

اسے حاصل کرنے کے لیے انسان کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔۔۔

بمشکل اپنے لڑکھراتے اور چکراتے وجود کو سنبھالتے ہوئے آگے بڑھی۔۔۔

وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں ٹیبلیٹ نِگل کر گھر واپسی کے راستے پہ چلی گئی۔۔۔

حیدر نے اس کا انداز اور حالت دیکھی تو حیرت زدہ رہ گیا، افق کا کیسا رویہ تھا، ؟؟؟ اپنا مطلب پورا کیا اور نکل گئی ۔۔۔ جیسے اس کے وجود سے اسے کوئی سروکار نہیں تھا

ذولقرنین حیدر نے بھی لاپرواہی سے شانے اچکائے۔۔۔ شاید یہاں آکر وہ پہلے ہی اس پہ کافی بڑا احسان کر چکا تھا لہذا مزید کسی مروت اور مدد کی ضرورت نہیں تھی اسے۔ وہ ماریہ کی بتائی ہوئی جگہ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

وہ پچھلے دو گھنٹوں سے مسلسل کان میں ہیڈ فونز لگائے رننگ مشین پر فل سپیڈ سے دوڑ رہا تھا اس وقت وہ سیاہ ویسٹ میں تھا، پسینے کی بوندیں ٹپک کر نیچے موجود میٹ پہ گر رہی تھیں،

آسمان ابر آلود ہو رہا تھا، آسمان پہ کالے بادلوں نے اپنے پر ہر جانب پھیلا لیے تھے۔۔۔ جیسے آج جم کر بارش برسانے کے درپہ ہوں۔۔۔ وہ رات گئے سب واپس اپنے مخصوص گھر میں آچکے تھے۔۔ صبح کا سورج طلوع ہوتا اس سے پہلے ہی سرمئی بادلوں نے بسیرا کر لیا۔ وقتاً فوقتاً بجلی چمکتی اور جیسے پورا آسمان سرخ ہوتے لہو چھلکانے لگتا۔ ہواؤں نے پوری طرح زور پکڑا ہوا تھا،،

پائتھن چھت پہ موجود ایک روم میں جسے وہ جم کے طور پہ استعمال کرتا وہاں موجود ایکسر سائز کرنے میں مشغول تھا، مگر روم کا دروازہ کھلا ہونے کے باعث باہر کا منظر بھی اس کی سبز رنگ گہری آنکھوں سے مخفی نا تھا۔۔۔

"مارک مجھے بھی گن شوٹنگ سیکھنی ہے"

سینوریٹا کی نظریں اندر رننگ مشین پہ موجود پائتھن پہ تھیں جبکہ مخاطب وہ مارک سے تھی۔۔۔۔

"ہم سے نشانہ تو پائتھن کا اچھا ہے. پھر تمہیں اس سے سیکھنی چاہیے۔۔۔۔

بروک نے مشورہ دیا۔۔۔۔

"ادھر دو۔۔۔۔۔

بروک جو اپنے لیے نشہ آور سیگریٹ بھر چکا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ سے سیگریٹ کھینچ کر وہ لبوں میں دبا کر گھڑک کر بولی۔۔۔۔

"کیوں تم لوگوں کو کیا موت پڑی ہوئی ہے۔۔۔۔؟؟؟

وہ کڑے تیوروں سے دانت کچکچا کر آہستہ آواز میں غرائی۔۔۔۔۔

""""لاؤ مارک گن نکال کر دو۔۔۔۔

مارک نے لاپرواہی سے شانے اچکاتے ہوئے گن نکال کر سینوریٹا کے ہاتھ میں تھمائی۔۔۔۔

سینوریٹا نے گن پکڑ کر جب ٹریگر دبایا تھا تو پیچھے کھڑے بروک نے اس کے گن والے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر گن کا رخ آسمان کی طرف کر دیا تھا۔

"سینوریٹا۔۔۔ !!!

"یار کیوں ہم سب کو بنا ٹکٹ کہ اوپر پہنچانے کا ارادہ ہے؟؟؟

"ہوا میں فائر کرو۔۔۔ یا کسی نشانے پہ۔۔۔۔۔

بروک نے اپنے تئیں اسے سمجھایا۔۔۔

"بروک۔۔۔ !!!! تم مجھے سکھاؤ نا۔۔۔۔

سینوریٹا نے دیکھا کہ بروک کے ہاتھ رکھنے پہ پائتھن کے نقوش تنے تھے۔۔۔۔

تب ہی جان بوجھ کر بولی۔۔۔

"آؤ پھر ملکر کر ٹارگٹ سیٹ کرتے ہیں پھر ٹریگر دبائیں گے کہ کہاں شاٹ لگانا ہے"

سینوریٹا نے گن کا رخ مارک کی طرف کیا۔۔۔

"پیچھے کرو اسے سینوریٹا ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی۔۔۔ کیوں کنوارہ مارنے کا ارادہ ہے،،، تمھاری وجہ سے کسی دن مجھے ہارٹ اٹیک آجائے گا، اور بھری جوانی میں اوپر پہنچ جاؤں گا۔۔ ابھی تو میں نے ٹھیک سے دنیا بھی نہیں دیکھی۔۔۔۔۔

مارک نے سینوریٹا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تم کیا میرا منہ دیکھ رہے ہو۔۔۔ جلدی سے سکھاؤ گے یا میں تمہیں کچھ سکھا دوں۔۔۔ سینوریٹا نے پنچ بنا کر بروک کی طرف دیکھا۔۔۔

"کہیں پہ نگاہیں کہیں پہ نشانہ۔۔۔۔!!!!
بروک استہزائیہ انداز سے ہنس کر بولا۔۔۔ اس نے سینوریٹا کی نظریں اندر پش اپس لگاتے ہوئے پائتھن کی طرف دیکھیں تو بولا۔۔۔۔

"سینوریٹا سیکھنا ہے تو نگاہیں ٹارگٹ پہ رکھو۔۔۔۔
وہ سینوریٹا کی ٹریگر پہ موجود انگلی پہ اپنا ہاتھ رکھ کر سرگوشی نما آواز میں اسکے کان کے قریب بولا۔۔۔۔
"شٹ اپ بروک۔۔۔۔!!!
وہ کڑے تیوروں سے دھیمی آواز میں دانت پیس کر بولی۔۔۔

"کبھی تو ہم غریبوں پہ بھی نظر ڈال لیا کرو۔۔۔ ہم بھی کھڑے ہیں راہوں میں۔۔۔۔"

اندر موجود پائتھن ٹاول سے اپنا چہرہ اور بازو پونچھنے کے بعد سکس پیک کا مظاہرہ کرتے ہوئے بنا شرٹ کے ہی باہر نکل آیا۔۔۔۔
اور خونخوار نظروں سے انکی کاروائی دیکھ رہا تھا مگر لب آپس میں باہم پیوست تھے۔۔۔۔

"تمہاری آنکھیں نکال لوں گی، اگر گندی نظروں سے دیکھا مجھے،،، اور زبان اگر زرا سی بھی مزید پھسلی تو وہ بھی کھینچ کر تمہارے ہی گلے میں لپیٹ دوں گی"

وہ بظاہر چہرے پہ مسکراہٹ سجائے ہوئے تھی دھیمی آواز میں اسطرح سے بول رہی تھی جسے صرف قریب کھڑا بروک ہی سن سکتا تھا۔۔۔۔۔

"بروک۔۔۔۔ یہاں سے ہلنا مت۔۔۔۔ نشانہ لگاؤ۔۔۔ اور یوں ہی پوز کرو شاباش جیسے سب نارمل ہو۔۔۔۔ میں بھی بھول گئی تمہاری بکواس۔۔۔۔۔

تبھی ٹھاہ کی آواز گونجی۔۔۔

اور قریب موجود درختوں پر بیٹھے پرندے ڈر کے باعث پھڑ پھڑاتے ہوئے چہچہاہٹیں بکھیرتے اڑنے لگے۔۔۔۔۔

"پا تئتھن تم سکھادو نا سینوریٹا کو۔۔۔۔ مارک نے اسے سامنے دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

"وہ کس خوشی میں؟"

پائتھن چہرے پہ برفیلے تاثرات سجائے سپاٹ انداز میں بولا۔

"خوشی سے یاد آیا۔۔۔۔!!!!

بروک کا لہجہ فرط مسرت سے لبریز تھا۔۔۔۔

?What

مارک نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کل رات اگر سینوریٹا نہیں ہوتی تو فرحان بھاگ جاتا۔۔۔۔

اس نے موقع پہ پہنچ کر اسکی بازو میں وہ ڈر گزوالا انجیکشن گاڑھا تھا۔۔۔۔۔

بروک توصیفی انداز میں سینوریٹا کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔

"اگر یہ وہاں نا بھی پہنچتی تو میرا اگلا فائر فرحان کا سینہ چیر جاتا"

وہ حد درجہ مغرورانہ انداز میں بولا۔۔۔۔

مطلب اس میں سینوریٹا کا کوئی خاص عمل دخل نہیں تھا وہ کسی بھی صورت اسے کریڈٹ نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔۔

"پائتھن میں بھی بروک کی بات سے متفق ہوں، سینوریٹا نے اچھا کام کیا ہے، ورنہ آج ہم فرحان کو زندہ نہیں پکڑ پاتے۔۔۔۔۔اسے زندہ پکڑ کر اب ہم اس سے باقی کی انفارمیشن بھی نکلوالیں گے۔۔۔۔

"Whatever-----!!!!

وہ گرم پانی کی بوتل کو منہ لگا کر ایک گھونٹ بھرتے ہوئے سیڑھیاں نیچے اتر گیا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

دن گزر رہے تھے کبھی برق رفتار سے کبھی سست رفتاری سے۔۔۔اسکی کنڈیشن کو تین ماہ گزر گئے تھے۔

وہ خاموش سی ہو گئی تھی۔۔ لمحوں میں صدیاں کیسے بیتتی ہیں اس پر انکشاف ہوا تھا۔۔

ایک سناٹا سا تھا جو اسکے اندر اتر گیا تھا۔۔

وہ نہیں جانتی تھی آگے کیا ہو گا۔۔

وہ سوچوں میں گم بیڈ کی پشت سے سر ٹکائے کارپیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی جب دروازے پر کسی نے دستک دی۔۔ ان گزرے مہینوں میں وہ خود بہت کم کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔ وہ سکول بھی بہت کم جاتی تھی۔ اس کے بابا حفیظ صاحب کی طبیعت اچانک بہت خراب ہو گئی تھی، وہ کافی دنوں سے ہسپتال میں زیر علاج تھے، انہیں ہڈیوں کا کینسر تھا، ان کا علاج جاری تھا، اس کی والدہ بھی اس وقت ہسپتال میں تھیں ان کے پاس۔ ان کی غیر موجودگی کی وجہ سے ان کے بزنس کو بھی بہت نقصان ہو رہا تھا۔۔۔۔

آج وہ اپنے بھائی کے ساتھ ان سے ہسپتال ملنے کے لیے گئی تھی۔۔۔۔

"یہ کیا ہو گیا بابا جانی آپ کو۔۔۔۔۔"

اس نے اپنے بیمار والد کو دیکھ کر تشویش بھرے انداز میں پوچھا۔۔۔۔

"سچ بتاؤں۔۔۔ !!!!

افق مجھے تمہاری حالت نے اس نہج تک پہنچایا ہے۔۔۔۔ ایک باپ کچھ بھی برداشت کر سکتا ہے مگر اپنی اولاد کو اس حال میں نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔ کیوں خود کو اذیت دے کر ہمیں دُکھ دے رہی ہو۔۔۔۔ اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارے بابا کچھ عرصہ اور جئیں تو لوٹ آو۔۔۔ ویسی ہی بن جاؤ۔۔۔۔ میں بھی زندگی کی طرف لوٹ آؤں گا تمہیں ٹھیک دیکھ کر۔۔۔۔"

اسے اپنے بابا جانی کے بولے گئے الفاظ اپنے کانوں میں سنائی دینے لگے۔۔۔۔

اسکے دل میں یکدم ہی پچھتاوا سمٹ آیا تھا۔۔ وہ سب کچھ بھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے صرف ہمت کی صورت تھی، اس سب میں سے نکلنے کی اور آج اس کے بابا نے اسے وہ ہمت دی تھی،

اس نے ایک نئے عزم سے سکول جانے کا ارادہ کیا۔۔۔۔

آج وہ ایک دوسری کلاس فیلو مہوش کے ساتھ تھا۔۔۔

یہ اسی کی آواز تھی۔۔ وہ دونوں اس کے آگے باتیں کیے چلتے جا رہے تھے۔۔۔ اس کی سماعتوں میں ارحام کی آواز چبھتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔ اسکا تنفس تیز ہو رہا تھا۔۔

وہ اپنی مٹھیوں کو زور سے بھینچ کر خود پہ ضبط کے کڑے بندھن باندھنے کی کوشش کر رہی تھی، آج رو کر اپنی بے بسی کا تماشا نہیں بنوانا تھا اسے۔۔۔ مگر یہاں کھلی فضاء میں بھی اک عجیب سی گھٹن تھی۔۔ سانسوں کے کانٹے سینے میں بھونچال مچائے ہوئے تھے۔۔۔۔

دماغ جیسے ماؤف ہو رہا تھا۔۔

مگر وہ ہمت مجتمع کیے کلاس روم میں بڑھ گئی اور دنیا و مافیہا سے بیگانہ ہوئے تندہی سے لیکچر لینے لگی۔۔۔

اپنی ایک کلاس فیلو رابعہ سے اس نے سیکنڈ پارٹ کے سارے نوٹس لیے، اور فارغ وقت میں وہ اکیلی گراؤنڈ میں بیٹھی ان کی تیاری کرنے لگی۔۔۔۔۔

ارحام کبھی سحر تو کبھی مہوش اور کبھی کسی اور کے ساتھ اسے گھومتا ہوا نظر آتا مگر وہ نظریں چرا جاتی اور اپنے کام میں مشغول ہو جاتی، جبکہ دوسری طرف ماریہ اور ذولقرنین حیدر کی دوستی بھی پیار میں بدل چکی تھی۔۔۔۔

* * *

"Let's celebrate our success"

".....The credit goes to you Senorita

بروک نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"آؤ نیچے چل کر اپنے انداز میں سیلیبریشن کرتے ہیں۔۔۔۔

وہ تینوں ایک ساتھ نیچے آئے تو۔۔۔ جوزف صوفے پہ بیٹھے ہوئے پائتھن کو جوس کا گلاس پکڑا رہا تھا۔۔۔

مارک نے پائتھن کے داہنے طرف پڑے ہوئے ساؤنڈ سسٹم کو آن کیا۔۔۔۔

I love it when you call me señorita
I wish I could pretend I didn't need ya
But every touch is ooh, la-la-la
.It's true, la-la-la

مارک اور بروک نے جوزف کو بھی ان تینوں کے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔۔۔

Ooh, I should be running
Ooh, you keep me coming for ya
Land in Miami
The air was hot from summer rain
Sweat dripping off me

Before I even knew her name, la-la-la

وہ تینوں مناسب فاصلہ بنائے میوزک پہ ہلکے ہلکے جھوم رہے تھے۔۔۔۔

It felt like ooh, la-la-la
Yeah, no
Sapphire moonlight
We danced for hours in the sand
Tequila sunrise
Her body fit right in my hands, la-la-la

سینوریٹا ایک ہاتھ میں موجود سیگریٹ کا کش لیے ہلکے پھلکے مووز لے رہی تھی۔۔۔۔

It felt like ooh, la-la-la, yeah
I love it when you call me señorita
I wish I could pretend I didn't need ya
But every touch is ooh, la-la-la

بروک نے سینوریٹا کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈال کر اسکے ساتھ ڈانس کرنا چاہا تو سینوریٹا نشے میں مدھوش کن نگاہوں سے اسے دیکھتی اپنا آپ چھڑوا کر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔۔

It's true, la-la-la
Ooh, I should be running
Ooh, you know I love it when you call me señorita

پائتھن جو خاموشی سے جوس کا گھونٹ بھر رہا تھا، اسے اپنے حلق میں جوس اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

تبھی یکدم بروک سینوریٹا کے سامنے ایک ٹانگ بینڈ کیے بیٹھا اور مسکرا کر اپنا ہاتھ آگے کیا۔۔۔۔

???Will you merry me"

تبھی پائتھن کی ضبط کی طنابیں ٹوٹ گئیں۔۔۔۔ جن پہ وہ کب سے قابو کیے ہوئے تھا۔۔

اس کی ایک جاندار کک سے داہنی جانب موجود ساؤنڈ سسٹم دھڑام سے زمین پر گرا۔۔۔۔

اور چاروں طرف خاموشی چھا گئی۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

" گرم کھولتا ہوا پانی لاؤ جوزف۔۔۔۔!!!!

پائتھن کی سرد سرسراتی ہوئی آواز پہ سب نے یکلخت مڑ کر اسکی طرف حیرت انگیز نظروں سے دیکھا۔۔۔

جوزف چند منٹوں میں ہی گرم بھاپ اڑاتا ہوا پانی لے کر آیا تو پائتھن سامنے والے مخصوص کمرے میں داخل ہوا جہاں۔۔۔ فرحان موجود تھا۔۔۔

جوزف پائتھن کے پیچھے تھا اور ان دونوں کے پیچھے سینوریٹا کے ساتھ بروک اور مارک بھی تھے۔۔۔۔۔

فرحان سپاٹ چہرہ لئے اپنے سامنے چلتے منظر کو دکھ رہا تھا جہاں پہ پائتھن شاہانہ انداز میں صوفے پہ بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اسے قہر بار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر پائتھن نے پاس پڑے ہیڈ فونز اٹھا کر کانوں سے لگائے اور جوزف کو اشارہ کیا۔۔۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ

فرحان کرسی پہ بندھا ہوا رو رہا تھا جبکہ اسکے ارد گرد اسکے مارک اور بروک کھڑے تھے جن میں سے ایک پائتھن کا اشارہ کرنے پر چیئر پر بیٹھے فرحان کے پاؤں اس گرم گھولتے ہوئے پانی میں لمحہ بھر کے لیے ڈبو کر نکالتے۔۔۔ وہ گرم ابلتے ہوئے پانی میں پاؤں پڑتے درد سے بلبلاتے ہوئے دھاڑیں مارتے ہوئے رونے لگ جاتا۔۔۔ اور پاؤں باہر نکلتے ہی تھوڑا سکون کا سانس لیتا

پائتھن کان میں ہیڈ فونز ہونے کی وجہ سے اسکے چیخنے کی آواز نہیں سن پا رہا تھا اس کمرے میں موجود لوگوں کو اسکی اس وحشت کی عادت تھی اس لئے سب آرام سے سر جھکائے کھڑے تھے جیسے یہ سب ان کے لیے معمول کی بات تھی

پائتھن نے بالآخر ہیڈ فونز اتار کر اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

جیسے کہہ رہا ہو اب جو بھی ہے اُگل دو منہ سے ورنہ۔۔۔۔

فرحان اسکی دھمکی آمیز نظروں کا مفہوم پہچان چکا تھا تبھی گڑگڑانے کے انداز میں بولا۔۔۔

"پلیز پائتھن۔۔۔!!!! مجھے معاف کر دو آئندہ ایسا نہیں ہوگا صرف ایک موقع دو مجھے"

"please Pithon give me a chance"

فرحان اس سے رحم کی بھیک مانگ رہا تھا جبکہ اسکے الفاظ سن کر وہ چلتے ہوئے اسکے قریب آ کر استہزایہ انداز میں مسکرایا تھا۔۔۔۔

"پائتھن اپنے دشمن کو موقع نہیں دیا کرتا۔۔۔۔ وہ تب تک چین سے نہیں بیٹھتا جب تک وہ اپنا زہر شکار کی رگ رگ میں نا اتار دے۔۔۔۔۔"

وہ سرد لہجے میں اسکے جبڑے کو اپنی مٹھی میں دبوچ کر پھنکارا۔۔۔۔

"میری ہی ناک کے نیچے تم مجھ سے چھپ کر اتنا بڑی ڈیل کرنے چلے تھے تمھیں کیا لگا مجھے پتہ نہیں چلے گا"

وہ اسکی بات سکو نظر انداز کرتا ہوا بولا کمرے کی خاموشی میں اسکی بھاری گھمبیر آواز گونج رہی تھی اسکی آنکھوں میں اس وقت شرارے پھوٹ رہے تھے۔۔۔۔

"مجھے جانے دو پائتھن۔۔۔۔!!!!

"کوڈ بتاؤ۔۔۔۔!!!!

پھر سیدھا اوپر کا ٹکٹ کٹوا دیتا ہوں۔۔۔۔

سارے جھنجھٹوں سے آزاد سکون کی زندگی گزارنا اوپر آسمانوں پہ۔۔۔۔۔

وہ زہریلی ہنسی ہنستے ہوئے بولا۔۔۔۔

پ۔۔۔۔پل۔۔۔۔پلیز پائتھن۔۔۔۔۔!!!!

اس کے ڈر سے فرحان گھگھیاتے ہوئے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا اور اس کا سر چیئر پہ ڈھلک گیا۔۔۔۔

وہ سب دروازہ بند کیے وہاں سے باہر نکل آئے۔۔۔۔۔

دن بدن افق کے مزاج اور فطرت میں تبدیلی آ رہی تھی جو اس کے گھر والوں سے ڈھکی چھپی نہیں تھی۔ اب وہ پھر سے مسکرانے لگی تھی۔ لوگوں کے بیچ، کلاس کے اندر۔ ایک سنجیدہ مزاج لڑکی کی جگہ ایک خوشدل لڑکی نے لے لی تھی۔ اکثر وہ ارحام کی حرکات و سکنات کو نوٹس کرتی۔ غیر محسوس انداز میں نظروں سے دور دور تک اس کا پیچھا کرتی۔۔۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔۔۔

بروک نے باہر آتے وہیں سے بات شروع کی جہاں پہ ختم ہوئی تھی۔۔۔۔

"مجھے نفرت ہے شادی کے نام سے۔۔۔۔"

"دوبارہ اس لفظ کو دہرانا بھی مت میرے سامنے۔۔۔۔۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔۔۔۔

اور اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔۔۔

بروک نے مارک اور جوزف کی طرف دیکھا۔۔۔۔

وہ دونوں اپنے اپنے کاموں پہ لگ گئے۔۔۔۔

تو بروک بھی باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

جبکہ پائتھن سینوریٹا کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

وہ کمرے کے وسط میں کھڑی تھی۔۔۔۔

پائتھن کو کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اپنے قریب آتے دیکھ کر اچنبھے سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

!....Listen Pithon

...Stay away from me"

میں کہہ رہی ہوں وہیں رک جاؤ ورنہ۔۔!

وہ انگلی اٹھا کر اسے وارننگ دینے کے انداز میں بولی۔

اس کے پل پل اپنی طرف بڑھتے قدموں کو دیکھتے ہوئے وہ تلملا کر آگ بگولہ ہو رہی تھی۔۔۔۔

"اوہ! تو اب تمہارا اور میرا میٹر پرسنل ہو گیا۔۔۔۔!!!!۔ واہ! بڑی سپیڈ سے چل رہی ہو۔" وہ غضبناک اور چبھتے ہوئے لہجے میں کہتا وہ مسلسل اس کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔

"تمہیں ایک بار کی بات سمجھ نہیں آتی کیا؟"
وہ شعلے اگلتی ہوئی آنکھوں سے دیکھ کر غرائی۔۔۔۔

"نہیں آتی!" اس نے تیزی سے قدم بڑھاتے اس کی کلائی کو کھینچ کر اس کی پشت سے لگایا اور اسے اپنے بازو کے حصار میں لیا۔۔۔۔

"آہھہ!!!!"
سینوریٹا جو اُس کے تیزی سے اپنی طرف آنے پہ بوکھلائی تھی کراہنے لگی اسکی آہنی گرفت پہ۔۔۔۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس نے اپنی ایک ٹانگ کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر بینڈ کیے پوری قوت سے پائتھن کے پیٹ میں کک ماری ۔۔۔ وہ جو اسے قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا دو قدم پیچھے ہوا۔۔۔

"...Not impressive"

داہنی ابرو اچکا کر تمسخرانہ انداز سے مسکرایا۔۔۔۔

"میرے صبر کا امتحان مت لو پائتھن۔۔۔!!!!!

لاسٹ پارٹ کے ایگزامز شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

پیپر ختم ہونے کے بعد، سب باری باری باہر جانے لگے۔۔۔

"رابعہ! آج کینٹین جانے کی ہمت نہیں ہو رہی۔ تم میرا لنچ یہیں لے آؤ۔ میں کلاس میں بیٹھ کر ہی اپنا اگلے پیپر کی تیاری مکمل کروں گی۔"

رابعہ اثبات میں سر ہلاتے باہر چلی گئی۔ افق اب ارحام کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ یکسوئی سے پیپرز دینا چاہتی تھی۔۔۔ وہ ڈیسک پہ اپنا بائیاں ہاتھ رکھ کر اس کی کلائی پہ اپنا سر گرائے کام کر رہی تھی۔ مسنگ نوٹس نوٹ ڈاؤن کر رہی تھی، اس کا رخ کلاس کے دروازے کی طرف نہیں تھا یوں وہ دروازے سے کلاس میں داخل ہوتے یا باہر جاتے کسی کو دیکھ نہیں سکتی تھی۔

حیدر بھی پیپر کے بعد اپنی چیزیں سمیٹ رہا تھا،

تبھی ماریہ اسے اس پوزیشن میں بیٹھا دیکھ کر شرارت سے مسکرائی۔۔۔ پھر دبے پاؤں اس کے قریب آئی ۔۔۔ اور زیرِ لب مسکراتے ہوئے دھیرے غیر محسوس انداز میں حیدر کے ڈیسک کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گئی۔۔ اور پاؤں سیٹ پہ رکھے، دونوں گھٹنوں پہ کہنیاں ٹکائے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے، وہ حیدر کو دیکھے جا رہی تھی۔۔۔ مسکراہٹ اسکے چہرے سے غائب ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی، لیتی بھی کیسے ! وہ ہینڈسم لڑکا اس کی آنکھوں کے سامنے تھا،

"لئے آنکھوں میں غرور،
ایسے بیٹھے ہیں حضور،
جیسے جانتے نہیں !
پہچانتے نہیں !
جیسے جانتے نہیں !
پہچانتے نہیں !"

وہ ذولقرنین حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے مزے سے گا رہی تھی۔ اور اس کے ردِ عمل کا انتظار کر رہی تھی،

حیدر بینچ پہ اپنی کہنی ٹکائے ہاتھ کی مٹھی بنائے اپنے گال پہ رکھے مسکراتے ہوئے ماریہ کو بے سُرا سا گاتا دیکھ رہا تھا۔

۔

جبکہ ماریہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر کے گالوں پہ پڑتے ڈمپلز، چہرے کے خوبصورت تاثرات، اس پہ اسکے دلکش انداز، جو کسی کو بھی اپنا اسیر بنا سکتے تھے۔

کلاس کی کچھ لڑکیاں اور لڑکے جو ٹیچر کے چلے جانے کے بعد ابھی اندر ہی موجود تھے اسے نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھے۔۔۔۔

بیکن ہاؤس میں پڑھنے والا سنجیدہ سا کھڑ مزاج انسان ذولقرنین حیدر مسکراتے ہوئے تو آج کہیں سے پرانا والا انسان نہیں لگ رہا تھا۔ جہاں لڑکے حیران و پریشان تھے وہیں۔۔۔ جب سے اس نے پچھلے پارٹ میں ٹاپ کیا تھا ۔۔۔۔

لڑکیاں اس نئے حیدر پہ پہلے سے زیادہ فدا نظر آ رہیں تھیں۔

لڑکیاں اب اس سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈتیں نظر آتیں۔

کوئی کہتی آپ کی اسمائل بہت پیاری ہے۔

کوئی کہتی آپ کی آواز بہت پیاری ہے۔

کوئی کہتی آپ کے ڈمپلز بہت پیارے ہیں۔

اور کوئی کہتی آپ خود بہت پیارے ہیں۔

حیدر صرف معمولی مسکراہٹ کے سہارے شکریہ کہنا ہی کافی سمجھتا۔

اب ان دل کے ہاتھوں مجبور لڑکیوں کو کون سمجھائے! یہ روز روز کے نئے حربے پہ اتنی محنت اور وقت صَرف کر کے حیدر صاحب کے سامنے پڑھائی میں مدد لینے کے بہانے سے اس کے پاس آنا بے سود تھا۔

وہ تو اپنا دل ماریہ پہ ہار چکا تھا۔۔۔!
اس کی صورت پہ،
اس کے شوخ پن پہ۔۔۔۔
اس کے نروٹھے انداز پہ۔۔۔!
اس کی اداؤں پہ۔۔

آج سکول میں اینول فنکشن تھا،
کل ہی رزلٹ آؤٹ ہوا تھا۔ جس میں افق حفیظ نے ٹاپ کیا تھا اور ذولقرنین حیدر دوسرے نمبر پہ رہا۔
یہ ہار ذولقرنین حیدر سے قطعاً برداشت نہیں ہو رہی تھی، وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کر رہ گیا تھا۔
اسے لگا جس طرح افق کا پڑھائی سے دھیان ہٹ چکا تھا۔ وہ اس کی کامیابی کے راستے سے بھی ہٹ چکی ہے۔۔۔
مگر اس کا یہ خیال محض خیال ہی ثابت ہوا۔۔۔۔
یہاں پہ وہ کہانی دہرائی گئی کچھوے اور خرگوش کی۔۔۔۔

خرگوش یعنی حیدر اپنی عقلمندی پہ غرور کرتے رہ گیا۔

جبکہ افق کچھوے کی دھیمی چال چلتے ہوئے سبقت لے گئی۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر کے دوستوں نے اسے اس فنکشن میں آنے کے لیے پر زور اصرار کیا تھا تبھی وہ یہاں آنے کے لیے راضی ہوا جبکہ اس کا یہاں آنے کا ذرا سا بھی دل نہیں تھا۔۔۔۔

ذوالقرنین حیدر بلیک جینز کے ساتھ بلیک ہی شرٹ پر ریڈ ٹائی لگائے براؤن شیڈڈ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے بے نیاز سے ایکسپریشن لیے بہت پیارا لگ رہا تھا۔

ماریہ ریڈ کلر کی شارٹ شرٹ اور پلازو میں بہت دلکش لگ رہی تھی۔

ہالے نور نے بلیک کلیوں والی گھٹنوں سے نیچے آتی فراک پہنی تھی۔ بلیک چوڑی دار پاجامہ اور بلیک ڈوپٹے کے ساتھ بلیک ہی میچنگ حجاب لیا تھا۔۔ وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

ارحام بھی بلیک جینز پر وائٹ شرٹ اور بلیک کوٹ پہنے پیارا لگ رہا تھا۔

ماریہ کا تعلق ماڈرن گھرانے سے تھا۔ وہاں کافی لڑکیاں دوپٹے سے بے نیاز پھر رہی تھیں۔ حیدر ماریہ کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ اسے ماریہ کا یوں بنا دوپٹے کے گھومنا کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔

ارحام کو یوں لاپرواہ سا گھومتے دیکھ کر افق کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔۔۔ اس نے فوراً سے بیشتر کال ملائی۔۔۔۔

"اسلام علیکم بابا جانی۔۔۔ مجھے آکر لے جائیں۔۔۔۔

"کیوں سب! خیریت؟"

"آپ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو گئیں ہیں"

حفیظ صاحب اب کافی حد تک ٹھیک ہو گئے گئے اور گھر آ چکے تھے۔۔۔۔۔ اسکی بات سن کر سوالیہ انداز میں بولے ۔۔۔

"بابا جانی بس مجھے گھر واپس آنا ہے اور پھر میڈیکل کالج میں ایڈمیشن کے لیے تیاری بھی تو کرنی ہے۔"

"ٹھیک ہے افق بیٹا! ڈونٹ وری! میں ابھی آتا ہوں!!"

آج یہاں سب کی آخری ملاقات تھی اس کے بعد سب نے مختلف کالجز میں چلے جانا تھا۔۔۔۔۔ سب ایک دوسرے سے اچھے سے ملتے ہوئے اپنے نمبر ایکسچینج کر رہے تھے تاکہ بعد میں رابطہ ممکن ہو سکے۔۔۔۔۔

اس کے سرخ لپسٹک سے سجے یاقوتی لبوں پر اپنی انگلی رکھتے ہوئے اسے مزید بولنے سے روکا اور پھر انگلی ہٹا کر انگوٹھے سے اس کے نازک ہونٹ سہلا رہا تھا اس کے ہونٹوں کی نرماہٹ اسے مزید مدہوش کر رہی تھی.

سینوریٹا تو جیسے مجسمہ بن گئی تھی نہ ہل رہی تھی نہ ہی بول رہی تھی.

پائتھن اس کے ہونٹوں پر ہی نظریں جمائے کھڑا تھا۔۔۔

سینوریٹا کی آنکھوں کے سامنے دھندلے سے منظر لہرائے۔۔۔

وہ آنکھیں میچ کر ان کرب ناک یادوں سے پیچھا چھڑوانا چاہ رہی تھی۔۔۔

مگر وہ اس پہ پوری شدت سے حملہ آور ہوئی چاہتی تھیں۔۔۔

"میں چاہتا ہوں تم یونہی میرے قریب رہو بلکہ اس سے بھی قریب۔۔۔ڈرو مت کوئی نہیں آئے گا"_

وہ پاس کھڑا اسے خباثت زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

اسکی آنکھوں سے آنسوں قطار در قطار بہہ رہے تھے۔۔

"صنم!!!!!"__

اسے ایک بار پھر اسکی آواز کان کے قریب سنائی دی تھی۔۔

ماں۔۔۔ماں۔۔۔۔

اس نے کمرے سے باہر لپکنے کی کوشش کی۔۔۔۔

مگر اس جانور نما انسان ل نے اسکی کلائی سے کھینچ کر اسے دروازے کے ساتھ لگایا۔۔۔

اسے وحشت ہو رہی تھی اس کی ہوس زدہ نظروں سے

"تمہیں لگتا ہے تم مجھ سے دور جا سکتی ہو...؟"

"اور تمہاری ماں تمہیں مجھ سے بچا سکتی ہے۔۔۔۔؟؟؟؟

اسکی آواز پر اس نے وحشت زدہ ہو کر دروازے پیٹنا چاہا۔۔۔۔

وہ چہرے پر وہی کرہیہ مسکراہٹ لئے اپنی داڑھی میں انگلیاں چلاتا اس کے بازو دبوچ گیا۔

صنم کو اسکی نظریں اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

"تماری یہ کم سن خوبصورتی صرف میرے لیے بنی ہے"_

وہ بولتے ہوئے اسے ہراساں کر رہا تھا۔۔۔۔

"ممم ماں بچاؤ مجھے۔۔۔۔"_

وہ کانپتی ٹانگوں سے اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے جھٹپٹاتے ہوئے لرزتی آواز میں بولی تھی۔۔۔۔

تبھی سینوریٹا نے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

اور پائتھن سے دور ہوتے ہوئے دو قدم پیچھے لیے۔۔۔

پھر پاکٹ میں سے پاؤڈر نکال کر ناک کے قریب کیا۔۔۔۔

وہ ڈرگز کی اتنی ہیوی ڈوز تھی کہ وہ چند لمحوں میں لہراتی ہوئی پائتھن کی بانہوں میں ہی جھول گئی۔۔۔۔

پائتھن نے اسے آرام سے بانہوں میں بھر کر بستر پہ لٹا دیا۔۔۔۔

اور خود کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

دن، مہینوں میں بدلے اور مہینے سالوں میں بدلنے لگے،،،،

افق میڈیکل کالج میں داخلہ لے چکی تھی، جبکہ ذولقرنین حیدر یونیورسٹی انجینیرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور میں داخلہ لیا تھا۔۔۔۔

"چاندرات مبارک"

موبائل کی روشن سکرین پر نمودار ہوا۔۔۔۔

اسکی گھنی مونچھوں تلے سوکھے عنابی لبوں پر ایک بھولی بسری مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوگئ۔۔۔۔

وہ جو بس میں سوار ہورہا تھا، ایک لمحے کو رکا۔

"جانا ہے یا نہیں"؟

بس کنڈیکٹر نے سوالیہ نظروں سے افراتفری کے انداز میں پوچھا۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔۔!!!!

اس نے فقط اتنا ہی کہا اور ایک چھلانگ لگا کر بس میں سوار ہو گیا۔۔۔۔

بس مسافر سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ وہ ایک سیٹ کا سہارا لیتے ہوئے، کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس شانے پہ بیگ لٹکائے، ایک ہاتھ میں موبائل پکڑے کھڑا تھا۔۔۔۔

"خیر مبارک، تمہیں بھی"

اس نے میسج سینڈ کیا۔۔۔۔

دوسری طرف سے میسج سین ہو گیا تھا، وہ مزید کے انتظار میں تھا۔۔۔ مگر کافی دیر انتظار کے بعد بھی مزید کوئی ریپلائے نہیں آیا۔۔۔۔

"کیسی ہو؟؟؟؟

اس نے میسج کیا۔۔۔۔

اور ریپلائے کے انتظار میں تھا۔

"میں نے صرف چاند رات مبارک کہنا تھا سو کہہ دیا، اللہ حافظ۔

دوسری طرف سے آیا ریپلائے دیکھ کر اسکے لبوں کو ایک بار پھر سے مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔۔

"تم آج بھی نہیں بدلی افق۔۔۔۔؟؟؟

"ویسے کی ویسی ہی ہو مغرور اور بدمزاج۔۔۔۔۔؟؟؟؟

اس نے پھر سے میسج سینڈ کیا۔۔۔۔۔

"میں آج بھی ویسی ہی ہوں۔۔۔۔۔

اسکے اِس ریپلائے کے بعد وہ آف لائن ہو گئی۔۔۔۔

اس نے تاسف سے سر ہلا کر موبائل اپنی قمیض کی فرنٹ پاکٹ میں ڈال لیا۔۔۔۔

اور اپنی یونیورسٹی کے راستے کو دیکھنے لگا۔۔۔

زیادہ تر وہ آنلائن کلاسز ہی لیتا تھا مگر کبھی کبھار چلا جاتا تھا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا فرحان مجھے سب بتا دو۔۔۔ لیکن تم نے میری بات نہیں مانی اب جو نقصان ہوا ہے اسے بھگتو

پائتھن نے اس کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔

داور وہ بینک روبری کرنے والا ہے یہ مجھے پتہ تھا، پھر تم اس کے پاس کیسے پہنچے؟؟؟؟

تمہیں کیسے پتہ چلا۔۔۔ پائتھن نے غصے سے دھاڑتے کہا۔

"تم ابھی انڈر ورلڈ کے کرمنلز سے واقف نہیں اگر ہوتے تو یہ سب نہیں پوچھتے"

فرحان اتنی مار کھانے کے بعد بھی مسکراتے ہوئے طنزیہ انداز میں بولا

"مطلب؟ پائتھن نے ناسمجھی سے فرحان کو دیکھتے پوچھا۔

مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ ان لوگوں کو اب تک تو یہاں پہنچ جانا چاہیے تھا، یقینا تم کچھ نا کچھ کرنے کی صلاحیت تو رکھتے ہو۔ جو ابھی تک بچے ہوئے ہو"

فرحان نے استہزایہ انداز سے ہنس کر کہا۔

"پائتھن کی صلاحیتوں کا اندازہ لگانا تم جیسے مچھروں کے بس کی بات نہیں"

وہ جوابا سلگتے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔

"اور تمہیں پتہ نہیں کہ مجھے یہاں قید کر کہ تم نے انڈر ورلڈ کے کن لوگوں سے پنگا لیا ہے۔۔۔۔ فرحان نے اسے دھمکانا چاہا۔۔۔

جیفری جو غور سے فرحان کی بات سن رہا تھا ہنس پڑا۔
کس دنیا میں رہتے ہو تم؟
تمہیں کیا لگتا ہے تم آسانی سے پائتھن کے ہاتھوں سے بچ کر نکل سکتے ہو؟
جیفری نے طنزیہ لہجے میں ہنستے ہوئے کہا۔

کیا کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو"؟

سینوریٹا جو کافی دیر سے دیوار سے لگ کر کھڑی ان کی گفتگو نہایت تحمل سے سن رہی تھی آگے بڑھ کر سپاٹ انداز میں بولی۔۔۔

"جس بینک میں چوری کی گئی تھی، وہ سارا کام انڈر ورلڈ نے کروایا تھا۔۔۔

وہ تمہیں بینک سے لوٹا گیا مال اتنی آسانی سے ہضم کرنے نہیں دیں گے۔۔۔

ڈارک ویب والے آج نہیں تو کل تم بھاڑے کے گینگسٹرز کو پکڑ ہی لیں گے۔۔۔

"فرحان باسٹرڈ۔۔۔!!!!

مارک نے اسکی بات پہ مشتعل ہو کر آگے بڑھتے ہوئے اسکے جبڑے پہ جاندار گھونسہ مارا۔۔۔

اس کا جبڑا ہل کر رہ گیا اور ہونٹوں سے خون رسنے لگا۔۔۔

پائتھن وہاں سے نکل گیا۔۔۔

مارک، جیفری، جوزف، بروک، سینوریٹا سب اس سے سچ اگلوانے لگے مگر وہ کسی کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

کچھ لمحوں بعد پائتھن اس کمرے میں داخل ہوا تو سب فق نگاہوں سے پائتھن کو دیکھنے لگے۔۔۔۔

کیونکہ پائتھن بلیک ویسٹ میں موجود تھا اور اس کی گردن کے گرد ایک بڑا سا سانپ (پائتھن) نام کا سب سے خطرناک اور زہریلا سانپ لپٹا ہوا تھا۔۔۔۔

پائتھن نے اسکی گردن کو مٹھی میں جکڑ رکھا تھا۔۔۔۔اور وہ سانپ بار بار اپنا پھنکارتا ہوا ڈنک نکال کر سب کو کپکپانے پہ مجبور کر دیتا۔۔۔

سبھی اپنی جگہ سے دو قدم پیچھے ہوئے۔۔۔

مگر پائتھن اپنے ہاتھ کی مٹھی میں پائتھن کو دبوچے فرحان کی طرف بڑھا۔۔۔

اتنے بڑے سانپ کو دیکھ کر فرحان کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔

"بتا مجھے اس ویب کے بارے میں"

پائتھن نے برفیلے لہجے میں کہا۔۔۔

"ب۔۔۔بتاتا ہوں۔۔۔اسے پیچھے رکھو۔۔۔

وہ ڈرتے ہوئے کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔۔۔

اس نے ساری تفصیل بتائی۔

"پائتھن ان سب میں مت پھنسو۔ ۔ ۔ ۔ یہ بہت خطرناک ہے"

سینوریٹا نے اسے آنے والے خطرے سے آگاہ کرنا چاہا۔ ۔ ۔ ۔

"پائتھن خود خطرے کا دوسرا نام ہے۔ ۔ ۔

وہ نڈر انداز میں بولا۔ ۔ ۔ ۔

"یہ دلدل ہے۔ اس میں گھسے تو نکل نہیں پاؤ گے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وہ تلخ انداز میں بولی۔ ۔ ۔ ۔

"کیا کرنا ہے جی کر بھی پائتھن انڈر ورلڈ کا بے تاج بادشاہ بننا چاہتا ہے اس کے لیے کچھ بھی کرے گا"

"تم مروگے پائتھن اور ساتھ میں ہم سب کو بھی مرواوگے۔ "

وہ آگے آکر تنبیہی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔ ۔ ۔ ۔

"جسے لگتا ہے اس میں خطرہ ہے وہ ابھی اسی وقت اس گینگسٹرز گینگ کو چھوڑ کر جا سکتا ہے۔ "

"میں کسی کی زندگی اور موت کا ذمہ دار نہیں ہوں گا، جس نے اس میں رہنا ہے وہ خود ذمہ دار ہو گا اپنی زندگی اور موت کا"

وہ اٹل انداز میں بولا۔ ۔ ۔ ۔

پانچ منٹ ہیں تم سب کے پاس۔ جسے جانا ہے وہ یہاں سے نکل جائے۔ ۔ ۔ ۔ "

چند ساعتوں کے لیے وہاں خاموشی چھا گئی۔ ۔ ۔ ۔

وہ یونیورسٹی سے واپسی کے بعد یونہی بے مقصد سنسان سڑکوں پہ گھومتا رہا تھا۔۔ کچھ گھنٹوں پہلے ہوئے واقعے کو سوچ سوچ کر اسے شدید طیش آ رہا تھا۔ جب جب اسے ماریہ کے کہے جملے یاد آتے، وہ زور سے اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیتا۔۔۔۔

گھر پہنچتے ہی وہ اپنے کمرے کے اندر چلا گیا۔ کمرے میں آتے ہی زور سے بستر پہ گر پڑا اور اپنی کنپٹیوں کو اپنے ہاتھوں کی دو انگلیوں سے سہلانے لگا۔ لیکن بے چینی کسی صورت کم نہ ہوئی۔۔۔۔

"آپ کے لیے کھانا لاؤں جی۔۔۔!!

شیلا لہک لہک کر گھومتی ہوئی انگلیوں میں دوپٹہ گھماتے ہوئے شرمانے کے انداز میں بولی۔۔۔۔۔

"مجھے بھوک نہیں آپ جائیں یہاں سے پلیز۔۔۔۔!

ذولقرنین حیدر نے چونک کر اس کا نیا انداز دیکھا پھر سر جھٹک کر سرد مہری سے کہا۔۔۔

"یہ آپ مت کہا کریں جی۔۔۔

اب عمر میں اتنی بھی بڑی نہیں میں۔۔۔۔۔

"آپ نے کبھی غور سے نہیں دیکھا نا۔۔۔۔

ویسی ہی لگتی ہوں۔۔۔۔

"ہیں۔۔۔۔ !!!!؟

"یہ ویسی کیسی؟

اب کی بار حیدر را چنبھے سے اسے دیکھتے ہوئے بستر پر لیٹے ہوئے ہی نظریں اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"وہی والی نا۔۔۔

شیلا شیلا کی جوانی۔۔۔

ایم۔۔۔ ٹو۔۔۔ وہ نچلا لب دانتوں تلے دبا کر شرماتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔

ذولقرنین حیدر کے عنابی لبوں پر بھولی بسری مسکراہٹ بکھری۔۔۔۔

وہ اپنا سارا ڈپریشن بھول کر شیلا کے انداز و اطوار دیکھنے لگا۔۔۔

"ابھی تیس کی ہوئی ہوں میں۔۔۔۔

اس نے مزید کہا۔۔۔۔

"آپ بہت فنی ہیں شیلا جی۔۔۔ وہ چہرہ تکیے میں چھپانے لگا کیونکہ جو وہ باہر سے کر کے آیا تھا اس کے بعد اب اسے نیند آ رہی تھی۔۔۔۔۔

"حیدر!"

شیلا نے اسے پکارا۔

حیدر فوراً اس آواز پر چونکا اور سر اٹھایا۔

"مجھے معاف کردیں! میری وجہ سے آپ کی نیند خراب ہورہی ہے.جی۔ میں آپ کو جانے سے پہلے ایک بات بتاؤں۔"

شیلا شرمندگی سے سر جھکائے بولی۔

"کوئی بات نہیں شیلا! شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ بتائیں کیا کہنا ہے۔"

"یہ بتاؤ آپ نے وہ والی فلم دیکھی ہے؟"

؟"

شیلا نے اس سے سوال کیا۔

"کون سی؟"

حیدر نے ناسمجھی سے پوچھا۔۔

"وہ شاہد کپور کی کبیر سنگھ والی۔۔۔۔۔

"ہاں دیکھی ہے۔۔۔۔"

تو۔۔۔۔؟"

"وہ جی اس حلیے میں آپ بالکل ویسے ہی لگتے ہو جی۔"

وہ کہتے ہوئے شرمانے لگی۔۔۔

ذولقرنین حیدر نے اپنی بئیرڈ کو پوروں سے سہلاتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔۔

شیلا کی نظر اسکے ہاتھ پہ پڑی جہاں اسے چوٹ نظر آئی جس سے خون بہہ کر اب سوکھ چکا تھا۔

"حیدر جی! یہ آپ کے ہاتھ کو کیا ہوا؟؟ یہ چوٹ کیسے لگی؟"

شیلا نے پریشانی سے پوچھا۔ ان کے پوچھنے پر حیدر نے فوراً اپنا ہاتھ دیکھا جہاں زخم آیا ہوا تھا۔ اسے یاد آیا کہ ماریہ نے جب اسکے گلابوں کا گلدستہ بیدردی سے اسکی طرف اچھالا تھا تب کانٹے اسکی بازو سے رگڑ کر خراشیں ڈالتے ہوئے زمیں پہ بکھر گئے تھے۔ وہ ماریہ سے ملنے گیا تھا جب وہاں ماریہ کی ڈریسنگ کی وجہ سے کچھ لڑکوں نے اسے چھیڑا تو ذولقرنین حیدر خود پہ قابو نہیں کر پایا۔ اور ان پہ ابل پڑا۔۔۔۔ ان سے گھتم گھتا ہوتے ہوئے وہ زخمی ہوا تھا۔۔۔۔

"شیلا! کچھ خاص نہیں بس معمولی سا زخم ہے۔"

"یہ معمولی سا زخم ہے کیا آپ مرہم پٹی کروالیں۔۔۔ میں آپ کی امی کو بتاتی ہوں." "اس نے از حد فکرمندی سے کہا۔

"نہیں شیلا! انہیں بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی کافی رات ہو چکی ہے وہ سو چکی ہوں گی۔ تم پریشان نہ ہوں میں خود پٹی کر لوں گا."
حیدر نے اسے تسلی دی۔
ماریہ کا رویہ بھلانے کے لیے ذولقرنین حیدر نے غلط راہ کا انتخاب کر لیا تھا۔۔۔
وہ ڈرگز لینے لگا تھا۔۔۔۔
اس کے گھر والوں سے اس کی حرکات مخفی نا تھیں۔
تبھی انہوں نے ذولقرنین حیدر کا خرچہ بند کر دیا تھا۔
تاکہ نا اس کے پاس پیسے ہوں اور نا وہ اس طرح کا کام کرے مگر وہ کسی نا کسی طرح اپنی ضروریات پوری کر لیتا تھا ۔۔۔۔
آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے اور چہرے پہ بھاری بئیرڈ اس کے کسی بھی پرانے دوست کو اسے پہچاننے میں غلطی ہو جاتی تھی۔
وہ پہلے کی نسبت کافی بدل چکا تھا۔۔۔

"میری دوست بنو گی؟"

اس نے میسج کیا۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میرا کیا جواب ہو گا؟"

اس نے الٹا اسی سے سوال کیا۔۔۔۔

"تمہارے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا، نجانے کس پل تمہارا کیا ری ایکشن ہو"

ذولقرنین حیدر نے پھر سے ٹائپ کیے سینڈ کیا۔

"تمہیں تو میں اسی دن دوست مان چکی تھی جس دن ساری دنیا ایک طرف تھی اور تم ایک طرف تھے، وہ واحد انسان جس نے میری مدد تب کی تھی جب سب نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

افق کی طرف سے آیا میسج پڑھ کر ذولقرنین حیدر ماند آنکھوں میں چمک اُبھری۔

"اوکے ڈن تو پھر آج سے ہم اپنی ہر بات ایک دوسرے سے بلا جھجک شئیر کریں گے"

ذولقرنین حیدر نے ٹائپ کر کہ سینڈ کیا۔

"اوکے ڈن"

دوسری طرف سے افق نے سمائلنگ ایموجی سینڈ کر دیا۔۔۔۔

"واپس کب آؤ گے"؟

وہ سپاٹ انداز میں بولی۔

"کوئی میری واپسی کا منتظر ہوا تو اُسی پل لوٹ آؤں گا"

پائتھن،،، سینوریٹا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھمبیر آواز میں بولا۔

پانچ منٹ گزر چکے تھے مگر کوئی بھی اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں تھا۔۔۔

مارک نے ویب سائٹ براؤزر اوپن کیا۔۔۔

وہاں لکھا آرہا تھا۔

?How are you

اس نے ایڈوینچر کے طور پہ لکھ دیا۔

?I am fine, How are you

دوسری طرف سے میسج آیا۔

?I am fine , but you know about your girlfriend, hamna

اب کی بار چونکنے کی باری مارک کی تھی،
اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔

?Who are you

?And how you know about her

مارک نے میسج کیا۔

"It is your location, I know everything"

دوسری طرف سے میسج آیا۔

جہاں وہ بیٹھے تھے وہاں کی لوکیشن سامنے لیپ ٹاپ سکرین پہ شو ہو رہی تھی۔

سینوریٹا نے سکرین پر نمودار ہوئے میسج کو دیکھا تو اس کا حال پہ کم و بیش ویسا ہی تھا۔۔۔

دو ہفتے سے مارک کی گرل فرینڈ حمنہ کا کوئی اتہ پتہ نہیں چلا تھا۔

?Do you know about her"

?Then tell me

مارک نے میسج سینڈ کیا۔۔۔۔

....Ok"

.You reach .... Sunday at 8:56 p:m"

اس نے جگہ بتائی تو مارک نے لیپ ٹاپ ایک طرف رکھ دیا۔۔۔

وہ کشمکش میں مبتلا صوفے کی پشت سے سر لگائے آنکھیں موند گیا۔

وہ گھنٹوں جاگنا!

بلاوجہ واٹس ایپ کھول رکھنا کسی کا نہیں بس تمہارے ایک

میسج کا انتظار کرتے رہنا

عجیب پاگل پن ہے نا؟

تم تو بڑی مصروف ہو

اور آجکل معروف ہو

ہمارا کیا تھا ہمیں تو بس
عادت تھی انتظار کی
پیاس تھی تمہارے پیار کی
طلب تھی تمہارے اظہار کی
عجیب پاگل پن ہے نا؟
اپنے سارے کام ترک کر دینا
اپنا نام بھی غرق کر دینا
بس تمہارے ساتھ پانے کو
عجیب پاگل پن ہے نا؟
جانتی ہو جب میں تمہارے ساتھ ہوتا تھا تو بس تمہارے ساتھ ہوتا تھا پھر کوئی آواز دے فریاد کرے کوئی بار بار میسج کرے
جب تم ہوتی تو بس تم ہوتی
کتنی اہم پڑھائی اور اہم لوگ
جب تم ہوتی تو بس تم ہوتی
اب جان گیا کہ تم مختلف ہو
تمہارے ذمہ بڑے کام ہیں
جس طرح میری ترجیح تم ہوتی میں کبھی اس طرح کہاں

پر یہ دل اس بات کو مانتا نہ تھا
عجیب پاگل پن ہے نا؟
تمہارے لئے تمام دنیا چھوڑ دی
اپنی تمام ضدیں توڑ دیں
اس ایک سوچ میں کہ شاید
کبھی تم بھی اس طرح چاہو میں ہی میں ہوں اور کچھ نہ ہو
عجیب پاگل پن ہے نا؟
کیا کروں میں جب چاہتا ہوں
تو پاگلوں کی طرح چاہتا ہوں
خود کو تم میں تم کو خود میں
جذب کرنا چاہتا ہوں
عجیب پاگل پن ہے نا؟
یہی پاگل پن دیوانہ پن کبھی
تم کو بہت بھاتا تھا پھر یوں ہوا
کہ موسم بدل گئے اور اب
یہی پاگل پن شاید تم کو ستاتا ہے
تمہاری پریشانی کا باعث.بنتا ہے۔

وہ سیگریٹ میں پاؤڈر بھر اس کا دھواں ہوا میں اچھال کر اپنے جھنجھاتے ہوئے دماغ کی ٹیسوں کو دباتا تکیے پہ اوندھے منہ گر گیا، اور ساری جھنجھلاہٹوں اور پریشانیوں سے چھٹکارا پا لیا۔۔۔۔

"کیا کر رہے ہو؟

وہ اپنے ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے بعد زرا سی دیر کے لیے ریسٹ کرنے لگی تو حیدر کو میسج کیا۔۔۔

رات کے قریبا بارہ بج چکے تھے، اور ذولقرنین حیدر اسوقت نشے میں مدھوش تھا۔

اس نے نشے میں چور ہوئے نیند سے بوجھل آنکھیں مسل کر کھولیں اور افق کا میسج پڑھا۔

اس کو کچھ ٹھیک سے نظر نہیں آیا تو اس نے کال ملائی اور موبائل کان سے لگایا۔

"ہیلو!

ذولقرنین حیدر کی بوجھل آواز سن کر افق نے فون کو غور سے دیکھا۔۔۔

"تم ٹھیک ہو نا ذولقرنین حیدر؟؟؟

"کوئی مسلہ ہے تو شئیر کرو"

افق نے اپنے تئیں اندازہ لگایا اور تشویش بھرے انداز میں پوچھا۔۔۔۔

"تمھیں کیا لگتا ہے؟

وہ الٹا اسی سے سوال کرنے لگا۔۔۔۔

"تمہیں پتہ ہے افق۔۔۔۔!!!!!

"زندگی کبھی کبھی کسی ایسے انسان سے ملاقات کروادتی ہے جو آپکے جذباتی، نفسیاتی، مادی اور روحانی تقاضوں کو نہ صرف بخوبی سمجھ سکتا ہے بلکہ اُنکو ہر سطح پر پورا بھی کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہوتا ہے۔ ایسے انسان دراصل آپکی روح کی خاموشی کو سن سکتے ہیں اور آپکی روح کے ساتھی ہوتے ہیں۔ یہ کسی بھی۔ روپ میں مل سکتے ہیں۔۔ کیوں تم مجھے ویسی لگتی ہو؟؟؟

"میں بہت اذیت میں ہوں، میں سبھی رشتوں سے بھاگنے لگا ہوں، یہ وحشتیں، یہ اذیتیں یہ روگ مجھے مار ڈالیں گے،

وہ انتہائی کرب زدہ آواز میں بولا۔

"ذولقرنین حیدر بتاؤ تو سہی بات کیا ہے"؟

افق نے پھر سے سوال کیا۔

"میں ایک ایسا انسان ہوں جس نے خود کی ذات سے نفی کرنا شروع کر دی ہے، میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکا ہوں، اس کی باتیں کسی زہریلے ناگ کی طرح پھن پھیلائے مجھے ڈستی ہیں"

میرے اندر کا درد بھی چِلا چِلا کر اب چپ سادھ بیٹھے ہیں، میری آنکھیں حسین مناظر سے اب اُکتانے لگیں ہیں، میری روح تسکین کی حدود کو چھونے کی تمنا کرنے لگی ہے، میں بے تحاشا بولنا چاہتا ہوں تمہیں اپنی کیفیت بتانا چاہتا ہوں، مگر میرے پاس الفاظ ہی نہیں،،،،

شاید، میں اپنی کیفیت خود بھی نہیں سمجھ پا رہا،

بس اتنا جانتا ہوں، میری ذات نوحہ کناں ہے، وہ میری روح پہ ماتم کرنا چاہتی ہے،

وہ سوگوار لہجے میں بولا اس کا ایک ایک لفظ افق کو حیرت میں مبتلا کر گیا۔۔۔۔

فون اسکے ہاتھ سے کب کا چھوٹ کر بستر پر گر چکا تھا وہ سو چکا تھا، مگر افق کو کتنی دیر نیند نہیں آئی اسے فون کے سپیکر پہ اس کی مدھم سانسیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔۔۔

"تم سب لوگ اپنا اپنا کام سمجھ گئے نا"
پائتھن نے اپنی بارعب آواز میں پوچھا تو سب نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

جیفری نے سب سے پہلے سینوریٹا کو ایک بڑھیا کا میک اپ کیا۔۔۔۔
وہ اب ایک بڑھیا کے گیٹ اپ میں تھی۔

اس کا بھائی تم میں سے کون بنے گا۔۔۔؟
پائتھن نے پرسوچ انداز میں اپنی پیشانی کو مسل کر کہا۔

"مارک کو بنا دو"

سینوریٹا نے مشورہ دیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔!

"میرے خیال میں بروک ٹھیک رہے گا"

پائتھن نے جان بوجھ کر بروک کا نام لیا تھا۔۔۔۔۔

جس سے بروک کے دل پہ تو آرے چل گئے۔۔۔۔

سینوریٹا اس کی چالاکی پہ اسے گھور کر رہ گئی، مگر پائتھن اسکی گھوری کی پرواہ کیے بنا اپنا میک کروا رہا تھا، جیفری اسے ایک نئی لک دے رہا تھا۔۔۔

وہ سب باہر نکل گئے اور اپنی اپنی پوزیشن سنبھال لیں۔۔۔۔

پائتھن کو علیزے نامی ایک لڑکی کی سپاری ملی تھی، کل تک اسے ہر حال میں بنا کوئی ثبوت چھوڑے اسے قتل کرنا تھا، وہ لڑکی دس مختلف شیروں کے بڑے بڑے بیوٹی سیلون کی مالک تھی، جو بیوٹی سیلون کی اڑھ میں غیر قانونی کاموں میں ملوث تھی، ایک کسٹمر کے ساتھ اسکی کوئی بحث ہو گئی تھی، اس کسٹمر نے اس پہ اپنا غصہ نکالنے کے لیے اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اوپر پہنچانے کی سپاری دی تھی،

پائتھن رائل بلیو کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس، آنکھوں پہ گاگلز لگائے، اپنی بی_ایم_ڈبلیو کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔۔۔

تبھی ایک سیاہ ہنڈا سوک اس کی گاڑی کے پاس آئی۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ گاڑی پائتھن کی گاڑی کو کوئی نقصان پہنچاتی۔ اس میں موجود صنف نازک نے بروقت بریکس لگائیں۔۔۔۔

اور اس میں سے ایک الٹرا ماڈرن لڑکی برآمد ہوئی۔۔۔۔

...I am so sorry

آپ کا کوئی نقصان تو نہیں ہوا۔۔۔؟

وہ سرعت سے اسکی طرف آئی۔۔۔۔

تبھی ایک بڑھیا (سینوریٹا) علیزے سے ٹکرائی۔۔۔۔۔

"م۔۔۔ معاف کرنا۔۔۔ ب۔۔۔ بیٹا۔۔۔۔ نظر کم آتا ہے"

وہ لڑکھڑاتی ہوئی ضعیف سی آواز میں بولی۔۔۔۔

"آپ میرے ساتھ آیئے۔۔۔۔

جب وہ علیزے سے ٹکرائی تو اس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے گرا۔۔۔

جسے اٹھانا، بروک کا کام تھا۔۔۔۔

وہ سینوریٹا کو ہاتھ پکڑ کر سہارا دیتے ہوئے ایک طرف لے گیا۔۔۔۔

علیزے ان کے وہاں سے جاتے ہی پائتھن کی طرف متوجہ ہوئی، اور اس دیو ہیکل ہینڈ سم ہنک کو دیکھ کر پہلی نظر میں ہی چاروں شانے چت ہی ہو گئی۔۔۔۔۔ تبھی اس نے مزید راہ ور سم بڑھانے کا سوچا۔۔۔۔

"ایکسکیوز می!

پائتھن جواب شاپنگ مال کے اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس نے گردن ترچھی کیے بنا پلٹے دیکھا۔۔۔

علیزے تو اس کے سٹائل پہ دل و جان سے فدا ہونے لگی۔

"کیا ہم دو منٹ بات کر سکتے ہیں"

....Yeah ... Sure

وہ بھاری آواز میں بولا۔

تو علیزے اس کے قدم سے قدم ملانے لگی۔۔۔۔

"بروک میرے ساتھ اندر چلو"

سینوریٹا نے سلگتی ہوئی نظروں سے انہیں ایک ساتھ اندر جاتے دیکھا تو بروک سے بولی۔

"سینوریٹا مگر ہمارا کام یہیں ختم ہو گیا ہے اب ہمیں یہ موبائل لے کر واپس جانا ہے اور مارک اس میں سے ساری انفارمیشن نکالے گا اس لڑکی کی۔"

"پتہ ہے مجھے زیادہ سکھانے کی ضرورت نہیں"

"تم اتنا بتاؤ چل رہے ہو میرے ساتھ یا نہیں"

وہ آنکھوں پہ لگے نظر کے چشمے اتار کر بولی۔۔۔۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر"

وہ اسکی طرف دیکھ کر مسکرایا۔۔۔۔

"پر ایک شرط پہ"

سینوریٹا نے اسکی بات پہ اسے گھور کر دیکھا۔

"کرو بکواس"

وہ تلخ انداز میں بولی۔

"اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو۔۔۔۔"

"منہ دھو کر آؤ، ہنہہ۔۔۔ہاتھ پکڑے گا اور وہ بھی سینوریٹا کا۔۔۔۔۔

وہ استہزایہ انداز سے ہنس کر ہنکارا بھرتے ہوئے بولی۔

"سینوریٹا قسم سے منہ دھو کر ہی میک اپ کیا تھا"

وہ منت بھرے انداز میں اس کے پیچھے لپکا۔۔۔۔

"مارک تم واپس جاؤ"

سینوریٹا مارک کو واپس بھیج کر شاپنگ مال کے اندر داخل ہوئی تو دیکھا۔۔۔۔

کہ پائتھن اس علیزے کے ساتھ لفٹ میں داخل ہونے والا تھا۔۔۔۔

سینوریٹا بروک کا ہاتھ پکڑ کر تیز قدموں سے اسی لفٹ میں داخل ہوئی۔۔۔

مگر داخل ہوتے ہی ایک ضعیف عورت کی طرح لڑکھڑا کر چلنے لگی۔۔۔

چند لمحوں میں لفٹ کا دروازہ بند ہو گیا۔۔۔۔

"آج کیا ہم ایک ساتھ کافی پی سکتے ہیں"
علیزے پائتھن کی ٹائی کو اپنی پوروں سے سہلاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے رومانوی انداز میں بولی ۔۔۔

"ایکچولی میری ایک میٹنگ ہے"
پائتھن نے سرد مہری سے کہا اسکا یہی مغرورانہ انداز تو لڑکیوں کو اٹریکٹ کرتا تھا اور وہ اپنی اس خوبی سے بخوبی واقف تھا تبھی بے نیازی کا خول چڑھائے سارے داؤ پیچ آزما رہا تھا۔۔۔

اس نے سینوریٹا اور بروک کو گاگلز آنکھوں سے زرا نیچے کھسکاتے ہوئے گھور کر قہر بار نگاہوں سے دیکھا ۔۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا سینوریٹا کو کچا چبا جاتا۔۔۔۔

"میٹنگ ہم سے بھی زیادہ ضروری ہے؟؟؟"
وہ اپنے بالوں کو ادا سے جھٹکتی ہوئی اب اس کے شانے سے لگی۔۔۔۔
سینوریٹا نے دانت کچکچا کر علیزے کی پشت کو دیکھا۔۔۔۔

پائتھن نے اپنا ہاتھ علیزے کی کمر کے گرد رکھا۔۔۔۔

اور سینوریٹا کو وہاں سے باہر جانے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

مگر سینوریٹا نے جان بوجھ کر مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

اور اچانک سے پائتھن اور علیزے کو ایک دوسرے سے پیچھے کرنے کے لیے جان بوجھ کر ان دونوں کے اوپر گرنے کی کوشش کی جو کامیاب بھی رہی۔۔۔

اب پوزیشن کچھ یوں تھی کہ علیزے پیچھے ہٹ چکی تھی اور سینوریٹا نے دونوں ہاتھوں سے پائتھن کی بازوؤں کو تھام رکھا۔۔۔۔

"م۔۔۔۔ معاف کر دو۔۔۔۔ نظر کا مسلہ ہے۔۔۔۔۔"
وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی

"آپ ان کے ساتھ ہیں تو انہیں قابو کیجیے"
پائتھن نے سینوریٹا کو پیچھے دھکیلتے ہوئے۔۔۔۔ اسکے ساتھ کھڑے بروک کو تنبیہی نظروں سے دیکھتے ہوئے سخت گیر لجہے میں کہا۔۔۔۔

جیسے ہی منزل آئی وہ لفٹ کھول کر علیزے کی کمر میں بازو حمائل کرتے وہاں سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

سینوریٹا نے جلتی ہوئی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا۔۔۔۔

"میں اس فلرٹی پائتھن کو چھوڑوں گی نہیں"

وہ اسکے باہر نکلتے ہی بروک کی طرف دیکھتے ہوئے پاؤں پٹخ کر بولی۔۔۔۔

"یار جانے دو اسے۔۔۔۔ تم ادھر توجہ کرو۔۔۔

اس نے سینوریٹا کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔۔۔

"بروک زیادہ شوخے مت بنو۔۔۔

ہر وقت شودوں کی طرح رال ٹپکاتے ہو۔۔۔

کچھ شرم کرو جب لڑکی گھاس نہیں ڈال رہی۔۔۔۔"

وہ جل کر بولی۔

"میں نے سوچا لوہا گرم ہے چوٹ مار دوں کیا پتہ کام بن جائے۔۔۔

وہ مسکرا کر بولا۔۔۔۔

L

افق گارڈن میں اپنی کچھ فیلوز کے ساتھ بیٹھی انہیں لیکچر سمجھا رہی تھی۔

تبھی اس کے فون پہ ذولقرنین حیدر کا میسج آیا۔۔۔۔۔

"کل یہیں سے کنٹینیو کریں گے۔ ابھی میں گھر کے لیے لیٹ ہو رہی ہوں۔"

لڑکیوں کے وہاں سے چلے جانے کے بعد وہ اٹھ کر چلنے لگی۔۔ اسکے میسج کا ریپلائے کرتے ہوئے۔

افق میڈیکل کالج سے گھر واپسی پر پورے راستے سوچوں کے دلدل میں پھنسی، ذہنی الجھنوں کا شکار رہی تھی۔ سب کو سلام کر کے وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔ فریش ہو کے چینج کر کے وضو کے بعد اسنے ظہر کی نماز ادا کی اور پھر اضافی دو رکعت نفل نماز پڑھ کے اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ اب وہ اپنے فیصلے پر ثابت قدم رہنے سب کی خیر و برکت اور بھلائی کی دعائیں مانگتی رہی۔۔۔۔

پہلی بار ذولقرنین حیدر نے جب اسے وہ نیند کی ٹیبلٹ دیں تھیں۔ تب سے اس کا فون نمبر اسکے موبائل میں سیو تھا۔۔۔۔۔

میڈیکل کے فرسٹ ائیر میں اس نے جب اچھے مارکس لیے تو اس کے مما بابا اس سے بہت خوش ہوئے کہ وہ سب بھلا کر اپنے آپ کو سنبھال چکی ہے، اس نے خود کو پر سکون کرنے کے لیے نماز اور تلاوت قرآن پاک کا سہارا لیا۔۔۔۔ اور آج وہ بہت پر سکون اور مطمئن تھی۔۔۔۔ اسی خوشگورایت بھرے ماحول میں اس نے چاند رات کو اپنے فون میں جتنے بھی کانٹیکٹ تھے سوائے ارحم (کیونکہ اس کا نمبر وہ ڈیلیٹ کر چکی تھی) سب کو چاند

رات مبارک کے میسجز کیے تھے۔۔۔۔ کسی نے بھی اسکے میسج کا ریپلائے نہیں کیا سوائے ذوالقرنین حیدر کے

۔۔۔۔

تب سے تقریبا روزانہ انکی میسجنگ پہ ان کی ہلکی پھلکی روز مرہ کی باتیں ہونے لگیں۔۔۔۔

ناتو کبھی ذوالقرنین حیدر نے اس سے ارحام کے مطلق پوچھا اور ناہی اس نے بتایا۔۔۔۔

افق نے بھی کبھی ماریہ کے اور اس کے ری لیشن شپ کے بارے میں نہیں پوچھا۔۔۔۔

آج ان کی میسجنگ فرینڈ شپ کو قریبا ایک سال گزر چکا تھا۔۔۔۔۔۔

حیدر سافٹ ویئر انجینئرنگ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

صبح اسکی آنلائن کلاسز ہوتیں وہ انہیں مس کیے سارا دن سوتے ہوئے گزار دیتا اور ساری ساری رات جاگتا

۔۔۔۔۔

رات گئے افق اپنے ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی جب اسے ذوالقرنین حیدر کا میسج موصول ہوا۔۔۔۔

"کیا بات ہے؟"

افق نے ٹائپ کیے سینڈ کیا

"مجھے تمہیں دیکھنا ہے ویڈیو کال کروں؟"

حیدر کی طرف سے آیا میسج پڑھ کر اسکی نیند سے بوجھل آنکھیں جھٹ سے پوری کھل گئیں۔۔۔

"وہ کیوں"؟

اس نے حیرت انگیز نظروں سے سکرین کو دیکھتے ہوئے ٹائپ کر دیا۔

"بس ویسے ہی"

اسکی بے تکی ریزن سن کر افق نے بھنوئیں سکیڑیں۔۔۔۔

"میں بہت بدل چکی ہوں پہچان نہیں پاؤ گے۔۔۔۔۔"

"ویسے بھی مجھے ویڈیو کال پہ بات کرنا پسند نہیں"

"سو تو سوری۔۔۔"

"میرے پیپرز آنے والے ہیں ان کی تیاری کر رہی ہوں تمہارے پیپرز کب ہیں؟

افق نے پوچھا۔

"ہممم۔۔۔۔ آنے والے ہیں۔۔۔۔ مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا۔۔۔۔۔۔

"وہ کیوں؟؟؟؟

"کچھ پڑھوں گا تو سمجھ آئے گی۔۔۔۔۔"

تو تم پڑھتے کیوں نہیں؟؟؟

"رات کو نیند نہیں آتی اور دن کے وقت جب کلاسز ہوتیں ہیں تو اٹھا نہیں جاتا۔۔۔۔۔"

اس نے سفید پاؤڈر کو سیگریٹ میں بھرتے ہوئے لائٹر سے اسے سلگایا۔۔۔۔

پھر گہرا کش لے کر اس کا مرغولہ بناتے ہوئے ہوا میں اچھالا۔۔۔۔

"تمہارے ساتھ مسلہ کیا ہے؟

"ہے کوئی جس نے مجھے تنگ کر رکھا ہے؟" حیدر نے دھواں ہوا میں اچھال کر سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ سب کرنے سے کیا فائدہ؟ ایسا کر کے تم خود کو نقصان پہنچا رہے ہو!" افق نے کتاب اپنی گود میں رکھتے ہوئے افسوس سے کہا۔

"میں اس کے بنا عجیب سا ہو گیا ہوں،، دل کرتا ہے اسے مار ڈالوں جس نے میری محبت کو مار دیا"

"کیا؟ مارو گے کسی کو؟؟؟ کیا یہی تمہاری محبت ہے؟"

افق نے رنجیدہ لہجے میں کہا

"تو کیا کروں اب؟ اس کے سامنے جا کے گھٹنے ٹیکوں؟ اس سے اپنی محبت کی بھیک مانگوں؟ اس کے سامنے روؤں؟ گڑ گڑاؤں؟ اسے جا کے یہ بتاؤں کہ دن بھر اس کا میری آنکھوں کے سامنے ہوتے ہوئے بھی میرے پاس نہ ہونا مجھے کتنا جھلساتا ہے! اسکا خود کو مجھ سے دور رکھنا مجھے اندر ہی اندر ختم کر رہا ہے! وہ مجھ سے کہیں دور نہ ہو جائے اس بات کا خوف مجھے خود کو اس سے دور رکھنے سے روکتا ہے! اسے جا کے یہ بتاؤں؟ کہ اس کی محبت کی تکلیف میں ہر دن ہر رات میں کیسے تڑپتا ہوں! اس کے انکار کی وجہ سے کیسے راتوں کو سسکتا ہوں! کبھی گھٹ گھٹ کے! کبھی چھپ چھپ کہ پھوٹ پھوٹ کے روتا ہوں مگر میں کسی کو بھی اپنی کیفیت سمجھا نہیں سکتا!

میرے پاس میرے مام ڈیڈ بھی نہیں ہیں جن کی گود میں سر رکھ کے یا انکے گلے لگ کے میں اپنا سارا غبار نکال سکوں! بتاؤ مجھے افق؟"

حیدر رندھی آواز اور بہتی آنکھوں کے ساتھ چلا رہا تھا۔

"وہ مجھ سے، مجھ ہی کو چھین چکی ہے! میرا چین وسکون لے کر مجھ سے دور جانا چاہتی ہے اور تم کہہ رہی ہو میں کچھ نہ کروں؟"

حیدر آگے بہت کچھ کہہ جاتا اگر افق کی آواز پہ اسکا تسلسل نہ ٹوٹتا۔

"تمہارے والدین تو ہیں پھر تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو"؟

"ہاں ہیں دونوں نام کے والدین۔۔۔۔
انہیں بس اپنے دونوں بڑے بیٹوں سے پیار ہے، میں کچھ نہیں ان کے لیے۔۔۔۔"

* * *

"تم ان لوگوں کو کال کر کے منع کردو میں ایسے لوگوں کے ساتھ ہرگز کام کرنا پسند نہیں کرتا جنہیں وقت کی قدر ناہو۔۔۔

پائتھن کیفے میں بیٹھا اپنی انگلیاں لیپ ٹاپ پر مستعدی سے چلاتا اپنے مینجر (جیفری) سے مخاطب ہوا۔۔
سر وہ بہت معذرت خواہ تھے کہہ رہے تھے اگر ایمر جنسی نہ ہوتی تو کبھی بھی آج کی میٹنگ کینسل نہیں کرتے۔
اتنی بھی کیا لاپرواہی ہوئی۔۔۔

انفارم تو کر سکتے تھے جو بھی ہو آپ انہیں منع کر دے اور دوسری پارٹی کو کال کر دے جو ہم سے ملنا چاہتے تھے انہیں کال کر کہ بلائیں اسکی گرے آنکھیں ہنوز لیپ ٹاپ کی روشن سکرین پر مرکوز تھیں اور انگلیاں سپیڈ سے چل رہی تھی۔۔

....You may go now"

پائتھن اپنے پلان کے مطابق وہیں کے ایک کیفے میں جوزف کے ساتھ کچھ آفیشل میٹنگ کا ڈرامہ کرنے لگا

علیزے شاپنگ مال میں شاپنگ کرنے کے بعد پائتھن کے انتظار میں ایک ٹیبل پہ آ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

پائتھن نے اس کے تعاقب میں نظریں اٹھا کر دیکھا۔

تو اسکی گرے آنکھوں (اس گیٹ اپ میں اس نے گرے لینسسز لگائے ہوئے تھے) سے وحشت ٹپکنے لگی

جہاں بروک اور سینوریٹا حلیہ بدل کر ایک ٹیبل پر موجود تھے۔

بروک اس کے چہرے پر آئے پتھریلے تاثرات دیکھ کر خباثت سے ہنسا۔۔۔۔

پائتھن دور بیٹھا تلملا کر رہ گیا۔۔۔ کیونکہ علیزے کے سامنے وہ کوئی ڈرامہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

جب جوزف اور پائتھن کی میٹنگ ختم ہوئی تو شام ہو چکی تھی۔۔۔۔۔
پائتھن اپنی جگہ سے اٹھا تو علیزے بھی اٹھ کر اسکی طرف آئی۔۔۔۔
"بہت انتظار کروایا آج تو تم نے۔۔۔۔۔ بہت ہو گیا یہ کام وام۔۔۔۔
"کلب چلو گے انجوائے کرتے ہیں ملکر۔۔۔۔

جینز پر شارٹ شرٹ پہنے کلائی میں رنگ برنگے بینڈز پہنے۔ سیاہ سٹریٹ بال شانے پہ لہراتے ہوئے، یقینا اس نے یہیں شاپنگ مال کے کسی ڈریسنگ روم میں چینج کیا تھا۔۔۔

"او کے"
وہ بھاری آواز میں فقط اتنا ہی بولا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں عجیب سا سرد پن اور وحشت دکھائی دے رہی تھی۔۔۔
پائتھن نے اپنی گاڑی کو لاکڈ رہنے دیا وہ دونوں وہاں سے علیزے کی گاڑی میں کلب کے راستے کی طرف چلے گئے۔۔۔۔

* * *

آج چھٹی تھی توافق نے پورے گھر کی اچھے سے صفائی کی،

اپنے لیے کھانا پلیٹ میں نکالنے کے بعد وہ ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے کر کھانے لگی۔۔

اپنے آپ کو وہ پڑھائی میں اس قدر مصروف کر چکی تھی کہ کسی کے بارے میں سوچنے کا ٹائم ہی نہیں ملتا تھا رات دن بس پڑھائی میں لگی رہتی تھی تاکہ دماغ ہر وقت مصروف رہے اور اس کی یادوں سے بچی رہے لیکن جب بھی اس کی یاد آتی تھی دل خون کے آنسو روتا تھا۔۔

لیکن جن آنکھوں میں اس نے اپنے پیار جنون دیکھا تھا ان آنکھوں اپنے لیے نفرت دیکھنے کی اس میں ہمت نہ تھی ۔۔

اپنی زندگی میں ارحم کے انسان کو کسی بوسیدہ صفحے کی طرح پھاڑ کر پھینک دیا تھا۔۔۔ وہ اپنے آپ کو کام میں اس قدر مصروف رکھنا چاہتی تھی کہ اس کی یادیں بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائے۔۔۔

"اسلام و علیکم!

پہلی ہی بیل پہ اس نے پاس پڑا موبائل فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔۔

"وعلیکم السلام!

"کیسی ہو؟؟؟

"اچھی ہوں اور تم؟"

"ہم بھی اسی دنیا میں دھکے کھاتے پھر رہے ہیں۔۔۔۔ وہ بیزاری سے بولا۔۔۔۔

"کیا کر رہی تھی؟

"کچھ نہیں آج بس سارے گھر کی صفائی کی ہے۔ اور اب کھانا کھا رہی تھی۔

"مما بابا اور بھائی سب خالہ کے ہاں گئے ہیں۔ گھر پہ اکیلی تھی تو سوچا کیوں نا صفائی کی جائے۔"

"تم کھانا بنا لیتی ہو؟

ناجانے ذولقرنین حیدر کے من میں کیا سمائی۔۔۔۔

اس نے پوچھا۔۔۔

"نہیں مجھے سارے کام آتے ہیں مگر کھانا بنانا نہیں آتا۔۔۔"

اس نے خجالت سے کان کھجاتے ہوئے بتایا۔۔۔۔

"چلو تو پھر تم سے شادی کرنے کا خیال کینسل۔۔۔۔۔ اگر تمہیں کھانا بنانا نہیں آتا تو"

"تم سے اچھی تو شیلا ہے جو مزے مزے کے کھانے بناتی ہے اور اوپر سے میری تعریفیں بھی کرتی ہے"

وہ کتنے عرصے بعد مسکرا کر بولا۔۔۔۔

"یہ شیلا کون ہے؟

افق نے اچنبھے سے پوچھا۔

"ہمارے گھر میں کام کرتی ہے"

وہ سادگی سے بولا۔۔۔

"اس نے کیا تعریفیں کیں تمہاری؟؟؟

"بتاتا ہوں۔۔۔۔ وہ اسے اپنی اور شیلا کے مابین ہوئی گفتگو ہنستے ہوئے بتانے لگا۔۔۔

دوسری طرف افق بھی ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہونے لگی۔۔۔

✿✿✿✿✿_________✿✿✿✿✿

✿✿✿✿✿_________✿✿✿✿✿

شہر کے مشہور ترین کلب میں پارٹی اور میوزک اس وقت عروج پہ تھا،

چاروں اطراف بے ہنگم میوزک اور شور ہر کوئی شراب کے نشے میں چور جھوم رہا تھا۔۔۔

پائتھن اور علیزے ایک صوفے پہ بیٹھے ہاتھوں میں مشروب لیے انجوائے کر رہے تھے۔۔۔

علیزے نے کافی بار اسے ڈانس فلور پہ لے جانا چاہا مگر پائتھن نے انکار کر دیا کہ اس کا موڈ نہیں۔۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے بہت قریب تھے۔۔۔

تبھی میوزک بدلا۔۔۔

کلب میں ڈسکو لائیٹس آن ہوئیں اور اندھیرا چھا گیا سپاٹ لائٹ ڈانس فلور پر مرکوز ہوئیں تو سب کی نظریں وہیں پہ جم گئیں۔۔۔

وہ بروک کی شرٹ کے کالر سے کھینچے اسے فلور کی طرف لے جا رہی تھی۔۔۔

نچاں گے ساری رات سوہنیو وے۔

کرلو تھوڑا سا پیار۔۔۔

ہے جانجھراں دا ساؤنڈ

تہ ہلدا گراؤنڈ۔

میں چھم چھم نچدی پھراں۔

تبھی سینوریٹا اور بروک گیٹ اپ بدل کر وہاں موجود تھے۔۔۔۔

سینوریٹا ریڈ شرٹ اور لانگ سکرٹ پہنے بالوں کو کرلز کیے ڈیپ ریڈ میک اپ انتہائی ہاٹ لگ رہی تھی۔ بروک بلیک پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے اسکے ہمراہ ڈانس فلور پہ میوزک کی ہر بیٹ پہ جاندار سٹیپس لیتے وہاں آگ لگا چکے تھے۔۔۔

منڈا ہو گا وہ تو لکی۔

جس کے لیے تو رکھی۔

اپنی یہ آنکھوں کی شراب،

دل میرا ویک ہیگا عشقے اچ ویک ہیگا،

کردے تو اس کو خراب۔۔۔

نچاں گے ساری رات سوہنیو وے۔

کرلو تھوڑا سا پیار۔۔۔

...Let's have some party

....Come on let's dance party

پائتھن نے سرخ انگارہ شرر بار آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔

اس نے خود کو کنڑول کرنے کے لیے اپنی مٹھی کو زور سے بھینچ لیا۔۔۔

مگر صبیح پیشانی پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔۔

کڑی ہے تو fine۔

اب دے دے تو مجھے line

میں تیرے نال جچدا ابڑا۔۔۔۔

وجدا اے بینڈ۔

تو دے دے مجھے hand.

فلور پہ میں کب سے کھڑا۔۔۔

بروک سینوریٹا کے آگے ہاتھ پھیلائے ڈانس موو لے رہا تھا۔۔۔

ناضد۔ very much کریں۔

مجھ کو نا تو touch کریں۔۔۔

کر لے control جذبات۔۔۔۔

وہ اسکے سینے پہ ہاتھ رکھے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے سٹیپس لینے لگی۔۔۔

تبھی پائتھن نے اس کے عمل پی تمسخرانہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

اور قاتلانہ انداز میں مسکرایا۔۔۔۔

جیسے آنکھوں سے اسے چیلنج کر رہا ہو کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسرے کے قریب نہیں جاسکتی۔۔۔۔

تبھی سینوریٹا نے نظروں ہی نظروں میں اس کا چیلنج ایکسیپٹ کرتے ہوئے۔۔۔

پھر بھی جو نامانے Dil.
کرتا جائے تجھ کو kill.
تھام لے تو آ کہ میرا ہاتھ۔

اپنا ہاتھ بروک کے ہاتھ میں دیتے ہوئے۔۔۔

اس کے ساتھ جھومنے لگی۔۔۔۔

Can see you for night....

بروک نے جیسے ہی اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے قریب کیا۔۔۔۔

یہاں پہ پائتھن کے صبر کا پیمانہ چھلکا۔۔۔

وہ علیزے کو ساتھ لیے اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈانس فلور کی طرف آیا۔۔۔

اور اسے گھماتے ہوئے بروک کی طرف کیا۔۔۔

اور خود سینوریٹا کی کمر کے گرد اپنے ہاتھ باندھے۔۔۔۔

سینوریٹا کو اسکی مخروطی مضبوط انگلیاں اپنی کمر میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔ اسکی پکڑ بہت سخت و جنونی تھی ۔۔۔

سینوریٹا نے اپنی ہیل زور سے اسکے بوٹ پہ ماری۔۔۔ مگر اسے فرق نہ پڑا۔۔۔۔

پائتھن نے سینوریٹا کو گول گول گھماتے ہوئے ایک جھٹکے سے چھوڑا

سوہنیو وے۔۔۔
کرلو تھوڑا سا پیار۔۔۔۔
کرلو تھوڑا سا پیار

اس سے پہلے کہ وہ گر جاتی اس نے اپنا آپ کو دیوار پہ ہاتھ رکھ کر سہارا دیتے ہوئے سنبھال لیا۔۔۔

اور پاس رکھی چیئر کو پاؤں سے زوردار ٹھوکر رسید کی جو پھسلتی ہوئی۔ پائتھن کے راستے کی رکاوٹ بنی۔۔۔۔

علیزے کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلتے ہوئے

پائتھن نے کرسی پہ ہاتھ رکھ کر خون آشام نظروں سے گردن ترچھی کیے پیچھے کھڑی طنزیہ انداز میں ہنستی ہوئی سینوریٹا کو دیکھا۔۔۔

اور پھر سر جھٹک کر باہر نکل گیا۔۔۔

✿ ✿ ✿

واش روم میں سے شاور چلنے کی آواز آرہی تھی،،،

علیزے پائتھن کو ہوٹل کے کمرے میں لے کر آئی تھی جہاں وہ آج کل رکی ہوئی تھی۔۔۔

پائتھن صوفے پر بیٹھے اسکے باہر نکلنے کا منتظر تھا۔۔۔

وہ سیاہ چست جینز اور سیاہ شرٹ پہنے بڑے ماہرانہ انداز میں دیوار کے ساتھ لگے پائپ پہ رینگتے ہوئے اوپر چڑھ رہی تھی،

پائتھن کی حس سماعت بہت تیز تھی،

اسے روم سے ملحقہ باہر ٹیرس پہ کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔۔۔

وہ دبے پاؤں چلتے ہوئے وہاں آیا۔۔۔

"کون ہو تم۔۔۔؟؟؟"

پائتھن کی سرد سرسراتی ہوئی آواز اسے اپنے کان کے بہت قریب سنائی دی۔۔۔

اندھیرے کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کو ٹھیک سے دیکھ نہیں پارہے تھے۔۔۔۔

"تمہاری موت !

وہ نڈر انداز میں بولی۔۔۔۔

"تم مارنا چاہتی ہو مجھے ؟؟؟

وہ سینوریٹا کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسکی پشت اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھا۔۔۔

اسکی لب سینوریٹا کو اپنی کان کے لو سے مس ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔۔

"جو تمہاری حرکتیں ہیں، مر ہی جاؤ گے تم کسی دن میرے ہاتھوں سے۔۔۔۔۔"

وہ دبی دبی آواز میں غرائی۔۔۔۔

کیونکہ اب باتھ روم میں سے شاور چلنے کی آواز بند ہو چکی تھی، شاید علیزے باہر آنے والے تھی۔۔۔۔

سینوریٹا اور پائتھن نے بیک وقت اندر دیکھا۔۔۔۔۔

پائتھن فوراً اندر کی جانب لپکا اور علیزے کے سامنے سے ایک ساڑھی نکالی۔۔۔

اور تیزی سے واپس آیا۔۔۔

"یہ کیا کر رہے ہو"؟

وہ تنک کر بولی

"خاموش رہو"

وہ برفیلے لہجے میں بولا

اس نے ساڑھی کو ٹیرس سے باندھا اور سینوریٹا کے ساتھ اس ساڑھی کے زریعے نیچے اترنے لگا۔۔۔۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے ؟؟؟ کیوں کر رہی ہو میرا پیچھا۔۔۔۔؟؟؟"

"تمہاری وجہ سے سارا پلان خراب ہو گیا۔۔۔ میں وہیں کلب میں کی اس کا کام تمام کرنے والا تھا۔ صرف تمہاری وجہ سے مجھے اس کے ساتھ یہاں آنا پڑا۔۔۔۔"

پائتھن غصیلے انداز میں بولا

وہ دونوں آہستہ آہستہ نیچے اتر رہے تھے۔

"تمہارا پلان خراب نہیں ہوا تمہاری نیت خراب ہو گئی ہے اس چڑیل پہ"

وہ دانت کچکچا کر بولی۔۔۔

"ہمیشہ تم وہی حرکتیں کر جاتے ہو جن کی مجھے تم سے توقع نہیں ہوتی،

وہ گھورتے ہوئے بولی

"تم یہاں کیوں آئی؟

"تمہیں رنگے ہاتھوں پکڑنے۔۔۔

"تم جیلس ہو رہی ہو؟

وہ دھیما سا مسکرا کر بولا۔۔۔

"مجھے اس چڑیل سے جیلسی کیوں ہو گی۔۔۔؟"

اسکی تلملاہٹ عروج پہ تھی۔۔۔

وہ مسکرانے لگا۔۔۔۔

انکے مابین اسقدر قربت تھی کہ دونوں ایک دوسرے کی تیز دھڑکنوں کو بخوبی محسوس کر پا رہے تھے۔

پائتھن کی بے باک نڈر چیلنج کرتی نگاہیں ہمیشہ اسے مشکل میں ڈال دیتی تھیں۔ وہ اسکے چہرے سے نظریں ہٹا گئی

۔۔۔

وہ اسکے چہرے کے اطراف بکھرے ہوئے سیاہ گیسوں کی ایک لٹ کو انگلی میں لپیٹتے ہوئے کھینچ کر مدھم آنچ دیتے لہجے میں بولا۔

"اب نظریں چرانے کا کیا فایدہ؟؟؟

"تمہاری یہ بولتی نگاہیں تو تمہارے دل کے سارے بھید کھول چکیں۔۔۔۔"

سینوریٹا نے ہنوز پلکیں جھکائے رکھیں۔۔۔

"Will you merry me.....!

وہ اسکے کان کے قریب چہرہ کیے سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

"یہ کونسی جگہ اور طریقہ ہے پرپوز کرنے کا"

وہ حیرانگی اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

جو نا زمین پہ تھے نا آسمان پہ ایک ساڑھی سے لٹکتے ہوئے ہوا میں معلق تھے۔۔۔۔

It's my style....

پائتھن نے ساڑھی کا کونہ چھوڑ دیا اور وہ دونوں کچھ فاصلے سے اکٹھے زمین پہ گرے۔۔۔۔

پائتھن نیچے اور سینوریٹا اسکے اوپر۔۔۔

"تم نے جواب نہیں دیا میری بات کا۔۔۔

وہ زرا سا اٹھتا ہوا اسکی ناک سے اپنی ناک مس کرتے ہوئے گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔

"میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔

"ہم کل ہی شادی کر رہے ہیں"

....It's final

پہلے ہی تم فضول میں پانچ سال برباد کر چکی ہو میرے۔۔۔۔اب مزید نہیں۔۔۔۔

"تمہیں میں پسند نہیں تو کوئی بات نہیں شادی کے آٹھ دس سال بعد پسند آ جاؤں گا"

مگر شادی کل ہی ہو گی۔۔۔۔

....What...... T.... T"

"اتنی جلدی۔۔۔۔۔!!!

وہ بے دھیانی میں بول گئی۔۔۔

"بہت برداشت کر لی تمہاری فضول کی ڈرامے بازیاں۔۔۔اب میں تمہیں اپنے طریقے سے ہینڈل کروں گا

۔۔۔اور اپنے خاص قسم کے داؤ پیچ آزمانے کے لیے تم سے شادی کرنا ضروری ہے"

"مگر میں تم سے شادی نہیں کروں گی۔ وہ گھورتے ہوئے بولی۔

"تم اپنے آپ اقرار کرو گی یا میں کراؤں اپنے طریقے سے؟؟؟

وہ ابرو اچکا کر اسے گھماتے ہوئے زمین پہ گرا کر خود اوپر آیا۔۔۔

سینوریٹا کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا تھا۔۔۔ ان دونوں کے چہرے اسقدر قریب تھے کہ ان کی پر حدت تپش زدہ سانسیں ایک دوسرے میں منتقل ہو رہی تھیں۔ وہ اس پل ہوش میں نہیں لگ رہا تھا وہ یہاں سے غائب ہو جانا چاہتی تھی مگر پائتھن کا ورزشی جسم اسے ہلنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔۔

"میرا دل چاہتا ہے تمہیں یہاں سے بہت دور لے جاؤں،،،، جہاں میرے تمہارے علاوہ کوئی تیسرا نا ہو، جہاں
ہم دونوں کے ماضی کی تلخ یادیں نا ہوں،،،
کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے صنم۔۔۔۔!!!

وہ اسے خاموش دیکھ کر اس کی صراحی دار گردن پر جھک رہا تھا.

"پائتھن... ڈونٹ... آئی سیڈ ڈونٹ۔۔۔۔۔

سینوریٹا نے اسکے فراخ سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا....

"تم میرے ساتھ زندگی نہیں گزارنا چاہتی؟؟؟؟؟
وہ اسکی گردن پہ لب رکھے جذبات سے بوجھل آواز میں بولا تھا۔۔۔۔
"نہیں۔۔۔۔!!!

وہ اسے پوری قوت سے دھکیلتے ہوئے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ تو پائتھن بھی کھڑے ہو کر خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

"جواب دو۔۔۔۔
وہ اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولا۔
"نہیں دوں گی۔۔۔۔۔"
وہ ازلی ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی۔

پائتھن سرعت سے سارا فاصلہ سمیٹ کر اسکے قریب پہنچا اور اس نے ایک ہاتھ اس کے بالوں میں پھنسا کر جھٹکا دیتے ہوئے اسکے لبوں کو لاک لگایا۔۔۔۔
سینوریٹا نے جوابا اسکے لب پہ دانت گاڑھے۔۔۔!!!!۔۔
"آہ۔۔۔ ہہھہ۔۔۔۔ اس نے آہ بھری۔۔۔

"تم نے کلب میں وائن پی تھی؟؟؟
"جو یوں بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو؟؟؟
وہ تیکھے لہجے میں بولی

"نہیں پی۔۔۔۔ جسٹ سوفٹ ڈرنک۔۔۔!!!!
"پائتھن کو عام نشے نہیں بہکا سکتے۔۔۔!!!
اسے بہکانے کے لیے زور آور نشہ درکار ہے۔۔۔۔
"جیسے ابھی ان نشیلے لبوں کے جام کو پی کر ہوا۔۔۔۔"

اسکی مضبوط گرفت میں جھٹپٹاتے ہوئے اسکے پیٹ میں زوردار کک ماری۔۔۔۔

پائتھن نے آنکھ ونگ کیے اسکی ٹانگ کو پکڑ کر کھینچا۔۔۔
وہ اپنا توازن برقرار نا رکھ سکی۔۔۔۔
تو پائتھن نے اسے سہارا دے کر کھڑا کیا۔۔۔

"استاد ہوں تمہارا فائٹنگ کے داؤ پیچ سکھانے میں۔۔۔۔ میرے طریقے مجھی پہ آزماؤ گی؟؟؟
ہاں۔۔۔۔؟؟؟
وہ اپنے نچلے لب پہ نکلے خون کے قطرے کو انگوٹھے کی مدد سے صاف کرتے ہوئے ٹھہرے ہوئے انداز میں بولا
۔۔۔
اور سینوریٹا کو سامنے کھڑی گاڑی کے بونٹ سے لگائے اس پہ جھکا۔۔۔۔

سینوریٹا کا چہرہ غصے کی تمازت سے دہک کر سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

"مسٹر عبید ملک کہاں ہو تم؟

کان میں لگی ہوئی بلیوٹوتھ سے آواز آئی۔

"علیزے ڈارلنگ ایک ضروری کام یاد آگیا تھا وہی کر رہا ہوں۔۔۔۔

اسکی نظریں سینوریٹا کے تمتماتے ہوئے چہرے پر مرکوز تھیں۔۔۔۔

سینوریٹا نے ہاتھ بڑھا کر اسکی پھولی ہوئی رگوں والی گردن دبوچنی چاہی تو اس نے سینوریٹا کی دونوں کلائیوں کو جکڑ لیا۔۔۔

"میں نے سوچا تھا آج رات ہم ساتھ میں گزاریں گے۔۔۔۔"

علیزے افسردگی سے بولی۔

"ایسا کیا ضروری کام پڑ گیا جو تم مجھے اکیلی چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔۔؟

وہ نروٹھے انداز میں بولی۔

"بس سمجھو ایک خون خوار چڑیل سے واسطہ پڑ گیا ہے۔۔۔۔ اسی سے نپٹ رہا ہوں کل ملتے ہیں کلب میں "

"اچھا۔۔۔۔ علیزے نے بدمزہ ہو کر کال کاٹ دی۔۔۔۔

"مت دیکھو مجھے ایسے"

وہ دانت پیس کر بولی۔

"کیوں میرے ایسے دیکھنے سے تمہیں کیا ہوتا ہے۔۔۔۔؟؟؟

وہ شرارت آمیز انداز میں بولا۔

"اوڈونٹ بی سٹوپڈ۔۔۔۔!!!

"میرا ٹیسٹ اتنا بھی خراب نہیں کہ تم جیسے فلرٹ کی باتوں میں آؤں گی"

"مجھ سے فلرٹ کرنے کی کوشش مت کیا کرو ورنہ اٹھا کر بیچ چوراہے میں پھینک دوں گی۔۔۔۔"

وہ دھمکی آمیز انداز میں بولی۔

"یار تم ایک تو تم خالی پیلی دھمکیاں بہت دیتی ہو۔۔۔۔

وہ سنا تو ہو گا تم نے۔۔۔۔

جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔۔۔۔

اور ہم تمہیں برس کر دکھائیں گے۔۔۔

ایک موقع دو۔۔۔۔

وہ اسکی طرف قاتلانہ مسکراہٹ اچھالتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"اور۔۔۔ہاں۔۔۔!!!!

"تم مجھ جیسے ورزشی بدن والے ہینڈسم کو کیسے اٹھاؤ گی۔۔۔۔؟؟؟

"اگر تم چاہو تو تمہیں اپنی ان فولادی بانہوں میں اٹھا کر بیچ چوراہے میں سیر کروا سکتا ہوں۔۔۔۔

اسطرح تمہاری اور میری بیچ چوراہے والی خواہش پوری ہو سکتی ہے۔۔۔۔

"اس طرح نادیکھو۔۔۔۔

"....Come on yaar punch me"

اگر کوئی غصہ ہے تو نکال لو۔۔۔۔

وہ اسکے قریب آیا۔۔

* * *

سینوریٹا کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونے لگیں دماغ سُن ہو رہا تھا۔ ہونٹ نیلے پڑنے لگے،

اس سے پہلے کہ وہ لہرا کر زمین بوس ہو جاتی پائتھن نے اسے اپنی فولادی بانہوں میں بھر لیا۔۔۔۔

"اووووو۔۔۔۔۔۔شٹ۔۔۔۔!!!!!

وہ سر جھٹک کر ایک لمحے کو آنکھیں میچ کر بولا۔۔۔۔۔

"میں کیسے بھول گیا۔۔۔۔؟؟؟

"کیوں کیا میں نے اس کے ساتھ یہ سب؟؟؟

"سب میری وجہ سے ہوا ہے...

وہ خود کلامی کے انداز میں اسے بازوؤں میں اٹھا کر بھاگتے ہوئے روڈ پر ارد گرد دیکھ رہا تھا، جہاں زیادہ ٹریفک نہیں تھی،

"Hey listen....!

قریبی ہاسپٹل جانا ہے لفٹ چاہیے۔۔۔۔۔

اس نے ایک گاڑی کو ہاتھ دے کر روکتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"آجائیں!

وہ ایک ادھیڑ عمر شخص تھا، اس نے پائتھن کو پیچھے بیٹھنے کو کہا۔۔۔۔

پائتھن نے پیچھے بیٹھ کر سینوریٹا کا سر اپنی تھائی پہ رکھ لیا۔۔۔۔

جوزف کو میسج کیا۔۔۔۔

"علیزے کے روم میں ہوٹل سروس والا بن کر جاؤ اور کسی بھی بہانے سے ٹیرس میں لگی ساڑھی کو وہاں سے نکال دو تو علیزے کو شک نا ہو کہ میں وہاں سے اترا تھا۔

جوزف کے اوکے کا میسج پڑھ کر اس نے ایک کام نپٹ جانے کا سوچا تو سامنے ہاسپٹل کی بلڈنگ نظر آئی وہ اس شخص کا شکریہ ادا کیے بنا سینوریٹا کو اٹھائے اندر کی طرف بھاگا۔۔۔

وہ شخص اس مغرور انسان کی طرف دیکھ کر شانے اچکا کر رہ گیا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

"ڈاکٹر۔۔۔۔ اوڈاکٹر۔۔۔۔!!!

ہاسٹل کے ریسیپشن سے آگے بڑھ کر وہ گھمبیر بھاری آواز میں بولا۔۔۔

سب لوگ اسکی طرف دیکھنے لگے اسکے اسطرح چلانے پہ۔۔۔۔

"اس کا علاج کرو۔۔۔۔ اس کو کچھ بھی ہوا تو سمجھو آج تم بھی نہیں۔۔۔۔

وہ قریب پڑے سٹریچر پہ سینوریٹا کو لٹاتے ہوئے ڈاکٹر کا گریبان جھنجھوڑتے ہوئے برفیلے لہجے میں وارننگ دینے کے انداز میں بولا۔

یہ۔۔۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟

ڈاکٹر کافی شریف النفس واقع ہوا تھا جو اس کی شخصیت سے کافی ڈر گیا تھا۔۔۔

اس نے پیشنٹ (سینوریٹا) کو دیکھا۔۔۔

"یہ پولیس کیس ہے۔۔۔ میں اسے نہیں دیکھ سکتا۔۔ پہلے پولیس۔۔۔) اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا۔۔۔

پائتھن نے گن نکال کر اسکی کنپٹی پہ رکھی۔۔۔۔

"پولیس سٹیشن پائتھن جیب میں لے کر گھومتا ہے سُنا ڈاکٹر۔۔۔۔۔"

"اب دوبارہ پولیس پولیس کی ناتو۔۔۔ تیری یہ زبان بولنے کے قابل نہیں رہے گی۔۔۔ اس نے ڈاکٹر کی گردن پر گن پھیرتے ہوئے۔۔۔

"پیشنٹ کو آپریشن تھیٹر میں لے چلو"

اس نے اپنے سٹاف کو اشارہ کیا۔۔۔۔

وہ سینوریٹا کو لے آپریشن تھیٹر میں چلے گئے۔۔۔

پائتھن اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کشمکش میں مبتلا وہیں ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگا۔۔۔۔

* * *

"اسلام و علیکم !

"کہاں ہو اس وقت ؟

ذولقرنین حیدر کا میسج موصول ہوا۔ تو اسکی موبائل سکرین روشن ہوئی۔۔۔

وہ باہر گراؤنڈ میں بیٹھی تھی۔

"وعلیکم السلام،

"تمھیں پتہ تو ہے اس وقت یونیورسٹی میں ہی ہوں اور کہاں جانا ہے،

"کلاس لے رہی ہو؟

ایک اور میسج آیا۔

"نہیں آج اور کوئی کلاس نہیں، مگر وین تو اپنے وقت سے ہی چار بجے آئے گی تب تک یہیں انتظار کرنا ہو گا ۔۔۔ فری ہی بیٹھی تھی چار بجنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"اچھا پھر میں نے تمہارے لیے ایک پارسل بھیجا ہے وہ باہر نکل کر ریسیو کر لو۔۔۔۔"

"کیوں؟؟؟

"تم نے کیا بھیجا؟

"اور کیوں؟؟؟

"اوہووو۔۔۔ باہر جا کر دیکھو تو سہی"

"اچھا۔۔۔۔۔

"آپ زرا میری چیزوں کا خیال رکھیے گا"

وہ اپنے ساتھ بیٹھی اپنی سنئیر لڑکی سے اپنی کتابوں اور بیگ کا خیال رکھنے کا کہہ کر باہر نکل آئی۔۔۔۔

اس نے گیٹ سے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی نظر نہیں آیا۔۔۔۔

مگر زرا دور دیکھا تو ایک لڑکا سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس سینے پہ دونوں ہاتھ باندھے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

افق نے اسے پہچاننے کی کوشش کی، جیسے جیسے وہ چلتے ہوئے قریب آ رہا تھا اس کے چہرے کے نقوش اس پہ واضح ہونا شروع ہو گئے تھے، بھاری بئیرڈ کی وجہ سے وہ اسے پہچان نہیں پائی تھی۔

"تم۔۔۔ یہاں کیوں آئے؟

"سوچا تمہیں سرپرائز دوں"

وہ ہلکا سا مسکرا کر بولا۔

"اوئے۔۔۔ نکلو یہاں سے۔۔۔ کون ہو تم۔۔۔؟؟؟

گیٹ پہ کھڑے گارڈ نے اسے وہاں سے جانے کے لیے کہا کیونکہ وہ اسے پہلی بار دیکھ رہا تھا۔۔۔

"انکل یہ میرے ساتھ ہیں، میرے جاننے والے ہیں۔" افق نے اسے رسان سے سمجھایا۔۔۔

"ذولقرنین حیدر تم جاؤ یہاں سے"

وہ دبے دبے انداز میں بولی۔

"جب فری ہی بیٹھی ہو تو میرے ساتھ چلو، وقت پہ گھر ڈراپ کر دوں گا"

"لیکن۔۔۔ اس نے مخمصے میں پھنسے انگلیاں چٹخاتے ہوئے سوچنے کے انداز میں کہا۔

"اب یہیں وقت ضائع مت کرو۔۔۔ وہ سنجیدہ انداز میں بولا۔

"اچھا تم رکو میں اپنی چیزیں لے کر آتی ہوں۔

حیدر نے اسے دیکھا۔

سیاہ اور پرپل امتزاج کے فراک میں ملبوس سر پہ حجاب لیے ہوئے اور شانوں پہ دوپٹہ پھیلائے میک اپ سے ممبرا چہرہ لیے، مناسب قد و جسامت، والی دھان پان سی لڑکی۔۔۔۔

وہ اندر چلی گئی۔۔۔

اپنی چیزیں سمیٹنے لگی، بیگ شانے پہ ڈالا۔۔۔

پھر بیگ کی زپ کھول کر اس میں اپنا موبائل ڈالا۔۔۔۔

تو چھوٹا سا آئینہ سامنے نظر آیا۔۔۔ اس نے آئینہ نکال کر اپنا چہرہ دیکھا پھر ٹشو سے چہرے پہ آئی نمی کو صاف کیا اور آنکھوں میں کاجل لگایا۔۔۔ خود پھر سے آئینے میں دیکھا۔۔۔

"یہ تو کیا کر رہی ہے افق"؟

اس نے خودی کو ملامت کی اور آئینہ بیگ میں پھینکنے کے انداز میں ڈال کر حجاب کی بجائے نقاب کیا اور باہر نکل آئی

۔۔۔۔۔

وہ گاڑی کے پاس آئی تو پیچھے بیٹھنے لگی۔۔۔۔

"میڈم میں آپ کا ملازم نہیں آگے تشریف لائیں"

اس نے حیدر کی آواز سن کر پیچھے کا دروازہ چھوڑ کر آگے والا کھولا اور اندر بیٹھ گئی۔۔۔۔

"سیٹ بیلٹ باندھ لو"

اس نے گاڑی سٹارٹ کرنے سے پہلے کہا۔

"مجھے نہیں پسند سیٹ بیلٹ باندھنا"

افق نے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات سجائے کہا۔۔۔

"اسے کیسے بتاؤں کہ مجھے سیٹ بیلٹ باندھنا نہیں آتی، سبکی ہو گی۔۔ اور اگر یہ میری سیٹ بیلٹ باندھے گا تو بہت قریب آجائے گا، دونوں ہی باتیں مناسب نہیں"

یہی سوچ کر اس نے منع کر دیا۔

"یہ گاڑی کس کی ہے"؟

ابھی وہ مین روڈ پہ آئے تھے تو اس نے پوچھا۔۔۔

"وہ اپنے بڑے بھائی سے آج کے لیے ادھار لی ہے، یہ کہہ کر کہ دوستوں کے ساتھ کہیں جانے کا پلان ہے"

ذولقرنین حیدر نے بتاتے ہوئے، اچٹتی ہوئی نگاہ اس پہ ڈالی۔۔۔۔

"گئی تم اندر ویسے ہی تھی، یہ واپس باہر آتے ہی تم نے نقاب کیوں کر لیا؟؟؟

"کہیں تم یہ تو نہیں سوچ رہی کہ تمہارے حُسن کی بجلیوں سے میری آنکھیں چُندھیا جائیں گی"؟!!!!

اس نے بات کے اختتام پر قہقہ لگایا۔۔۔۔

"ہنہہ۔۔۔۔اب ایسی بھی بات نہیں"

اس نے سر جھٹک کر باہر کے مناظر پہ نظریں جمائیں۔۔۔۔

"اچھا بتاؤ کہاں چلو گی"؟

"مجھے کیا پتہ۔۔۔؟

"لے کر تم آئے ہو تو جگہ بھی تم ہی ڈیسائیڈ کرو"

"اممم۔۔۔۔اس نے ایک انگلی گال پہ رکھے دوسرے ہاتھ سے سٹئرنگ تھامے سوچنے کے انداز میں کہا۔۔۔۔

"لاسٹ ٹائم جب تم سے بات ہوئی تھی، تب تم نے کہا تھا کہ تمہارا آئس کریم کھانے کا دل کر رہا تھا، تو چلو پھر تمہیں آئس کریم کھلاتا ہوں،

"نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں"

اس نے رسمی ادب و آداب نبھاتے ہوئے کہا۔۔۔

"ارے ایسے کیسے ضرورت نہیں، پہلی بار ہم باہر آئے ہیں،

"یہ تم نے سیاہ رنگ کیوں پہنا ہے؟

ذولقرنین حیدر نے اسکے ڈریس کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

"میرا تو تقریباً ہر سوٹ ہی سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، میری وارڈروب کھولو تو اب بلیک ہی بلیک نظر آئے گا

۔۔۔۔۔اس نے مسکرا کر بتایا۔۔۔۔

"ویسے تم بلیک کلر کیوں پہنتی ہو؟

اس نے ابرو اچکا کر سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"کیوں کہ مجھے نظر نا لگے۔۔۔اس بار وہ کھکھلا کر بولی۔

"اور تم نے کیوں سیاہ شلوار قمیض پہنی ہوئی ہے۔۔۔۔۔؟

اس نے ذولقرنین حیدر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

"بلیک کلر میرا فیورٹ ہے، میں اس لیے پہنتا ہوں کہ میرا دل کالا ہے تو لباس کو بھی کالا ہونا چاہیے۔۔۔اور سیاہ لباس پہننے سے اس پہ لگے داغ واضح نہیں ہوتے۔۔۔۔"

اس کا جواب سن کر افق چونکی۔۔۔۔

"ویسے یہ بتاؤ تمہیں جینٹس کپڑے سلائی کرنے آتے ہیں"؟

"نہیں مجھے نہیں آتے!

"چلو تو پھر ہماری شادی کینسل۔۔۔۔!

"مجھے تو ایسی بیوی چاہیے جو میرے کپڑے فری میں سی کر دے۔۔۔

"ہاں تو شیلا سے پوچھ لو ناوہ سی دیا کرے گی"

افق مذاق اڑاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"حیدر پلیز کسی آئس کریم پارلر میں مت جانا، ہم نان فینس جگہ سے باہر سے ہی سمپل سی آئس کریم لے لیتے ہیں ۔۔۔۔

"کچھ دن پہلے ہی جب حیدر کی اس سے بات ہوئی تھی تو اس نے افق کو بتایا تھا کہ اسکی مالی کنڈیشن کچھ ٹھیک نہیں اسکے پیرنٹس اسے خرچ نہیں دیتے، اسکی بری عادت کی وجہ سے۔۔۔۔۔ تبھی وہ بات یاد آتے ہی بولی۔۔۔

وہ دونوں لبرٹی چوک میں ویلفز والوں کے سامنے گاڑی روکے نیچے اترے۔۔۔۔

افق سے اسکی پسند کا فلیور پوچھے وہ کچھ دیر بعد دو آئس کریم لے کر باہر آیا۔۔۔۔

افق اپنا نقاب اتارے اس سے تھوڑا سا فاصلے پر کھڑی آئس کریم کھانے لگی۔۔۔۔

"افق دیکھو نا کتنی کیوٹ فیملی ہے"

اس نے اسکی توجہ وہاں سے گزرتی ہوئی ایک فیملی کی طرف دلوائی۔۔۔۔۔

"توبہ۔۔۔توبہ۔۔۔۔یہ کیوٹ لگی تمہیں۔۔۔۔؟؟؟

"ایسے لگ رہا تھا کرکٹ ٹیم ہے انکی۔۔۔۔۔

"میرے خیال میں تو بچے دو ہی اچھے والی فیملی کیوٹ ہوتی ہے۔۔۔۔۔

"اوہ مجھے تو فٹ بال ٹیم جیسی فیملی پسند ہے اس کا مطلب تم سے شادی کا خیال کینسل۔۔۔۔۔

وہ آئس کریم ختم کیے مسکرا کر شرارتی انداز میں بولا۔ اور نظریں افق پہ تھیں جو آئس کریم کے کپ میں چمچ چلا رہی تھی،

"کیا ہوا آئس کریم پسند نہیں آئی"؟

"نہیں ایسی بات نہیں بس میرا پیٹ بھر گیا۔۔۔۔"

"ابھی تو آدھا کپ ویسا ہی ہے، تم نے کھایا ہی کیا ہے۔۔۔ کھایا پیا کرو جان بناؤ۔۔۔"

"میں کھاتی ہی ہوں، ہوا پہ زندہ نہیں ہوں" وہ جوابا مسکرا کر بولی۔

"اچھا دل نہیں کر رہا تو رکھ دو ایک طرف"

"افق اسکے پاس پیسے کم ہیں، اس نے اپنے پیسوں سے تیرے لیے آئس کریم لی ہے اور تم اسے ضائع کر دو گی تو کتنا برا لگے گا" اس نے دل میں سوچا۔۔۔

"نہیں ایسی بات نہیں میں کھا رہی ہوں"

وہ کپ ہاتھ میں لیے گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی اور باقی کی آئس کریم کھانے لگی۔۔۔

"صاب یہ لاکٹ لے لو۔۔۔ بی بی پہ اچھا لگے گا۔۔۔"

حیدر نے بھی بیٹھ کر گاڑی کا دروازہ بند کیا تو ایک لڑکا افق والی طرف سے آ کر بولا جس کے ہاتھ میں بے شمار لاکٹ ایک لڑی میں پرو کر لٹک رہے تھے۔۔۔۔

"لے لو افق اس میں سے کوئی"

اس نے کہا تو افق چین الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔۔۔۔

رنگ برنگی موتیوں والے لاکٹ جھول رہے تھے۔۔۔

اس کی نظر ایک سیاہ موتیوں والے لاکٹ پہ پڑی مگر اس کے درمیان میں جو پینڈٹ تھا وہ گولڈن کلر کا تھا، اور اسے اتنا بھڑکیلا چمک دمک والا گولڈن رنگ قطعا پسند نہیں تھا۔۔۔

"سارے ہی بکواس ہیں" اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔

"کیا ہوا لے بھی لو نا کوئی"

حیدر نے چابی اگنیشن میں گھماتے ہوئے کہا۔۔۔

افق نے ہاتھ مار کر رینڈ ملی ان میں سے جو ہاتھ میں آیا وہ نکال لیا۔۔۔۔

حیدر نے اسے پیسے دیئے تو وہ چلا گیا۔۔۔۔

"اسے پہن کر دکھاؤ نا"

"ایسے کیسے پہنوں حیدر میں نے حجاب لے رکھا ہے، پھر پہن لوں گی"

اس نے اخلاقی طور پر مسکراتے ہوئے کہا۔

"لاؤ میں پہناؤں"

"لیکن۔۔۔ مگر۔۔۔۔ حیدر۔۔۔۔!!!!

اس نے منع کرنا چاہا۔۔۔

"دو نا نخرے کیوں کر رہی ہو دو منٹ لگے گے ابھی پہنا جائے گا۔۔۔۔"

حیدر تھوڑا سا اسکی طرف ہوا تو افق نے اپنی گردن سے حجاب تھوڑا سا سمیٹ لیا۔۔۔

"افق۔۔۔۔!!!!

"ایک بات کہوں؟؟؟

حیدر نے اس لاکٹ کی ہک بند کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہمممم۔۔۔۔۔ وہ فقط اتنا ہی بولی۔۔۔۔

"تمہاری گردن بہت سفید ہے"

"مجھے پتہ نہیں تھا کہ تمہارا رنگ اتنا سفید ہے آج پہلی بار غور کیا ہے"

اس سے پہلے کہ وہ افق کے لاکٹ کی ہک بند کر کہ پیچھے ہٹتا۔۔۔۔

سائیڈ مرر پہ کسی نے انگلیوں سے دستک دی۔۔۔۔

تو اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔

چھوٹی عمر کی تین بچیاں کھڑی تھیں، بھورے بالوں والی، بوسیدہ سے کپڑوں میں ملبوس سر پہ لاپرواہی سے دوپٹہ اوڑھے، سب سے آگے والی نے اپنی آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ لیے۔۔۔۔ انہیں دیکھ کر۔۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہو رہا اندر۔۔۔۔ تم نے آنکھوں پہ کیوں ہاتھ رکھا۔"؟

ذولقرنین حیدر نے اپنی سیٹ پہ ٹھیک سے ٹیک لگا کر بیٹھتے شیشہ نیچے کرتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا

۔۔۔۔

"اللہ تعالیٰ آپکی جوڑی سلامت رکھے۔ اپ شاد و آباد رہو۔۔۔

وہ بچیاں ان دونوں کو دعائیں دینے لگیں۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر ان کی دعا سے محظوظ ہوا۔۔۔۔

"آپکے سر کا سائیں سلامت رہے۔"

انہوں نے افق کو دیکھ کر دعا دی۔۔۔۔

"ابھی تو ہے نہیں جب ہو گا تب دعا دینا۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ !!!!

تم کہیں اسے میرے ساتھ دیکھ کر تو نہیں کہہ رہی۔۔۔۔

تمہیں ایسا لگتا ہے کہ میرے جیسی خوبصورت لڑکی اس سے شادی کرے گی۔ ؟"

افق ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

وہ ساری بچیاں ہنسنے لگیں۔۔۔

کیوں ہنس رہی ہو؟؟

"آپ پیاری ہو جی۔۔۔۔۔ مگر بھائی آپ سے زیادہ پیارے ہیں۔"

وہ ذولقرنین حیدر کی طرف دیکھ کر بولیں۔۔۔۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔۔" ذولقرنین حیدر نے قہقہ لگایا۔۔۔۔

"اب یہ اتنا پیارا لگا ہے تو تم لوگوں کو پیسے بھی یہی دے گا۔۔۔۔"

افق جل کر خاکستر ہوئی۔۔۔

"تم شیلا کی۔۔۔ کی گئی تعریف ہضم نہیں کر پا رہی تھی، یہ تو اب تمہارے منہ پہ میری تعریف ہو گئی۔۔۔ ہا۔۔۔ جل رہے ہیں کچھ لوگ۔۔۔۔

وہ آہ بھر کر بولا۔۔۔۔

حیدر اور افق دونوں نے کچھ روپے نکال کر ان بچیوں کو پکڑائے تو وہ سب چلی گئیں۔۔۔

یونہی ہلکی پھلکی گفتگو کرتے وہ لوگ واپسی کے راستے پر روانہ ہو گئے۔۔۔۔۔

* * *

"پیشنٹ کو ہوش آ گیا ہے۔۔۔ آپ ان سے اب مل سکتے ہیں،

ڈاکٹر اپنے پیشہ ورانہ انداز میں کہتے ہوئے وہاں سے وارڈ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ پائتھن اندر داخل ہوا تو وہ آنکھیں موندے ہاسپٹل کے بستر پہ لیٹی تھی۔۔۔۔

وہ اندر آیا۔۔۔۔ کچھ دیر اس کے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔

پھر جن قدموں سے آیا تھا انہیں قدموں سے واپس لوٹ جانے کا ارادہ کیا ہی تھا۔۔۔۔

"سنو۔۔۔۔۔!!!!!

سینوریٹا کی نقاہت زدہ آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

اس کے قدم وہیں تھم گئے۔۔۔۔

"جو سوال تم نے کیا تھا،، میں اس کا جواب دینا چاہتی ہوں۔۔۔۔وہ سن کر جاؤ۔۔۔۔"
وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔

"مگر اب مجھے اپنے کسی بھی سوال کا کوئی جواب نہیں چاہیے۔۔۔۔
"کچھ نہیں سننا مجھے۔۔۔۔"
وہ بنا اس کی طرف پلٹے وہیں رک کر بولا۔۔۔۔

"تم نے ٹھیک کہا، میں نے پانچ سال ضائع کر دیئے، اب میں اپنے اس غلط فیصلے کا ازالہ کرنا چاہتی ہوں"
وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں بولی۔

"پانچ سال میں نے بھگتا ہے، تمہارا وہ فیصلہ۔۔۔۔۔
"اب پانچ سال تم بھگتو میرا فیصلہ۔۔۔۔۔۔"
وہ برفیلے لہجے میں گردن ترچھی کیے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔۔

"کیوں انکار کر رہے ہو پائتھن جب میں اس شادی کو ماننے کے لیے تیار ہوں جو ساری دنیا کے سامنے ہوئی تھی
۔۔۔۔؟
وہ تڑپ کر بولی۔۔۔۔۔

"پانچ سال سے تم اس شادی کو ماننے سے انکاری ہو، اور میں نے ایک لمحہ اس شادی کو ماننے سے انکار کیا تو کیسے
تڑپ گئی۔۔۔۔!!!!!

وہ لہو چھلکاتی شعلہ بار نگاہوں سے تیکھے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔
اس کا برفیلا لہجہ محسوس کر کہ پہلی بار سینوریٹا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی۔۔۔۔۔

"پھر پرپوز کیوں کیا مجھے؟
وہ چلائی۔۔۔۔
مگر آواز قدرے آہستہ تھی۔۔۔

وہ لاجواب ہو گیا۔۔۔۔

"تمہاری حسرت پوری کرنی تھی کہ میں نے تمہیں پرپوز نہیں کیا، شادی سے پہلے۔۔۔ مگر میں تمہاری وجہ سے نشے کی اس حد تک پہنچ چکا ہوں سینوریٹا کہ وہاں سے واپسی ناممکن ہے، میں اپنی وجہ سے تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔۔۔۔ آج جو بھی ہوا۔۔۔ اگر تم میرے ساتھ رہی تو یقینا کچھ بہت غلط ہو جائے گا، تم سے دوری بنائے رکھنا ہی ہم دونوں کے لیے بہتر ہے" وہ دل میں خود سے مخاطب ہوا۔۔۔

"میں تمہارے کسی بھی سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں"

وہ بگڑے تیوروں سمیت لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔۔ سینورہٹا اس کی چوڑی پشت دیکھتی رہی جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔۔۔

* * *

"بیسمنٹ میں کوئی میرے پیچھے مت آئے"

وہ بارعب آواز میں کہتے ہوئے سیڑھیاں نیچے اتر گیا۔۔۔۔

بیسمنٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

جوتوں سمیت کاؤچ پر نیم دراز ہو گیا۔۔۔ اپنے تنے ہوئے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑنے کی کوشش کی مگر دماغ کی شریانیں کھولنے لگیں تھیں۔۔۔

"پائتھن۔۔۔۔!!!!"

بروک کی آواز سن کر اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ اسے دروازے کے بیچ و بیچ ایستادہ دیکھ کر اسکی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا۔۔۔۔

"میں نے کہا بھی تھا کہ بیسمنٹ میں کوئی نا آئے پھر تم کیوں اپنی موت کو خود آواز دی"

اسکا سرسراتا ہوا لہجہ بروک کے بھی چھکے چھڑا گیا۔۔۔۔

"پائتھن۔۔۔!!!

"وہ مجھے سینوریٹا کا پوچھنا تھا۔۔۔ وہ واپس نہیں آئی ابھی تک۔۔۔"

بروک اسکے خطرناک تیور دیکھ کر گھگھیاتے ہوئے انداز میں بولا۔

.....Stay away from her .... It's my last warning..... Brook"

....She is my wife"

....Got ..... Damn it

"بیوی ہے وہ میری دور رہو اس سے۔۔۔!!!!

پائتھن ایک ہی جست میں آگے بڑھا اور بروک کا گریبان جھپٹ کر اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وارننگ دینے کے انداز میں غرایا اسکی آواز میں شیروں کی سی غراہٹ تھی۔۔۔۔ اسکی غراہٹ پر وہ خوف سے زرد پڑ گیا۔۔۔

"....Just get out from here"

وہ بلند آواز میں دھاڑا۔۔۔

اور ایک جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا۔۔۔۔

بروک کے وہاں سے نکلتے ہی اس نے بیسمنٹ کا دروازہ اندر سے لاکڈ کیا۔۔۔۔

پھر چلتے ہوئے وہاں رکھے پائتھن کے باکس کے پاس آیا۔۔۔۔۔

اس نے ہاتھ ڈال کر پائتھن کو باہر نکالا۔۔۔۔۔

دونوں پائتھن آمنے سامنے تھے۔۔۔۔ اسکے ہاتھ والا پائتھن اپنے مالک کی طلب کو شاید جان چکا تھا اسی لیے اپنی زہریلی زبان بار بار باہر نکال کر پھنکار رہا تھا۔۔۔۔

پائتھن نے بنا ایک لمحہ بھی ضائع کیے بنا اپنا منہ کھولا۔۔۔۔

اور زبان باہر نکالی۔۔۔۔

پائتھن نے اسکی زبان پہ ڈنک مارا۔۔۔۔۔

ایک لمحے کے لیے پائتھن نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔۔

پھر پائیتھن کو واپس باکس میں ڈال دیا۔۔۔۔

اور خود آکر وہاں کاوچ پر آڑھا ترچھا لیٹ گیا۔۔۔۔۔

سانپ کے زہر کو وینم کہا جاتا ہے، وہ اس طرح اثر نہیں کرتا جیسے زہر کرتا ہے، جب تک اس میں خون کی ملاوٹ نا ہو،

سانپ کے کاٹنے سے اس کا زہر ہمارے خون میں پہنچتا ہے، اس لیے وہ ہمارے لیے زہریلا بن جاتا ہے، اگر وینم کو ہم پی لیں تو بچ جائیں گے، لیکن اس بات کا خاص دھیان رکھنا ہو گا کہ منہ میں کوئی زخم نا ہو، کوبرا سانپ سے منہ میں ڈسوانا یہ دنیا کا مہنگا ترین نشہ ہے، سانپ سے اپنی زبان پہ ڈسوانے سے انسان کا جسم ایک گھنٹے کے لیے سُن پڑ جاتا ہے، پھر دھیرے دھیرے سرور چھانے لگتا ہے، اور انسان سکون بھری نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے، مگر آج یہ بھاری نشہ بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔

وہ چھت کو بنا پلک جھپکائے دیکھتا رہا۔۔۔۔

* * *

مضبوط قدم اٹھاتا وہ لاونج میں داخل ہوا

جہاں جوزف، جیفری، بروک بیٹھے جو کہ کچھ کمپیوٹر پر جھکے اور کچھ فائل تھامے اور کچھ لیپ ٹاپ لیے کام میں مصروف تھے اس کے داخل ہوتے ہی الرٹ ہو کر بیٹھ گئے

وہ مضبوط قدم اٹھاتا اس ہال کے وسط میں موجود ٹیبل کے گرد پڑی کرسی پر براجمان ہو گیا

اس کے چہرے پر غضب ناک تاثرات دیکھ کر کسی کی ہمت نہیں ہو رہی تھی آگے بڑھ کر کچھ کہنے کی، اتنے میں ایک مارک ایک فائل ہاتھ میں تھامے خود کو مظبوط کرتا آگے بڑھا۔۔۔

"پائتھن ہماری پوری پلیننگ کے مطابق ہمیں ان دودنوں میں سے کسی ایک دن پلین پر عمل کرنا تھا بٹ۔۔"

مارک ایک پل کو رکا اور پائتھن کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لینے لگا جو کہ کافی حد تک سخت تھے

"بٹ آج رات ہی بہترین موقع ہے ہمارے پاس۔۔"

"مارک۔۔۔۔!!!!!

"تم نے اپنی عقل کا استعمال نا کرتے ہوئے علیزے کی واپسی کا نہیں بتایا۔۔ اور مزید تم اب میرا وقت برباد کر رہے ہو یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایک ایک لمحہ کتنا اہم ہے ہمارے لیے۔۔ اگر وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئی تو سارا پلین دھرا کا دھرا رہ جائے گا"

وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتا دھاڑا تھا کی وہاں کھڑا ہر شخص لرز گیا جبکہ مارک کو اب اپنی بے وقوفی کا احساس ہوا تھا

"ایم سوری پائتھن۔۔"

وہ منمنایا تھا کہ بمشکل ہی کوئی سن سکا

"شٹ اپ۔۔ تم جانتے ہو کے مجھے لیٹ انفارمیشن دینے والے پہ کتنا غصہ آتا ہے۔۔ ایک ایک منٹ اہم ہے ہمارے لیے آج رات ہی ختم کرنا ہے ہمیں وہ سب۔۔"

وہ ایک بار پھر دھاڑا تھا

"ٹھیک ہے پائتھن۔۔ بس یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ میں کال کیوں نہیں کر سکا"

ڈرتے ہوئے آہستہ آواز میں اس نے اپنا مدعا بیان کرنا چاہا۔۔

پائتھن نے صرف ابرو اچکائیں۔۔۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہو بولو۔۔۔۔۔

"میرا فون ہیک ہو گیا ہے، میرا سارا پرسنل ڈیٹا سب لگتا اس ویب نے ہیک کر لیا ہے"

"مارک کے چہرے پہ پریشانی کے رنگ واضح تھے۔۔۔۔۔

"کب کہا تھا اس نے ملنے کو اور تمہاری گرل فرینڈ کے بارے میں بتانے کو"؟

وہ بھاری آواز میں بولا۔

"پائتھن۔۔۔!!! آج شام کو۔۔۔۔

"ٹھیک سے اس سے مل کر آؤ پھر دیکھتے ہیں کیا کہتا ہے"

پائتھن حتمی انداز میں بولا

پھر اس نے جیفری کو اشارہ کیا تو وہ لیپ ٹاپ اٹھائے ٹیبل کے قریب آیا

"باس سارا پلین ریڈی ہے۔۔"

جیفری، پائتھن کے تنے ہوئے چہرے کو دیکھ کر بتانے لگا

لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے اب پائتھن گویا ہوا تو سب جو پہلے ہی اس کی طرف متوجہ تھے اب اور زیادہ الرٹ ہو گئے

"جوزف تم الیکٹرک وائر کا کام کرو گے۔ یہ سب سے اہم پوائنٹ ہے ہمارے پلان کی کامیابی کا۔۔۔۔

"جیفری اور بروک تم دونوں کلب کا سیکیورٹی سسٹم لیڈ کرو گے جگہ جگہ کیمرے لگے ہیں۔۔ تم دونوں سب ہیک کرو گے یونو جیسا ہم چاہیں گے وہی ہونا چاہئے۔۔ کسی کو بھی ہم پہ شک نہیں ہونا چاہیے"

ایک نظر بروک اور جیفری پر ڈال کر اس نے اپنی بات مکمل کی۔

"علیزے کو پول کے پاس لے کر آنا میرا کام ہے۔۔۔

۔۔اس مشن کو ہلکے میں مت لینا انڈر ورلڈ میں داخل ہونے کی یہ پہلی سیڑھی ہے۔۔۔ مارک ہمارے ساتھ آج کے پلان میں شامل نہیں ہو سکتا"

وہ ایک نظر سب کو دیکھتا گھمبیر آواز میں بول رہا تھا وہ سب لوگ اس کے سامنے کھڑے اسے غور سے سن رہے تھے۔۔۔۔

"افق بیٹا تم بھی وضو کر لو آج ستائیس رجب ہے، بیٹا نوافل ادا کر لو یا تلاوت کر لو،

اسکی والدہ نے اسے کہا اور خود باوضو ہو کر آئیں تو افق خاموش کھڑی تھی۔۔۔۔

"کیا ہوا؟

"تم ابھی تک یہیں کھڑی ہو؟

"مما۔۔۔ وہ میں۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی اس کے دونوں چھوٹے بھائی آ گئے۔۔۔

"مما آج کے دن کیا ہوا تھا۔۔۔؟

انہوں نے پوچھا تو وہ ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بتانے لگیں۔۔۔

بچوں۔۔۔

27 رجب المرجب بروز پیر کی سہانی اور نور بھری رات ہے اور پیکرانوار، تمام نبیوں کے سردار حضور نبی کریم ﷺ نمازِ عشاء ادا فرمانے کے بعد آرام فرما ہیں کہ دولت خانہ اقدس کی مبارک چھت کھلی، حضرت جبریلؑ حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے مسجد حرام میں لا کر حطیم کعبہ میں لٹا دیا۔ وہاں پر آپ ﷺ کی بارگاہ میں سواری کیلئے گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ایک سفید جانور حاضر کیا گیا جسے براق کہا جاتا ہے، اس پر زین کسی ہوئی تھی، لگام پڑی ہوئی تھی اور اس کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ تاحد نگاہ (جہاں تک نظر پہنچتی) اپنا قدم رکھتا۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ براق پر سوار ہوئے۔ اس نورانی سفر میں حضرت جبریلؑ بھی ساتھ تھے۔ آپ ﷺ عجائبات قدرت کو ملاحظہ کرتے ہوئے بیت المقدس پہنچے اور مسجد اقصیٰ میں بابِ یمانی سے داخل ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شانِ عالی کے اظہار کیلئے بیت المقدس میں تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جمع کیا گیا تھا، جب آپ ﷺ یہاں تشریف لائے تو ان سب حضرات نے آپ ﷺ کو دیکھ کر خوش آمدید کہا اور نماز کے وقت سب انبیاءؑ نے آپ ﷺ کو امامت کیلئے آگے کیا۔

بخاری شریف کی روایت کے مطابق یہاں آپ ﷺ کے پاس دودھ اور شراب کے دو پیالے لائے گئے، آپ ﷺ نے انہیں ملاحظہ فرمایا، پھر دُودھ کا پیالہ قبول فرمایا، اس پر حضرت جبریل کہنے لگے: ”تمام تعریفیں اللہ عزوجل کیلئے ہیں جس نے آپؐ کی فطرت کی جانب رہنمائی فرمائی۔ اگر آپؐ شراب کا پیالہ قبول فرماتے تو آپؐ کی اُمت گمراہ ہو جاتی‘

"امی مجھے نہیں پڑھنا تو میں کیا کروں"

افق نے انکے کان کے قریب چہرہ کیے سرگوشی نما آواز میں پوچھا۔

"افق تم ایسا کرو دل میں درود شریف کا ورد کرو۔۔۔"

وہ انکے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

تو اس کی والدہ باقی کی تفصیل اپنے بیٹوں کو بتانے لگیں۔۔۔

کافی دیر وہ ورد کرتی رہی پھر تھک کر لیٹ گئی۔۔۔

نجانے کیوں آج پھر سے اس پہ ارحام کی یادیں حاوی ہونے لگیں۔۔۔ جو کبھی دل کے قریب رہے ہوں ان کو چاہے لاکھ بھلانا چاہو کہیں نا کہیں وہ دل کے کسی کونے کھدرے میں سے نکل ہی آتے ہیں۔۔۔

"نہیں افق یہ تم غلط کر رہی ہو اپنے ساتھ کیوں ان یادوں میں پھر سے ڈوبنے لگی ہو۔۔۔ ان کو یاد کر کہ صرف درد ہی ملے گا اور کچھ نہیں۔ ان لوگوں کو یاد کرو جو تمہارے ساتھ اچھے ہیں۔۔۔

اس کی نظروں کے سامنے ذولقرنین حیدر کا چہرہ لہرایا تو اس نے اسے کال ملائی۔۔۔

دوسری طرف سے پہلی ہی بیل پہ کال ریسیو کر لی گئی۔۔۔

"سوئے نہیں؟

"تمہیں پتہ تو ہے راتوں کی نیند روٹھ چکی ہے"

وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔۔۔

"ذوالقرنین حیدر۔۔۔!!!

وہ آہستگی سے بولی۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔سن رہا ہوں۔۔۔

"کہتے ہیں آج رات جو مانگو مل جاتا ہے۔۔۔۔"

"تو مانگ لو۔۔۔۔"

وہ رسان سے بولا۔

"اللہ تعالٰی سے تو سب مانگ رہے ہیں۔۔۔۔ اگر میں تم سے کچھ مانگوں تو دو گے۔۔۔۔"؟

وہ جھجھکتے ہوئے بولی۔

"افق۔۔۔میں بھلا کیا دے سکتا ہوں تمہیں۔۔۔۔؟

"اچھا چلو مانگ لو کیا چاہیے۔۔۔۔؟

وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر ہمت مجتمع کیے بولی۔۔۔۔

"مجھے تمہارا وقت چاہیے۔۔۔۔ کیا آج ساری رات تم مجھے دو گے۔۔۔۔"

یہ بھی کوئی مانگنے والی بات ہے۔۔۔ بھلا۔۔۔۔"

وہ ہلکا سا مسکرا کر بولا۔

"تم نے وعدہ کیا ہے اب توڑنا مت۔۔۔۔۔"

اس نے یاددہانی کروائی پھر سے۔۔۔۔

"کیا پرابلم ہے وہ بتاؤ۔۔۔۔؟

ذولقرنین حیدر نے استفسار کیا۔

"بس کسی کا کاندھا چاہیے سر رکھ کر جی بھر کے رونا ہے۔۔۔۔"

وہ افسردگی سے بولی۔

"تو ٹھیک ہے پھر تم میرے کاندھے پہ سر رکھ کر رولو"

وہ نہایت تحمل سے بولا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے رکھ لیا سر"

افق نے خیال میں ہی اسکے شانے پہ سر رکھ دیا۔۔۔۔

"لیکن سنو افق میں نے شرٹ نہیں پہنی تم ایسے کمفرٹیبل ہو؟

اس نے بھی ایسے ہی پوز کیا جیسے وہ سچ میں اسکے کندھے پہ سر رکھ گئی ہو۔۔۔۔

"نو۔۔۔نو۔۔۔حیدر تم شرٹ پہنو۔۔۔۔پہلے۔۔۔!!!

"مجھے بنا شرٹ کے سونے کی عادت ہے۔۔۔

وہ جھنجھلاہٹ سے بھری ہوئی آواز میں بولا۔

"اچھا تو پھر ویسٹ پہن لو پلیز ایسے نہیں۔۔۔۔"

افق کی بات سن کر وہ بستر سے اٹھا اور کبرڈ سے ویسٹ نکال کر پہنی اور واپس بستر پہ آیا۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔

"پہن لی۔۔۔ اب ٹھیک ہے؟

"ہاں اب ٹھیک ہے، میں نے رکھ دیا سر۔۔۔۔

"چلو اب اپنی کیفیت بتاؤ کیا فیل کر رہی ہو"؟

"ذولقرنین حیدر۔۔۔۔!!!!

"گھٹ گُھٹ کر جینا پتا ہے کسے کہتے ہیں؟

جب انسان کی آنکھ سے آنسو نا نکلیں۔۔۔

اپنی ساری کیفیات، خواہشات کو اپنے سینے میں ہی دفن کر لیا جائے، دل درد سے بلبلا رہا ہوں اور ہم ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے رکھیں نارمل پوز کریں۔۔۔

ہم سب کے سامنے قہقہے لگاتے ہیں، آنکھوں میں آنسو امڈ آتے ہیں، دیکھنے والے لوگ سمجھتے ہیں یہ آنسو ہمارے زیادہ قہقہوں سے پھوٹے ہیں، مگر وہ کیا جانیں یہ آنسو درد دل کے کُرلانے سے نکلے ہیں،

وہ ابھی کچھ اور بھی کہہ رہی تھی کہ ذولقرنین حیدر کے موبائل پہ کسی اور کی کال آنے لگی۔۔۔۔۔

اس نے دیکھا وہ ماریہ کا نام تھا۔۔۔۔۔

"افق رکو۔۔۔ پلیز۔۔۔۔!!!!

"میں تم سے پھر بات کروں گا۔۔۔۔۔ ابھی ایک امپورٹینٹ کال آ رہی ہے۔۔۔۔۔

"تم نے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔!!!

"تم میری کال نہیں کاٹ سکتے حیدر۔۔۔۔

وہ کربناک آواز میں بولی۔

"افق جس کی کال آرہی ہے، اس سے بڑھ کر میرے لیے اس دنیا میں کچھ نہیں"

کہتے ہی اس نے افق کی کال کاٹ دی اور ماریہ کی کال ریسیو کی۔۔۔۔۔

وہ بیڈ پہ منہ کے بل گری سسکنے لگی۔۔۔۔ اندر کا درد بے حد سے سوا تھا، انتہاؤں کو چھو رہا تھا۔۔۔۔۔

اس سے خود میں لڑنے کی سکت نا تھی، وہ تکیہ فرش پہ پھینکے اٹھی اور سرعت سے واش روم میں چلی گئی جا کر اس کا دروازہ اندر سے بند کیا اور شاور چلا دیا۔۔۔

خود دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے اونچی آواز میں چیخیں مار مار کر رونے لگی۔۔۔۔

مگر دل و دماغ میں میں لگی آگ کسی طور نا ٹھنڈی ہو رہی تھی۔۔۔ نجانے کتنی دیر وہ وہیں کھڑی روتی رہی تھی ۔۔۔۔

"یار تم نے کل کی رات بھی سپوائل کر دی۔۔۔"

"مجھے آج رات ہی اسلام آباد کے لیے نکلنا تھا، اگر تمہاری بروقت کال نا آتی تو میں اب تک فلائٹ لے چکی ہوتی ۔

وہ اسکے بیرڈ ذدہ گال کو اپنی پوروں سے سہلاتے ہوئے مدھم آواز میں بولی۔

"کل رات ایک ضروری کام یاد آگیا تھا۔ بس اسی لیے جانا پڑا۔۔۔ پائتھن نے چہرے پہ تھوڑی نرمی لانے کی کوشش کی اور علیزے کا اپنے چہرے پہ سرسراتا ہوا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

"ویسے ان کپڑوں میں تم زیادہ اچھے لگتے ہو"

وہ پائتھن کو جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس دیکھ کر بولی۔۔۔ ریڈ ٹی شرٹ میں سے اسکے بائیسیپس والے سفید رنگت اور نیلی رگوں والے بازوں نمایاں ہو رہے تھے، جن پہ پائتھن کا ٹیٹو بنا تھا۔

"ہمممم۔۔۔ اس نے لاپرواہی سے شانے اچکا کر ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔ سب اپنی اپنی پوزیشن سنبھال چکے تھے۔۔۔۔

اسکے سرد و سپاٹ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تو علیزے اس پہ دل و جان سے فدا ہوتے ہوئے یہ سمجھ کر کہ وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔۔۔ اس نے پنجوں کے بل زرا سا اوپر اٹھ کر اسکے چہرے پہ کس کرنا چاہی۔۔۔۔

پائتھن اسکا ارادہ بھانپ گیا تھا تبھی تھوڑا سا دائیں جانب ہو کر پاس گزرتے ہوئے ویٹر کی ٹرے میں سے ڈرنک اٹھائی۔۔۔

علیزے سخت بدمزہ ہوئی۔۔۔

"یہاں پہ بہت شور اور رش ہے چلو نا کہیں اکیلے میں چل کر ٹائم سپینڈ کریں۔۔۔۔

وہ کلب میں چلتے ہوئے لاؤڈ میوزک کی وجہ سے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی طرف آئی۔۔۔

وہ کلب کے باہر پول کے نیلے شفاف پانی کے قریب سے گزر رہے تھے۔۔۔۔

"دونوں ایک ساتھ ملکر کہیں چلیں"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بوجھل آواز میں بولی۔۔۔

"جانا تو ہے بہت دور۔۔۔۔ مگر تمہیں اکیلے ہی جانا پڑے گا علیزے۔۔۔۔"

وہ مصنوعی افسردہ لہجے میں اپنی جینز کی پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے بولا۔۔۔

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں"

علیزے نے نا سمجھی سے بھنوئیں سکیڑیں۔۔۔۔

"پتہ چل جائے گا اتنی جلدی بھی کیا ہے؟

وہ دو قدم آگے ہوا تو علیزے نے بھی اس کے قدموں کا تعاقب کرنا چاہا۔۔۔

جیسے ہی اس نے چند قدم بڑھائے تھے، اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ پول میں گر گئی۔۔۔۔۔

پول میں پہلے سے الیکٹرک وائر گری ہوئی تھی۔۔۔

پانی میں کرنٹ اتنی شدید نوعیت کا تھا کہ اسے چیخنے کا بھی موقع نہیں ملا وہ وہ بجلی کے جھٹکوں سے چند لمحوں میں اپنی آخری سانسیں بھی گنوا گئی۔۔۔۔

اس کا بے جان وجود پانی کی سطح پہ تیرنے لگا۔۔۔۔

قریب سے گزرتے لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو وہاں دیکھتے ہی دیکھتے ہجوم جمع ہو گیا۔۔۔۔۔

پائتھن کے علاوہ سب وہاں سے اپنا کام کیے نکل چکے تھے۔۔۔۔

پائتھن وہاں کھڑا اسکی اچانک موت پہ غم زدہ چہرہ لے لوگوں کی ہمدردیاں بٹور رہا تھا۔۔۔۔

"اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔۔۔

"یہ تیل کس نے گرایا؟؟؟؟

"یہ تو ہمارے پلان میں شامل نہیں تھا۔۔۔پیشانی کی رگیں پھولنے لگیں۔۔۔
اسکی سوچ لمحوں میں اس انسان تک پہنچی۔۔۔

"مسٹر حیدر!"
یہ ماریہ کی آواز تھی۔

"کیا ہوا؟"
حیدر نے اسکی طرف متوجہ ہوئے ایک آئبرو اٹھاتے ہوئے پوچھا۔اس دن والے واقعے پہ غصے کے آثار اب تک اس کی آواز میں موجود تھے۔

"کیا مطلب کیا ہوا؟اُس دن وہاں کیا تماشا کھڑا کیا تھا تم نے؟
ہاں! سمجھتے کیا ہو تم خود کو؟
ایسے ہی کسی کو بھی مارنا شروع کر دو گے تم؟؟"

ماریہ اس پر چلائی۔

حیدر کا ایٹیٹیوڈ اسے ہمیشہ غصہ دلاتا تھا۔

"ایکسکیوز می؟ میں نے انہیں کس وجہ سے مارا تھا یہ تم اچھے طریقے سے جانتی ہو۔ وہ اس سے زیادہ ڈیزرو کرتے تھے!"

حیدر نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا۔
ماریہ کو طیش آگیا۔

" لگتے کیا ہو تم میرے؟ ہاں؟ میرے باڈی گارڈ؟
"میرے رشتے دار؟؟؟

کیا ہو تم بتاو! میں اپنے اوپر اٹھتی انگلیوں کو زیر کرنے کی طاقت رکھتی ہوں۔ اوکے! اور تم سے کسی نے مدد نہیں مانگی تھی۔۔اب میں ہوں اٹریکٹو سب یونہی میری شخصیت سے متاثر ہو کر میری طرف کھنچے چلے آتے ہیں تو تم جلتے ہو۔۔۔کس حق سے تم نے ان لڑکوں کو مارا؟؟؟؟"
ماریہ نے غصے سے کہا دیا۔

"تمہیں میرے دوسرے لڑکوں سے بات کرنے پہ اعتراض ہے،

میری ڈریسنگ سے مسلہ ہے،

میری باتوں سے میرے خیالات سے مسلہ ہے، میں نے تو کبھی اپنے گھر والوں کی نہیں سنی تو تم کیا چیز ہو، ؟؟؟

"تم جسٹ ایک دوست ہو۔۔۔ اور دوست کی حد تک رہو، اس سے آگے مت بڑھو۔۔۔۔ اور آئندہ مجھ پہ پابندیاں عائد کرنا چھوڑ دو۔۔۔۔ ورنہ دوستی سے بھی جاؤ گے۔۔۔۔

"مس ماریہ! یہ ہر گز مت سمجھنا کہ یہ میں نے وہ سب تمہارے لیے کیا!! تمہاری جگہ اگر کوئی اور لڑکی بھی ہوتی تو میں اس کے لیے بھی یہی کرتا۔ کیونکہ میرے لیے ساری دنیا کی لڑکیاں برابر اور قابل عزت ہیں۔ ساری دنیا کی لڑکیاں کسی کی بیٹی، کسی کی بہن اور کسی کی عزت ہوتی ہیں۔ آج ہم عزت کریں گے تو کل دوسرا بھی کرے گا۔۔۔ اور میں ہر گز ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو غلط کے خلاف قدم نہ اٹھائیں۔ نہ ہی ان مردوں میں سے جو طاقت رکھنے کے باوجود کھڑے ہو کر تماشا دیکھتے ہیں۔۔۔!

اور اپنے اعمال کے سب خود جوابدہ ہیں۔ ٹھیک کہا تم نے میں کون ہوتا ہوں تم پہ پابندیاں لگانے والا۔۔۔۔

"کل خدا کے آگے جواب دینا اپنی حرکتوں کا"

اور تم!! جانتا ہوں تم میں بہت ہمت ہے۔ میرے سامنے تو بہت پٹر پٹر زبان چلتی ہے۔ تب کیا ہو گیا تھا؟؟ سانپ سونگھ گیا تھا تمہیں اتنے لفنگوں کو اپنے آپ پہ فقرے اچھالتے دیکھ؟؟"

"اور میں تمہارا واقعی کچھ نہیں لگتا!!"

"کیونکہ تم اس قابل ہی نہیں"۔۔۔۔!!!

حیدر نے غراتے ہوئے کہا۔ غصے سے اس کی رگیں تن گئیں تھیں، آنکھیں غصے سے لال ہو چکی تھیں۔ اس نے کہتے ہی کال کاٹ دی۔۔۔۔

اور ماریہ ہاتھ میں فون لیے وہیں ساکت سی اس کے کہے ہوئے الفاظ کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

جیسے ہی اس نے کروٹ لی اسکا ہاتھ کسی نرم گرم مخملیں وجود سے مس ہوا،

اس نرم و نازک وجود سے اٹھتی ہوئی صندلی مہک اسے اپنی سانسوں میں منتقل ہو کر بہکانے لگی۔۔۔۔

پائتھن نے اسکی کمر کے گرد اپنی فولادی بازو کا جال بچھا کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔۔۔۔

"I don't want to loose you ever"

وہ سرگوشی نما آواز میں دھیرے سے بڑبڑا رہا تھا۔

اسے پائتھن کی مخروطی انگلیوں کی رقص کرتی سرسراہٹیں اپنے پیٹ پہ محسوس ہوئیں تو اس کے چہرے پہ پر اسرار سی مسکراہٹ ابھر آئی۔۔۔۔

"After every fight our love grows more

اسکی بوجھل آواز سینوریٹا کو بہت قریب سے سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس وقت نائٹی میں ملبوس خوشبوئیں بکھیرتی اپنے شوہر کے پہلو میں منتشر ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی تگ و دو میں تھی۔۔۔۔ نائٹ بلب کی مدھم سی روشنی نے کمرے کو فسوں خیز بنایا ہوا تھا۔۔۔۔

"You are the most precious person of my life"

پائتھن نے انگلیوں کے پوروں سے اسکے روئی جیسے نرم رخسار کو سہلانا شروع کیا۔۔ وہ مسکرا کر چہرہ موڑ گئی۔۔

...I am addicted"

To you

To Your smile

To your touch

To your lips

To your Love

اسکے بھاری پاؤں کی انگلیوں نے ٹخنوں سے اسکی ریشمی نائٹی کھسکائی تو سینوریٹا کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹی بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

وہ محض اسے تنگ کرنے کی غرض سے یہاں آئی تھی، اسے کیا پتہ تھا،

اس کا وار اس پہ ہی الٹنے والا ہے۔۔۔۔

جیسے ہی پائتھن نے اپنا بھار اسکے نازک وجود پہ منتقل کیا۔۔۔ اصل معنوں میں تو اب اسکی جان لبوں پہ آئی

۔۔۔۔

اسکے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔۔۔۔۔

Let's dream together

وہ سینوریٹا کی صراحی دار گردن پر جھکا۔۔ اور اپنے پر حدت تپش زدہ لمس چھوڑنے لگا۔۔۔ جیسے ہی وہ حدود سے تجاوز کرنے لگا۔۔۔ سینوریٹا کے صبر کا پیمانہ چھلکا۔۔۔

"پ۔۔۔ پائتھن" وہ گھبرا کر بولی۔۔

نیم ملگجے سے اندھیرے میں پائتھن کی نیند سے بوجھل آنکھیں فورا پوری کھل گئیں۔۔۔

وہ سینوریٹا کو جھٹکے سے چھوڑ کر بستر سے اٹھا اور اپنے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اسے فق نگاہوں سے دیکھنے لگا

۔۔۔۔

اسکے سر میں شدید درد تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ شاید وہ سب خواب میں محسوس کر رہا تھا، مگر وہ سچ تھا۔۔۔۔۔

"تم تو ایسے ڈرے ہو مسٹر ہزبینڈ جیسے پہلو میں بیوی کی بجائے بھوت دیکھ لیا ہو۔۔۔

سینوریٹا اسکی حالت سے محظوظ ہوتے ہیں مسکرا کر بولی۔۔۔۔

"تم یہاں۔۔۔۔ میرے روم میں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔"؟

وہ غضب ناک تیوروں سے اسے لال انگارہ آنکھوں سے گھور کر بولا۔۔۔۔

* * *

"سوری افق۔۔۔"

"میں معذرت خواہ ہوں، رات کو تمہیں وقت نہیں دے سکا"

"تم ناراض تو نہیں؟"

وہ یونیورسٹی سے باہر نکلی تو ذولقرنین حیدر سامنے گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ اس نے افق کو وہیں سے سر ہلا کر اپنے پاس بلایا جب وہ اس کے پاس آئی تو وہ معذرت خواہانہ انداز میں بولا۔

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں، بھلا میں کیوں ناراض ہوں گی۔ وہ ہلکا سا مسکراتی ہوئی خوشگوار انداز میں بولی۔۔۔ رات والے واقعے کی زرا سی بھی کوئی رمق نا ابھری اسکے چہرے پہ وہ بہت مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔

"میں نے بس یہ اندازہ لگایا ہے، امید اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مت لگاؤ۔ خاص کر انسان سے، کوئی بھی انسان آپکی امیدوں پہ کبھی کھرا نہیں اتر سکتا، کیونکہ جب امیدیں ٹوٹتی ہیں تو انسان ٹوٹ کر کانچ کی طرح بکھر جاتا ہے

، جس کا پھر سے جُڑنا مشکل ہوتا ہے، صرف اللہ پاک کی ہی وہ واحد ذات ہے جو انسان کی امیدیں کبھی نہیں توڑتی ۔۔۔۔"

اس نے دل میں سوچا۔

اس نے دیکھا ایک لڑکے نے ہاتھ میں مور پنکھ پکڑے ہوئے تھے۔۔۔

نیلا اور سبز رنگ نمایاں تھا، خاصے خوبصورت، دلکش اور رنگ برنگے آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے، وہ اسکے فیورٹ تھے، جہاں جہاں وہ لڑکا ان مور پنکھ کر بیچنے کے لیے جارہا تھا اسکی نظریں اسکے پیچھے پیچھے سفر کر رہی تھیں ۔

ذولقرنین حیدر نے اسکی آنکھوں کے تعاقب میں دیکھا۔۔۔

"آؤ آج میں تمہیں گھر ڈراپ کر دوں"

"آج بھی بھائی کی منت کر کہ گاڑی لایا ہوں، سوچا کہیں تم ناراض نا ہو گئی ہو۔۔۔ وہ آنکھوں پہ گاگلز لگائے دھیما سا مسکراتے ہوئے بولا۔

"As you wish"

افق نے سادگی سے شانے اچکائے تو اس نے فرنٹ ڈور کھولا اور افق اس میں بیٹھ گئی تو ذولقرنین حیدر نے دوسری طرف سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔۔۔

"کچھ دور جاتے ہی ذولقرنین حیدر نے گاڑی کو بریکس لگائیں تو افق نے حیرت انگیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا ہوا؟

"کچھ نہیں میں بس ابھی آیا"

وہ کہتے ہی گاڑی سے نکلا اور جا کر اس لڑکے سے مور پنکھ خرید کر واپس آیا اور ونڈو میں سے اس کی گود میں رکھ دیئے۔۔۔ پھر آ کر اپنی جگہ بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا"؟

وہ فق نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

"بس پتہ چل گیا۔۔۔۔

"اس کے کتنے پیسے بنے بتاؤ مجھے؟

افق نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"اب میں نے تمھیں کوئی ڈائمنڈ سیٹ نہیں خرید کر دیا، جس کے پیسے تم پوچھ رہی ہو"
وہ ونڈ سکرین پر نظریں جمائے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں مسکرا کر بولا۔

"یہ مور پنکھ میرے لیے ڈائمنڈ سے بھی زیادہ قیمتی ہیں"
وہ انہیں اپنی پوروں سے مور پنکھ کو سہلاتے ہوئے مسکائی۔۔۔

"ایک بیوی اپنے شوہر کے روم میں کیا کرتی ہے؟؟؟
"وہی کرنے آئی ہوں"
وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے پاس آئی۔۔۔

"سینوریٹا مجھے تنگ کرنے کی ضرورت نہیں، چلی جاؤ یہاں سے ورنہ بہت برا پیش آؤں گا۔۔۔ وہ برفیلے لہجے میں بولا۔

"برے تو تم ہو، وہ بتانے کی ضرورت نہیں"

وہ اسکے گال کو اپنے ہاتھ سے ہلکا سا جھٹک کر مصنوعی خفگی سے بولی۔۔۔

"کیا چاہتی ہو؟

"تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دوں۔۔۔؟

وہ جنونیت آمیز انداز میں کڑے تیوروں سے چنگھاڑتی آواز میں بولا۔

"اپنی بیوی تمہیں دکھائی نہیں دیتی اور باہر کی رنگ برنگی لڑکیوں کے ساتھ جتنا مرضی منہ مارتے پھرتے ہو"

وہ بھی غضبناک تیوروں سے پھنکاری تھی۔۔۔

"تمہارے خیال میں، میں باہر عیاشیاں کرتا پھرتا ہوں؟؟؟

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس میری بدکرداری کا بولو؟؟؟

"تم تو میرے ساتھ زبردستی کا بندھن نبھانا نہیں چاہتی تھی نا۔۔۔ تو اب کیوں مکر رہی ہو اپنی زبان پہ قائم رہو۔۔۔۔"

"کیا لینا دینا تمہارا میرے کردار سے۔۔۔۔۔؟

"ہر ایری غیری لڑکی سے فری ہونا ہی تمہارے نام نہاد اچھے کردار سے روشناس کرواجاتا ہے۔۔۔ پتہ چل جاتا ہے کہ تم کس نیچر کے ہو" اس کے انداز میں اپنے لیے حقارت محسوس کیے پائتھن کے تن بدن میں شرارے پھوٹنے لگے۔

"پانچ سال سے تم میرے نکاح میں ہو، آج تک میں نے تم پہ کبھی اپنا حق نہیں جتایا۔۔۔۔
اتنا ہی حوس کا پجاری ہوتا نا تو آج تم مجھ سے نظریں نہیں ملا پا رہی ہوتی"
وہ اسکی کلائی پر گرفت جمائے اسے اپنے مقابل کھڑا کیے بولا۔۔۔
اس کے درشت انداز میں اتنی وحشت و جنون تھا کہ پل بھر کے لیے وہ ساکت رہ گئی۔۔۔

"ہاتھ چھوڑو میرا پائتھن"
وہ قہر زدہ آواز میں غرائی۔۔۔۔

"نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔
"تب تک نہیں چھوڑوں گا جب تم خود اپنے منہ سے نکالے گئے، الفاظ کے نشتر جو میری روح کو چھلنی کر گئے ہیں ان پہ مرہم نا رکھ دو۔۔۔۔۔"

"آخر کس منہ سے تم میرے کردار پہ کیچڑ اچھال رہی ہو۔۔۔۔ کس کے ساتھ اور کب دیکھا تم نے مجھے کچھ غلط کرتے ہوئے وہ جو بھی تھا میرا کام تھا، پا ئتھن کسی کو اپنے کردار کی صفائی نہیں دے گا۔۔۔۔ اس نے ابھی اسکی کلائی کو چھوڑا نہیں تھا اسکی آنکھیں اور چہرہ اسقدر سرخی مائل دکھائی دے رہا تھا جیسے ان سے لہو ٹپک رہا ہو۔۔۔۔

"میں نے کہا ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔۔!

وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی اور ٹانگ اٹھا کر پائتھن کے پیٹ میں کک ماری۔

مگر پائتھن نے اسکی ٹانگ کو اپنی بازو پہ روک دیا۔۔۔

سرعت سے اسکی بازو کو اسکی ہی پشت سے لگا یا۔۔۔۔

"دوبارہ اس بدکردار کے کمرے میں آنے کی غلطی مت کرنا مس پارسا۔۔۔۔!!!!

وہ سرد و سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔۔

تبھی دروازے پہ دستک ہوئی تو دونوں چونکے۔۔۔

پائتھن فوراً جا کر دروازہ کھولا۔۔۔۔۔

تو سامنے بروک تھا۔۔۔۔

وہ ششدر رہ گیا سینوریٹا کو اس وقت پائتھن کے کمرے میں دیکھ کر۔۔۔۔

?What happened"

وہ کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"پائتھن یہ بتانا تھا کہ مارک صبح سے گیا ہے ابھی تک واپس نہیں آیا۔۔۔۔

"کیا؟

اس کی صبیح پیشانی پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل آیا۔۔۔۔

"لیپ ٹاپ دو"

وہ جا کر لاونج میں صوفے پہ بیٹھ گیا اور لیپ ٹاپ آن کیا۔۔۔۔

براوزر سے وہی مخصوص ایپ اوپن کی۔

"کس آئی ڈی سے مارک کو میسج آیا تھا۔۔۔۔

جیفری، جوزف، بھی وہیں موجود تھے۔ بروک اسے بتانے لگا۔۔۔۔

سینوریٹا دھڑلے سے آ کر پائتھن کے ساتھ ٹو سیٹر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

پائتھن نے اسے سب کے سامنے پہلی بار اتنے قریب بیٹھے دیکھ کر نخوت سے سر جھٹکا۔۔۔اس کی انگلیاں تیزی سے کی پیڈ پہ مہارت سے چل رہی تھیں۔۔۔۔۔

اس نے شیشے میں خود کو جانچتی نظروں سے دیکھا،

سیاہ کرتے اور شلوار میں ہلکی سی ہئیر ڈ میں وہ آج باقی دنوں کی نسبت خاصا فریش لگ رہا تھا۔

اس نے ڈریسر پہ پڑا موبائل فون اٹھا کر اسے میسج کیا۔۔۔

"کہاں ہو؟

"تمھیں پتہ تو ہے اس وقت یونیورسٹی میں ہوتی ہوں۔

ریپلائے موصول ہوا۔۔۔

"کب تک فری ہو جاو گی؟

اس نے پھر سے ٹائپ کیے سینڈ کیا۔

"آج تو بہت بزی ہوں، ایکزامز آنے والے ہیں تو لیکچر کا شیڈول کا ٹف ہے۔ سارا دن بہت بزی گزرے گا"

"بہت ہی کوئی بے وفا قسم کی دوست ہو یار۔۔۔ آج میری برتھ ڈے ہے اور تم نے مجھے وش بھی نہیں کیا

۔۔۔ اب کہہ رہی ہو کہ تمہارے پاس میرے لیے وقت بھی نہیں،"

اس نے شکوے سے بھرپور میسج سینڈ کیا۔۔۔

"سوری مجھے واقعی نہیں پتہ تھا کہ تمہارا برتھ ڈے ہے ورنہ ضرور وش کرتی۔ خیر ہیپی برتھڈے ٹو یو"

"مجھے نہیں چاہیے ایسی خالی وشز۔۔۔۔

ناراضگی بھرا میسج سینڈ کیا ایموجی کہ ساتھ

"پھر کیسے ؟؟؟؟

اسکا سوالیہ میسج آیا۔

"کہیں باہر گھومنے چلتے ہیں"

"اچھا ٹھیک ہے تم چار بجے تک آ جاؤ۔"

وہ باہر نکلا اور اپنے بھائی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اسکے بھائی کو کمپنی کی طرف سے گاڑی مل چکی تھی وہ وہی استعمال کرتا تھا۔ اس لیے حیدر اسکی پرانی گاڑی کبھی کبھار استعمال کرنے لیے لے لیا کرتا تھا۔

وہ گاڑی کی چابیاں لیے باہر نکلا تو اچانک موسم بدلا اور کالے بادل چھانے لگے، مگر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا اور اسکی یونیورسٹی کے راستے پر گامزن ہوا۔۔۔۔

ہلکی ہلکی بارش نے تیز بوچھاڑ کا روپ دھار لیا۔۔۔۔

ادھر افق بھی اپنی چیزیں سمیٹ کر باہر نکل آئی اور تقریبا بھاگنے کے انداز میں آکر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

تو ذولقرنین حیدر نے گاڑی مین روڈ پہ ڈالی۔۔۔۔

"کہاں چلو گی"

اس نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔۔۔

"آج تمہارا دن ہے تو تم اپنی فیورٹ جگہ لے چلو"

افق نے سادگی سے کہا۔

"میری فیورٹ جگہ تو میں افورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔

وہ دھیما سا مسکرایا۔

"ہر بار بل تم پے کرتے ہو، آج میں تمہیں پارٹی دے رہی ہوں تو بل میں پے کروں گی۔۔۔۔"

"نو افق اچھا نہیں لگتا میرے ہوتے تم بل پے کرو"

اس نے رسما کہا۔

"زیادہ بنو مت۔۔۔۔ میں نے کہا ناآج میں دوں گی۔ ہمیشہ تمہاری بات مانی ہے آج تم میری مانو گے "

اس نے دھونس جمائی۔۔۔

"چلو پھر مونال ریسٹورنٹ کے راستے پہ ڈالو گاڑی۔۔۔۔ مجھے بتایا تمہیں وہاں جانا پسند ہے مگر گئے نہیں "

"اوکے !!!

وہ شانے اچکا کر بولا۔۔۔

آدھے گھنٹے کی مسافت طے کیے وہ دونوں مونال ریسٹورنٹ کی اینٹرینس میں داخل ہوئے۔۔۔۔

وہاں تقریباً گیارہ فلور تھے، ہر فلور پہ ایک سلوب ٹائپ جگہ بنی ہوئی تھی، گاڑی ہر فلور سے گزرتی اوپر ساتویں منزل تک جاتی تھی۔ وہاں کی پارکنگ میں گاڑی کھڑی کر کہ انہوں نے باقی فلور کا راستہ پیدل طے کر کہ اوپر ٹاپ فلور پہ جانا تھا۔

"حیدر۔۔۔۔!!!! روکو۔۔۔۔ مجھے نیچے اتار دو پلیز۔۔۔۔

افق نے فق نگاہوں اور کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا تو اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"کیوں کیا ہوا؟

حیدر نے جیسے ہی سلوب پہ گاڑی چڑھائی۔۔۔ تو افق نے ڈر کر اسے روک دیا۔۔۔۔

"م۔۔۔ مجھے اونچائی سے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔ جیسے جیسے گاڑی اوپر جا رہی ہے مجھے چکر آ رہے اور دل بیٹھا جا رہا ہے ۔۔۔ مجھے باہر نکالو۔۔۔۔ میں سامنے لفٹ سے ٹاپ فلور پہ چلی جاؤں گی۔ تم گاڑی پارک کر کہ آ جانا۔۔۔۔"

"کتنی ڈرپوک ہو تم افق۔۔۔ بھلا اتنی سی اونچائی سے کون ڈرتا ہے۔۔۔ اب تو میں تمہیں بالکل بھی نیچے نہیں اتاروں گا۔۔۔۔ اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور اوپر کی طرف چلائی۔۔۔۔

وہ گول گول گھومتے تیسرے فلور پہ پہنچے کہ اچانک حیدر نے اپنی بازو کو دیکھا، افق نے اس کی قمیض کی بازو کو زور سے مٹھی میں جکڑ رکھا تھا۔

اور اپنی آنکھیں میچ رکھی تھیں۔۔۔۔

حیدر کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔۔

"آنکھیں کھولو افق۔۔۔۔!!!!

"کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔ میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔۔۔

"کیا تمہیں مجھ پہ بھروسہ نہیں۔۔۔۔؟"

اسکی گھمبیر آواز جیسے ہی افق کی سماعتوں سے ٹکرائی اس نے آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھا۔

اسکی گردن کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔۔

گہرا سانس لیتے خود کو نارمل کیا۔۔۔

اب انہوں نے اسی گاڑی میں ساتوں فلور کا سفر طے کیا اور گاڑی پارک کیے باہر نکل آئے۔

پھر ٹاپ فلور پر پہنچے۔۔۔۔

کافی لوگ اس موسم سے لطف اٹھانے وہاں موجود تھے وہ دونوں قدرے کم رش والی جگہ پہ آ کر بیٹھ گئے۔۔۔

ہائی ٹی کے سارے اخراجات افق نے پے کیے اور ایک ڈارک چاکلیٹ پیسٹری پہ وائٹ چاکلیٹ سے ہیپی برتھڈے ٹو ذولقرنین حیدر لکھوایا۔۔۔

دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔ ہلکا ہلکا میوزک چل رہا تھا۔ افق نے ویٹر سے کہہ کر برتھ ڈے کا سونگ پلے کروایا۔۔۔

Many many Happy returns of the day zulqarnain Haider.

اس دھیمے دھیمے میوزک کے چلتے ہوئے ساتھ ساتھ افق نے بھی وش کیا اور حیدر نے وہ پیسٹری کٹ کی۔ پھر چمچ سے افق کے منہ میں ڈالی۔۔۔

جوابا افق نے بھی دوسرے چمچ سے وہ پیسٹری اسکے منہ میں ڈالنا چاہی۔۔۔

"میں چاکلیٹ نہیں کھاتا،"

اس نے برا سا منہ بنایا۔۔۔

"لیکن اب برتھ ڈے ہے تو کوشش کرتا ہوں"

اس نے منہ کھولا تو افق نے گھورتے ہوئے چاکلیٹ پیسٹری کا ٹکڑا اسکے منہ ڈال دیا۔۔۔

دونوں ہلکی پھلکی گفتگو کرتے ہوئے اب مینو دیکھ رہے تھے۔

"کیا کھاؤ گی؟

"میں تو چائنیز کھاؤں گی مجھے بہت پسند چائنیز۔۔۔۔

"جاؤ پھر ڈال کر لاؤ اپنے لیے اور میرے لیے بھی۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر نے بیٹھے ہوئے اس کو کہا۔۔۔

"نو نو۔۔۔ حیدر میں وہاں نہیں جاؤں گی۔۔۔ دیکھو تو وہاں کتنے لوگ ہیں"

اس نے گھبرا کر کہا۔

"افق۔۔۔ !!!

"وہ اب اپنے اپنے دھیان میں ہیں تمہیں کیا کہنا ہے انہوں نے۔۔۔۔"

"نہیں میں نہیں جاؤں گی۔"

"تم جاؤ نا پلیز۔۔۔۔"

"اوکے۔۔۔۔ وہ زیادہ اصرار نا کرتے ہوئے خود اٹھا اپنے لیے اور افق کے لیے اپنی اپنی پسند کا کھانا پلیٹس میں ڈالے لے کر آیا۔۔۔۔

"یہ اتنا کون کھائے گا"؟

افق اپنی پلیٹ دیکھ کر حیرت سے چلانے کے انداز میں بولی۔

جس میں چائینز رائس، چکن منچورین، شاشلک، اور ایک سائیڈ پہ فروٹ سیلڈ تھا۔۔۔

"کھاؤ گی تو کھایا جائے گا ورنہ نظر بھی نہیں آنا تم نے"

وہ شرارتی انداز میں بولا۔

دونوں نے اپنا اپنا کھانا ختم کیا تو افق موبائل پہ وقت دیکھنے لگی۔۔۔۔

"چائے پیو گی؟؟ حیدر نے پوچھا

"نہیں۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کافی۔۔؟؟؟

"نو۔۔۔اب کچھ بھی نہیں۔۔۔بس۔۔۔۔ وہ قطعیت سے بولی۔

"اچھا چلو جاؤ پھر اب تم میرے لیے قہوہ بنا کر لاؤ۔۔۔

"میں نے کہا تھا میں نہیں جاؤں گی وہاں۔۔۔۔

"اس بار تمہیں جانا ہی پڑے گا۔۔۔۔

وہ بضد ہوا۔۔۔۔

"مجھے قہوہ بنانا نہیں آتا؟

وہ شرمندگی سے سر جھکائے بولی۔۔۔۔

"ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔۔۔ سمجھو تو پھر ہماری شادی کینسل۔۔۔۔

وہ قہقہ لگاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"جاؤ نا ایک بار ٹرائی کرو بن جائے گا۔۔۔۔

اور ہاں اس میں آخر میں لیمن زیسٹ کی ایک پنچ (چٹکی بھر) ڈالنا۔۔۔

ذوالقرنین حیدر نے اسے گائیڈ کیا۔۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے وہاں گئی اور قہوہ کپ میں ڈال کر لیمن زیسٹ کی طرف آئی۔۔۔ اس نے پورا لیمن اس میں نچوڑ دیا۔۔۔

"یہ لو"

افق نے کپ اسکے سامنے لا کر رکھا اور پھر اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی۔۔۔

"افق اس میں کتنا لیمن ڈالا تھا۔۔۔؟"

اس نے عام سے لہجے میں پوچھا۔

"ایک لیموں۔۔۔"

اس نے سادگی سے بتایا۔

"افق میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔۔

وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا افق اسے غور سے سننے لگی نجانے وہ کیا کہنے والا تھا۔۔۔

" کبھی اپنے شوہر کو اپنے ہاتھوں کا قہوہ مت پلانا قسم سے بھاگ جائے گا"

کہتے ہوئے وہ کھل کر ہنسا۔۔۔

"بہت ہی برے ہو تم۔۔۔ ایک تو میں بنا کر لائی ہوں اوپر سے تم۔۔۔"

وہ ناراضگی سے منہ پھلا کر بولی اور آسمان پر سرمئی بادلوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

بارش رکنے کے بعد ان پہ ست رنگی دلکش قوس قزح بن چکی تھی۔۔۔۔پرندے اڑتے ہوئے بہت خوبصورت دکھائی دے رہے تھے ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی موسم بے حد خوشگوار تھا، اس نے موبائل سے منظر کی ویڈیو بنانا شروع کر دی۔۔۔۔

"حیدر دیکھو نا کتنا پیارا موسم ہے"

اس نے ذوالقرنین حیدر کی توجہ بھی اسکی طرف مبذول کرائی۔

"ہمممم۔۔۔۔وہ قہوے کا گھونٹ بھر کر بولا۔۔۔

وہاں چلتے مدھم سے میوزک میں اک الگ ہی سماں باندھ رکھا تھا۔۔۔۔

"تیری آنکھوں کے دریا کا اترنا بھی ضروری تھا،
محبت بھی ضروری تھی بچھڑنا بھی ضروری تھا،
ضروری تھا کہ ہم دونوں طواف آرزو کرتے،
مگر پھر آرزوؤں کا بکھرنا بھی ضروری تھا،

افق نے تیرتے ہوئے بادلوں کی پھر پرندوں کی ویڈیو بناتے ہوئے کیمرہ ذوالقرنین حیدر کی جانب کیا۔۔۔اس کا دھیان افق کی طرف نہیں پرندوں کی طرف تھا وہ اور اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے نظارہ دیکھ رہا تھا ،،،افق نے اسکی ویڈیو بنائی۔ سیاہ سوٹ میں وہ ہمیشہ کی طرح بہت ہینڈسم دکھائی دے رہا تھا۔

کچھ لمحوں کے لیے وہ اسے یک ٹک دیکھتی رہی پھر اسکے دیکھنے سے پہلے موبائل کا رخ بدل دیا۔۔۔اور اس منظر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قید کر لیا۔۔۔۔

بتاؤ یاد ہے تم کو وہ جب دل کو چرایا تھا۔
چرائی چیز کو تم نے خدا گھر بنایا تھا۔
وہ جب کہتے تھے میرا نام تم تسبیح میں پڑھتے ہو۔
محبت کی نمازوں کو قضاء کرنے سے ڈرتے ہو،
مگر اب یاد آتا ہے، وہ باتیں تھیں محض باتیں،
کہیں باتوں ہی باتوں میں مکرنا بھی ضروری تھا،

گانے کہ الفاظ پہ دونوں کی آنکھوں میں نمی گھلنے لگی۔۔دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا، پھر دونوں نے ایک دوسرے سے نظریں چرائیں۔۔۔۔

"کافی دیر ہو گئی ہے میرے خیال میں اب واپس چلنا چاہیے۔۔۔۔افق نے جلد ہی خود کو سنبھال کر اسکی توجہ وقت پہ دلائی۔۔۔

"یہ جو تم نے اتنا کڑوا قہوہ پلوا کر میرا منہ کڑوا کر دیا ہے پہلے اس کا سامان کرو"

حیدر نے کہا تو افق نے نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔

"میرا مطلب ہے کچھ میٹھا کھلاؤ پھر چلتے ہیں"

"ویسے بھی اتنے پیسے بھرے ہیں پورے تو کرو کچھ کھا کر۔۔۔۔"

"کیا کھانا ہے؟

اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گلاب جامن!

"اچھا لاتی ہوں"

وہ اٹھ کر گئی اور ایک گلاب جامن پلیٹ میں رکھ کر لائی۔۔۔۔

"بس ایک؟؟؟

حیدر نے حیرت زدہ آواز میں پوچھا۔۔۔

"کتنا کھاؤ گے؟

وہ تیکھے لہجے میں بولی۔

"اچھا لاؤ دو۔۔۔

اس نے بائیٹ لے کر آدھا گلاب جامن منہ ڈال لیا اور آدھا انگلیوں کی پوروں میں تھا۔۔۔۔

"یہ لو تم بھی کھاؤ"

اس نے افق کو بھی کھانے کی دعوت دی۔۔۔

"نو۔۔۔نو۔۔۔میں نہیں کھاتی گلاب جامن۔۔۔مجھے الرجی ہے، میری طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔

"جب الرجی ہو گی تب دیکھا جائے گا ابھی کھاؤ"

ذولقرنین حیدر نے زبردستی اسکے منہ میں گلاب جامن ڈال دیا۔۔۔۔

اس نے اسے نگل کر پانی کا گھونٹ بھرا۔۔۔۔

"آؤ چلتے ہیں"

وہ ہمقدم ہوئے نیچے اترے، گاڑی میں بیٹھتے ہوئے واپسی کے سفر پر روانہ ہو گئے۔۔۔۔۔

ابھی کچھ سفر ہی طے کیا تھا کہ افق کو بری طرح کھانسی آنے لگی۔۔۔۔

"کیا ہوا؟

"یہ لو پانی پیو... حیدر نے گاڑی میں موجود منرل واٹر کی بوتل اسکی طرف ڈھکن کھول کر بڑھائی۔۔۔

مگر پانی پینے کے بعد بھی اسکی کھانسی ختم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔

"میں۔۔۔۔نے۔۔۔کہا۔۔۔تھا نا۔۔۔مجھے ا۔۔لرجی۔۔کر جائے۔۔گا"

وہ کھانستے ہوئے بولی۔

"واقعی یار میری غلطی تھی مجھے تمہیں فورس نہیں کرنا چاہیے تھا"

اس نے ایک فارمیسی کے سامنے گاڑی روک کر اینٹی الرجک ٹیبلٹ لی اور آکر افق کو کھلائی تو اسکے گھر پہنچنے تک وہ کافی حد تک ٹھیک ہو چکی تھی۔۔۔۔

حیدر اسکو گھر کے باہر چھوڑ کر واپس چلا گیا۔۔۔۔

وقت پر لگا کر اڑتا چلا گیا، آج ان کی دوستی کو تین سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا تھا۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ اس کیفے میں آئے تو اپنی مخصوص جگہ پہ کسی بیٹھے دیکھ کر وہ دونوں کسی اور ٹیبل پہ بیٹھ گئے۔۔۔ ذولقرنین حیدر اس کے ساتھ ملکی حالات اور کسی سیاسی معاملے پہ باتیں کرنے لگا، اسے پولیٹکس سے بہت دلچسپی تھی، وہ بلا تھکان اس ٹاپک پہ سیر حاصل گفتگو کر سکتا تھا، جبکہ افق کو سیاست سے سخت نفرت تھی، وہ بنا پلک جھپکائے اس کی طرف دیکھے اسکی باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔

"سر آپ کا ٹیبل فری ہو گیا ہے آپ آجائیں وہاں"

وہ ویٹر بھی ان کو پہچانتا تھا، جب بھی افق اور ذولقرنین حیدر وہاں آتے تو وہیں بیٹھتے تھے اس لیے اس نے انہیں آکر بتایا۔۔۔

"تھینکس"

حیدر اور افق اٹھ کر وہاں آگئے جہاں لگی شیشے کی ونڈو سے باہر کا منظر واضح نظر آتا تھا۔

"تم بھی کہتے ہو گے انہوں نے باتوں کے علاوہ اور کچھ کرنا تو ہے نہیں بٹھا دو انہیں سامنے۔۔۔۔۔"

ذولقرنین حیدر نے مسکراتے ہوئے شرارت سے ویٹر کو کہا تو وہ بھی جوابا ہنسا۔۔۔

"جی سر۔۔۔!!!

"کچھ کپلز مجھ سے پردے کا انتظام کرواتے ہیں یا الگ کیبن میں بیٹھنے کی سفارش کرتے ہیں۔ جبکہ آپ ان سب سے مختلف ہیں، تو ایسے بندے کو کون بھول سکتا ہے"

"آپ پلیز مینگو شیک لا دیں"

افق نے ان کے بات کو درمیان میں کاٹ کر کہا کیونکہ اسے بہت بھوک لگی تھی، صبح سے ٹیسٹ کے چکروں میں کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔

"میرے لیے ایک کافی"

حیدر نے اپنا آرڈر دیا۔۔۔

"یہ کیا بات ہوئی تم کیوں کافی پیو گے۔۔۔ ایسے فضول میں۔۔۔ کچھ اور منگواو مطلب شیک وغیرہ۔۔۔ افق نے اسے خفگی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا دل ہی نہیں شیک کا مجھے کافی ہی پینی ہے۔۔۔"

وہ بضد ہوا۔۔۔

"سر مان لیں بات۔۔۔"!

ویٹر نے بھی اسکی سائیڈ لی۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے ایک مینگو شیک اور ایک اسٹرابری شیک۔۔۔۔ وہ ویٹر سے کہہ کر دوبارہ اس سے مخاطب ہوا۔۔۔

"ہاں تو ہم کہاں تھے؟؟؟

"ہاں تو تمہیں پتہ ہے کہ اس ملک کے جو وزیراعظم ہیں۔۔۔۔

"سر آپ کا شیک۔۔۔!

"سوری سر اسٹرابیری کا سیزن نہیں تو وہ شیک ایویلیبل نہیں اس لیے دو مینگو شیک ہی لے آیا"

اس نے گلاس ٹیبل پہ رکھے اور چلا گیا۔۔۔۔

"یعنی کہ آج سب نے ارادہ کر ہی لیا ہے مجھے یہ بدمزہ مینگو شیک پلانے کا۔۔۔ چلو آج تمہاری خاطر یہ ظلم بھی سہی۔۔۔۔۔"

وہ پھر وہی سے شروع ہوا جہاں رکا تھا۔۔۔۔

"افق۔۔۔ وقت کا اندازہ نہیں ہوا۔۔۔ دیکھو چار گھنٹے ہو گئے۔۔۔۔ مجھے بولتے ہوئے۔۔۔ اب چلتے ہیں"

"ویسے تم نے تو کچھ کہا ہی نہیں اس بارے میں۔۔۔۔ اس نے یاد آتے ہی اس سے پوچھا۔

"میں کیا کہوں حیدر مجھے اس سیاست کے بارے میں کچھ پتہ نہیں"

وہ سادگی سے بولی۔

"تو جو چار گھنٹے سے میں تمہارا سر کھاتا رہا۔۔۔ یار تم مجھے منع کر دیتی نا۔۔۔!

" کبھی کبھی کسی کی باتیں نہیں اس انسان کا ساتھ اور اس کی موجودگی سب باتوں سے بڑھ کر ہوتی ہے"

وہ اتنی بڑی بات کہتی اپنا بیگ شانے پہ ڈالے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ حجاب کو درست کیا اور اسکے ساتھ چلتی ہوئی باہر نکلنے لگی۔۔۔۔

"تمہیں سیاسیت سے کوئی انٹرسٹ نہیں ہاو بورنگ۔۔۔!!! اس کا مطلب ہماری شادی کینسل۔۔۔۔!!!

وہ ہنسا۔۔۔۔

افق نے تاسف سے سر ہلایا اور آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

اس کی انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ پہ چل رہی تھیں۔۔۔۔

"Where is Mark?

پائتھن نے ٹائپ کیے اس مخصوص آئی ڈی پہ سینڈ کیا۔۔۔۔

"Ha.. ha... Ha....

آگے سے کچھ ایسے میسجز آئے۔۔۔۔۔

پائتھن کی صبیح پیشانی پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔۔

Where is Mark?

اب کی بار اسنے پھر سے کوشش کی۔۔۔۔

"آؤ ایک ڈیل کرتے ہیں"

دوسری طرف سے ریپلائے آیا۔۔۔

اسکی پیشانی کی رگیں پھولنے لگیں۔۔۔۔

اس نے اپنی مٹھی کو زور سے بھینچ کر خود کو نارمل کیا۔۔۔

"کیسی ڈیل؟"

پائتھن نے سینڈ کیا۔۔۔

"ایک ہاتھ لو ایک ہاتھ دو"

اس نے سینڈ کیا۔۔۔

"What......

پائتھن نے پوچھا۔

"فرحان دو مارک لو۔۔۔۔۔

اس کی مانگ سن کر پائتھن ساری گیم سمجھ گیا۔۔۔۔

وہ لوگ فرحان کے لیے انہیں ٹریپ کر رہے تھے پہلی انہوں نے مارک کی گرلفرینڈ کو کڈنیپ کیا اور اسکے زریعے مارک کو، اور اب مارک کی وجہ سے فرحان کو واپس لینا چاہتے تھے، کیونکہ فرحان کا پائتھن کے پاس رہنا ان کے لیے خطرے کا باعث تھا۔۔۔ اگر فرحان منہ کھول دیتا تو پائتھن انڈر ورلڈ کے سارے راز جان لیتا ۔۔۔۔ حالانکہ وہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ پائتھن نے پہلے ہی فرحان سے سارے راز اگلوا لیے ہیں۔

"اوکے کہاں آنا ہے فرحان کو لے کر۔۔۔۔۔"؟

پائتھن نے پوچھا۔۔۔۔

اس نے مارک کو واپس لانے کے لیے فرحان کو واپس کرنے میں ہی سمجھداری جانی۔۔۔ ویسے بھی فرحان اب اس کے کسی کام کا نہیں تھا۔

"ملائیشیا۔۔۔۔ آگے پورا ایڈریس جب وہاں پہ دو دن بعد ائیرپورٹ پر لینڈ کرو گے تب مل جائے گا"

آگے سے جواب آیا۔

سینوریٹا نے پائتھن کی طرف دیکھا۔۔۔

"پائتھن پاکستان سے باہر نہیں جاؤ گے تم"

اس نے کڑے تیوروں سے اس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مارک ہمارے گینگ کا حصہ ہے کیا تم نہیں چاہتی میں مارک کو واپس لاؤں؟؟؟

وہ برفیلے تاثرات سجائے بولا۔

سینوریٹا لاجواب ہو گئی واقعی مارک کو بھی واپس لانا تھا لیکن کسی دوسرے ملک میں جانا۔۔۔ اسے کھٹک رہا تھا

۔۔۔۔

افق گھر آچکی تھی۔ نماز اور کھانے سے فارغ ہو کے فوراً اپنے کمرے میں واپس آئی۔ اور اب موبائل کو سائیڈ ٹیبل کی دراز سے نکال کر آن کر رہی تھی۔ آج یونی میں سارا دن وہ الجھن اور پریشانی میں مبتلا رہی۔

موبائل آن ہوتے ہی پانچ چھ مسڈ کال الرٹس اور ایک میسج موصول ہوا۔

افق اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر چہل قدمی کرتی کل کا ٹیسٹ یاد کر رہی تھی۔ اس وقت وہ گھر میں اکیلی تھی۔ کیونکہ سب گھر والے اسکے والد کے دوست کی بیٹی کی مہندی میں گئے ہوئے تھے جو لڑکے والوں کی طرف سے رکھی گئی تھی۔ افق نے وہاں جانے کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں کی اور کل کے ٹیسٹ کی وجہ سے گھر رک کر تیاری کرنا ہی بہتر سمجھا۔

وہ ابھی پڑھائی میں مصروف تھی کہ لائٹ چلی گئ۔

"اب جنریٹر کسے چلاؤں؟ ہیں!! لائٹ تو نہیں جاتی آج کل! خیر ایمر جنسی لائٹ لے کر آتی ہوں۔"

وہ خود سے کہتی کمرے سے باہر آئی تو اس کی نظر ٹیرس سے آتی روشنی کی طرف پڑی۔ وہاں جا کے دیکھا تو سارے آس پاس کے گھروں کی بجلی آ رہی تھی۔ وہ فکر مند سی، ایمر جنسی لائٹ لے کر باہر لان میں آئی۔ پھر مین الیکٹرک بورڈ کے پاس آ کر مین پاور بہت احتیاط سے آن کیا اور گھر دوبارہ سے روشن ہو گیا۔ مگر افق کی حالت اب ڈر کی وجہ سے خراب ہو رہی تھی۔ وہ آیت الکرسی پڑھتی پورے لان اور آس پاس نظر دوڑاتی واپس گھر کے اندر آئی۔ داخلی دروازہ اچھی طرح سے لاک کیا اور اب بہت محتاط انداز میں سب کے کمروں میں ایک نظر ڈالتی، اپنے طور پر تسلی کرتی، اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔

پہلے سوچا کہ اپنے بابا کو فون کر کے بتائے مگر پھر خیال بدلتے ہی یہ فیصلہ کیا کہ ان کے گھر آنے کے بعد ہی اس صورتحال سے آگاہ کرے گی۔ کچن میں جا کے پانی پیا اور سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے کا رخ کیا۔

اور حیدر کو کال ملائی۔۔۔۔

"ہیلو کیسے ہو؟

اسکی آواز میں ابھی بھی ڈر کا شائبہ نمایاں تھا۔

"میں تو ٹھیک ہوں تم بتاؤ کیا ہوا؟؟؟؟

"کچھ نہیں بس اندھیرے سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔

"تم اندھیرے سے ڈرتی ہو؟؟؟

"اس کا مطلب ہماری شادی کینسل۔۔۔۔!

وہ قہقہ لگاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"حیدر۔۔۔!!!!

وہ غصیلی آواز میں بولی۔

"اچھا سنو افق۔۔۔!!!

میرے سمرز شروع ہو گئے۔ اس نے بتایا۔۔۔۔ میں جو سبجیکٹس کلئیر نہیں کر پایا وہ سارے ان سمرز میں کروں گا۔۔۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ میرے بھی ایم_بی_بی_ایس کے فائنلز ہیں، بہت ٹینشن ہے، نجانے کیا بنے گا"؟ وہ پریشان کن آواز میں بولی۔

"تم تو بریلینٹ سٹوڈنٹ ہو کر لو گی"

وہ توصیفی انداز میں بولا۔

"تو تمہیں کیا ہوا، تم بھی دھیان لگا کر پڑھو گے تو اچھا رزلٹ لاؤ گے۔۔۔"

"ابھی تو مجھے ڈارپ سبجیکٹس کلئیر کرنے ہیں۔
آنلائن لائن کلاسز میں ڈفرنٹ ٹائمنگ میں۔ اور تمہیں تو پتہ ہے میرا رات کو نیند نہیں آتی اور صبح جاگ نہیں کھلتی
تو کیسے اٹھوں گا وقت پہ
کلاسز کا وقت بہت ڈفرنٹ ہے۔
کسطرح اٹھوں گا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی"
"حیدر اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔
میں تمہیں وقت سے اٹھا دیا کروں گی میسج کروں گی یا کال کر دوں گی"
تم وقت رہتے اٹھ جانا"۔ اس نے چٹکیوں میں مسلے کا حل نکالا۔

"اچھا یہ میں نے اپنے پیپرز کی ٹائمنگ کا ٹائم ٹیبل سینڈ کیا ہے۔"
"اچھا ٹھیک ہے میں اٹھا دوں گی تمہیں"
کچھ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد وہ اپنی اپنی کتابیں لے کر بیٹھ گئے۔۔۔ افق منہمک انداز میں پڑھنے لگی جبکہ
ذولقرنین حیدر نے بے دلی سے کتاب پلٹ کر رکھ دی اور سیگریٹ میں سفید پاؤڈر بھرنے لگا۔۔۔

وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے سیگریٹ دو انگلیوں میں رکھے کسی گہری سوچ میں گم تھا، جیفری کو سامنے دیکھ کر چونکا اور لبوں میں دبے سیگریٹ کے دھوئیں کا مرغولہ بناتے ہوئے ہوئے ہوا میں اچھالتا ہوا اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

"جیفری، اور جوزف تم میرے ساتھ چلو گے"

"کیونکہ زیادہ دیر میک اپ چہرے پہ رہنے سے میری سکن جلنے لگتی ہے، موقع دیکھ کر میں کچھ دیر فریش ہوا کروں گا پھر تم واپس مجھے وہی لک دے دینا۔۔۔ اور ہاں جوزف عالمگیر کے نام کا پاسپورٹ اور سارے پیپرز تیار رکھنا۔

"جیفری وہی لک دینا جو علیزے کے ساتھ کے لیے عالمگیر والی دی تھی"

وہ دونوں کو سنجیدگی سے بتا رہا تھا اور دو دونوں اسکی ہدایات بغور سن رہے تھے۔ کل ہمیں نکلنا ہے، سو بی کیئر فل یہ سب اتنا آسان نہیں ہو گا جتنا تم لوگ سمجھ رہے ہو"

"ہمم۔۔۔۔ پائتھن ٹھیک کہا تم نے"

جوزف نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد پائتھن دماغی سکون کے لیے بیسمنٹ کی طرف چلا گیا۔۔۔۔

وہ اپنا وہی مخصوص کام دہرا رہا تھا۔ پائتھن کو گردن سے ہاتھ میں دبوچے اسکے ڈنگ سے اپنی زبان کو ڈسواتے ہوئے۔۔۔ اس پہ سرور طاری ہونے لگا۔۔۔۔

سینوریٹا جو اس سے آگے کا لائحہ عمل پوچھنے آئی تھی کہ اس سب میں وہ کیا کرے گی۔۔۔۔ پائتھن کو عجیب و غریب حرکت کرتے دیکھ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔۔۔ وہ وہیں سے پلٹ گئی اور اپنے کمرے میں جاتے ہی گوگل سے سرچ کرنے لگی۔۔۔

ان کے پیپرز شروع ہو گئے تھے۔

افق کے پیپرز رٹن پیپرز تھے، جبکہ ذولقرنین حیدر کے آنلائن پیپرز ہو رہے تھے۔

وہ ریگولرلی اسے اٹھاتی،،، جس دن اس کا پیپر ہوتا وہ اسکے دیئے ہوئے ٹائم ٹیبل کے مطابق اسے دس منٹ پہلے میسجز کرتی اگر وہ کوئی ریپلائے نہیں دیتا تو وہ سمجھ جاتی کہ وہ ابھی تک سویا ہوا ہے پھر وہ اسے کالز کرتی تب تک جب تک وہ جاگ کر اسکی کال ریسیو نہیں کر لیتا۔۔۔

ہر پیپر کے بعد افق کا میسج آتا کہ اس نے پیپر دیا ہے آنلائن تو حیدر اسے بتا دیتا ہاں دے دیا۔۔۔

وہ اس سے آنیسٹ رہتا۔

وہ اسے بتاتا ہے کہ لیکچر لیا ہے کہ نہیں۔

وہ اسے اپنے پیپرز کے دوران بھی اٹھاتی۔

اور جس دن لیکچرز ہوتے ان کے دوران بھی۔۔۔ اسے اس کے لیکچرز کے لیے بھی اٹھاتی۔۔۔

دونوں دیر رات تک پڑھتے اور ساتھ ساتھ موبائل پہ باتیں کرتے۔۔۔ افق اس لیے رات گئے اس سے بات کرتی کہ شاید وہ اسی بہانے کچھ دیر کے لیے پڑھ لے وہ اپنی تیاری کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے بھی وقفے وقفے سے پوچھتی کہ پڑھا یا نہیں کیا یاد کیا ہے۔۔۔۔

کبھی کبھار وہ سو جاتا۔

افق کو پتہ چل جاتا کیونکہ ہینڈ فری لگی رہتی۔ اور حیدر کی مدھم سانسیں اسے سنائی دیتی۔۔۔۔ ذولقرنین حیدر نشے میں مدھوش دھت بستر پر پڑا رہتا۔۔۔۔

آج دونوں کے پیپر کی ایک ہی ٹائمنگ تھی۔۔۔۔

افق نے گھر سے جانے سے پہلے اسے میسجز کیے مگر کوئی ریپلائے نہیں آیا۔۔۔ اس نے کالز ملائیں مگر نو رسپانس۔۔۔

وہ تھک کر پیپر کے لیے چلی گئی۔۔۔۔۔

اس کا پیپر شروع ہو چکا تھا آدھا گھنٹہ اس نے پیپر کیا مگر دھیان حیدر کی طرف تھا نجانے وہ پیپر کے لیے اٹھا بھی ہوگا یا نہیں۔۔۔۔ یہی سوچ سوچ کر اسکا دل بند ہونے کی کاگار پہ تھا۔۔۔۔

"میم۔۔۔!!!!

اس نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر سپریڈنٹ کو مؤدب انداز میں مخاطب کیا

"میم میری طبیعت ٹھیک نہیں مجھے وومٹ آ رہی ہے"

اس نے برا سا منہ بنایا۔۔۔

"ٹھیک ہے"

انہوں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد اجازت دی۔۔۔۔

وہ وہاں سے باہر نکلی اور بھاگتے ہوئے باہر نکلی قریبی پی۔ سی۔ او سے اس نے حیدر کے نمبر پہ کال ملائی۔۔۔۔

مگر وہ نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔۔

"حیدر اٹھاؤ کال پلیز۔۔۔۔!!!

وہ منہ میں بڑابڑائی۔۔۔۔

"پلیز حیدر۔۔۔۔!!!!

وہ دل میں دعا مانگ رہی تھی ساتھ ساتھ۔۔۔۔

وہ دس منٹ تک کال ملاتی رہی بیل جا رہی تھی مگر وہ کال ریسیو نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔

اس نے ایک بار پھر سے کال ملائی۔۔۔۔

"ہیلو!

اسکی نیند سے بوجھل آواز افق کی سماعتوں سے ٹکرائی تو اسکی جان میں جان آئی۔۔۔

"حیدر تمہارے پیپر کا وقت شروع ہو چکا ہے پلیز پیپر دو اٹھ کر"

"اچھا ٹھیک ہے"

"حیدر تم اٹھ گئے ہو نا؟؟؟

اس نے کال کاٹنے سے پہلے ایک بار پھر تصدیق کے طور پر پوچھا۔۔۔

"ہاں اٹھ گیا"

وہ تھوڑا سا آواز میں ٹھہراؤ لاتے ہوئے بولا۔۔۔

افق نے کال کاٹی اور بھاگنے کے انداز میں واپس گئی۔۔۔ اس کاروائی میں اس کا آدھا گھنٹہ ضائع ہو چکا تھا ۔۔۔ سپریڈنٹ نے اسے کڑے تیوروں سے گھورا۔۔۔ پھر اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

اس نے اپنا پین پکڑتے ہوئے تیزی سے لکھنا شروع کر دیا۔۔۔

آج وہ سب ملائیشیا کے لیے نکل رہے تھے سب اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے، وہ پائتھن کے کمرے میں آئی تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا جبکہ واش روم میں سے شاور چلنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔

اس نے دیکھا ٹاول تو بیڈ پہ پڑا تھا۔۔۔ اس کے کمرے میں کوئی بنا اجازت کے نہیں آتا تھا تبھی وہ یوں لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا تھا۔۔۔

"اس سے پہلے کہ پائتھن ٹاول لینے کے لیے یونہی باہر نکل آئے میں اسے پکڑا دیتی ہوں۔۔۔ سینوریٹا نے دل میں سوچا اور ٹاول اٹھائے واش روم کی طرف بڑھی جیسے ہی دروازہ کھلا اس سے پہلے کہ پائتھن باہر نکلتا سینوریٹا نے دروازے کے ہینڈل کو تھام کر پورا کھلنے سے روک دیا اور ایک ہاتھ سے ٹاول اندر کیا۔۔۔

"کیا کرنے آئی ہو"؟

اس کی سرد سر سراتی ہوئی آواز اندر سے آئی۔۔۔۔

"تمہیں الوداع کرنے آئی ہوں، سوچا تم نے تو ملنا نہیں جانے سے پہلے میں ہی مل لوں خود آکر"

وہ شرارت آمیز انداز میں اپنے ہاتھ میں موجود ٹاول واپس کھینچ کر بولی۔۔۔۔

"الوداع کرنے کا مزہ فاصلوں میں نہیں چاہتوں میں ہے، اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی اوڑھ کھینچ لیا اور سارے فاصلے سمیٹتے ہوئے اسے اپنی آہنی بانہوں میں بھر لیا۔

"Hey.....!!!!

"۔۔یہ کیا بدتمیزی ہے؟؟؟؟۔تت۔۔تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے؟۔۔"سینوریٹا کی نظریں اسکے فراخ سینے پہ پڑیں جن پہ پانی کی بوندیں نمایاں تھیں، اس سے پہلے کہ نظریں بھٹک کر یہاں وہاں جاتیں اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔

"میں تو اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔۔۔۔اور اسکے لیے مجھے تمہاری اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں، اب خود چل کر الوداع کرنے آئی ہو تو پاس آکر کرو نا دور دور سے کون کرتا ہے"اسکی طلسم زدہ آواز اس کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔۔۔۔

سینوریٹا نے آنکھیں کھولیں۔

دل چاہ رہا تھا کہ اس کے بائیسپیس پہ بنے پائیتھن کے ٹیٹو کو ہاتھ بڑھا کر چھو لے۔۔پر وہ ایسا کر نا سکی۔۔۔

"مجھے اس دو نمبر مکھوٹے سے سجے چہرے والے پائتھن کو الوداع نہیں کرنا تھا۔۔۔ اپنے شوہر۔۔۔۔۔

اس نے سرگوشی نما آواز میں اس کا حقیقی نام لیا۔۔۔ جو صرف ان دونوں نے ہی سنا تھا۔۔۔۔

کو دیکھنا تھا اسکے اصلی چہرے کو۔۔۔۔

سینوریٹا نے اپنے آنے کی توجیہہ پیش کی۔۔۔۔

"بس دیکھنا تھا یا اور کچھ ؟؟؟" وہ خمار آلودہ نگاہوں سے اسکے دلکش سراپے کو دیکھتا اپنی انگلی اسکی پیشانی سے پھیر کر لاتے ہوئے اسکے لبوں پہ رکا۔۔۔۔

"اوورررر۔۔۔ کچھ نہیں۔" وہ اس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی تبھی کاٹ دار نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"مجھے کیوں لگتا ہے کہ میری قربت تمہیں کمزور کر دیتی ہے۔۔۔ تم خود کو کھونے لگتی ہو مجھ میں"

وہ اسکی ناک پہ اپنی ناک رب کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"مجھے کسی کی بھی قربت سے ڈر نہیں لگتا"

وہ بمشکل ہمت کیے آواز کو مستحکم بناتے ہوئے بولی۔۔۔

"اوہ۔۔۔ گریٹ۔۔۔ مجھے نڈر وائلڈ ہی پسند ہی۔" اس نے انگلیاں اسکی صراحی دار نازک سی گردن پر پھیریں وہ سٹپٹا گئی۔۔

"تم نے اس رات آئل گرایا تھا پول کے پاس؟"

وہ سرد آواز میں بولا۔

"ہاں میں نے گرایا تھا، تم پہ گندی نظر ڈالنے والی کی اپنے ہاتھوں سے جان لینا چاہتی تھی۔۔۔" اس نے بلا تعامل مان لیا۔۔۔۔۔

"آہ۔۔" وہ جو علیزے اور پائتھن کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات کو سوچتے ہوئے ان خیالوں میں ڈوبی ہوئی تھی اچانک اسکے دانت اپنی گردن پہ گڑھے محسوس کیے وہ درد سے چیخ کر اچھل پڑی۔

"....You Wild man"

وہ غرا کر اس کو خود سے پیچھے دھکیلتے ہوئے خود دروازے سے جا لگی،،،،

اپنی منتشر دھڑکنوں کا ارتعاش اسے اپنے روم روم میں سنائی دے رہا تھا۔۔۔

"اتنی زور سے کیوں کاٹا،؟؟؟

"دل کرتا ہے تمہارے ان بائیسپیس کی بوٹیاں نوچ لوں جنگلی انسان۔"

وہ اپنے کپکپاتے ہوئے وجود کو سہارا دے کر پر عزم انداز میں پھنکاری۔۔۔

گردن پہ ابھی بھی اسکے دانتوں کی وجہ سے جلن اور درد محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بہت کوشش کی مگر اسکی آنکھوں سے نا چاہتے ہوئے بھی آنسو نکل کر اسکے رخساروں کو بھگو گئے۔۔۔۔

"پائتھن سٹائل میں پیار کر رہا تھا۔۔۔ تمہیں اپنے شوہر والا پیار چاہیے تو اپنے اس چہرے سے بھی یہ میک اپ کی تہہ اتارو پھر جب حقیقی شوہر اور بیوی آمنے سامنے ہوں گے تب پیار کرنے کا بھی مزہ آئے گا" وہ اس کی کلائی سے پکڑ کر کھینچتا ہوا شاور کے نیچے لایا۔۔ شاور کھول کر پائتھن نے اس کا چہرہ سامنے کیا تو سینوریٹا کے چہرے پہ پانی فل سپیڈ سے گرنے لگا اور اسکے چہرے پہ چڑھے میک کی تہہ اترنے لگی۔۔۔ پائتھن اپنی پوروں سے اسکے گالوں کو سہلاتے ہوئے میک کو اتارنے میں مدد کر رہا تھا۔۔۔۔

اسکے بھیگے رخساروں پہ اپنے عنابی لب رکھے۔۔۔ سینوریٹا نے آنکھیں میچ لیں وہ کسی ٹرانس کی صورت اسکے ہر عمل پہ خاموش تھی۔

"ت۔۔۔ تم کہیں بھی جاؤ گے"

وہ بمشکل لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔۔

"پھر"؟؟؟

وہ اپنے ہونٹ اسکی شہ رگ پر ثبت کیے آنچ دیتے لہجے میں بولا۔

"ات۔۔۔ تنن۔۔۔ نا۔۔۔ یاد رکھنا۔۔۔۔ کہ۔۔۔۔۔۔

اسکی جسارتوں پہ اسکی بولتی بند ہو گئی تھی۔۔۔۔

"کہ؟؟؟"

وہ شانے سے شرٹ کھسکاتے ہوئے لبوں سے آگے کا سفر طے کر رہا تھا۔۔۔۔

"ک....کوئی ہے جو تمہارا منتظر ہے"

وہ اپنی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کو شمار نا کر پا رہی تھی۔۔۔۔

"Really????

وہ خمار زدہ نظروں سے اسکی تھوڑی کو چھو کر تھوڑا اوپر اٹھاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے دھیمے لہجے میں بولا۔

"ہمم"

وہ حیا بار نظروں سے دیکھتے اثبات میں سر ہلاتے اسی کے چوڑے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔۔

وہ اسکے گیلے بالوں کو شانے سے پیچھے سرکاتے ہوئے اپنے پر حدت لمس نوازنے لگا۔۔۔۔اور اپنی فولادی بانہوں کی گرفت اسکی کمر کے گرد مظبوط کر دی۔۔۔۔۔

"ک۔۔۔کیا کر رہے ہو؟" وہ اسکی جان لیوا قربت میں مچلتی ہوئی اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے کچلتے بولی

"تھکن اتار رہا ہوں"

وہ بوجھل آواز میں بولا۔

"ب۔بس۔۔۔کرو۔۔۔۔اسکی گستاخیاں بڑھتے دیکھ سینوریٹا نے اسکو روکنے کی سعی کی۔۔۔

"برسوں کی تھکن ہے اتنی جلدی کیسے اترے گی؟؟؟" وہ سرگوشی میں جواب دیتا دھیرے دھیرے اسکے بھیگتے لباس میں سے چھلکتی ہوئی رعنائیوں میں پور پور ڈوب رہا تھا۔۔۔

"میرے پیار کی گہرائی کو محسوس کرو صنم۔۔۔۔!!!

"نہیں۔۔۔۔!!!

وہ پھولے تنفس سے جھٹکے سے اس سے دوری بنا گئی۔۔۔

"ہر بار یہی کرتی ہو پاس آنا پھر سے دور جا کر تڑپانا کہاں سے سیکھی ہے یہ قاتل ادا؟؟؟

وہ اسکے بالوں کو نرمی سے مٹھی میں جکڑ کر اسکا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیے تپش زدہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔

وہ اسکی پکڑ پہ ایک بار پھر سے آنکھیں موند گئی۔۔۔

دونوں کی گرم سانسیں ایک دوسرے کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔۔

پائتھن نے اپنے عنابی لب اسکے پنکھڑیوں کی مانند گلابی بھیگے لبوں پہ رکھے۔۔۔۔

مگر پچھلا واقعہ یاد آتے اسے جھٹکے سے چھوڑ کر پیچھے ہوا اور باتھ روب پہنا۔۔۔۔

سینوریٹا اب بھی آنکھیں بند کیے اسی جگہ ساکت کھڑی تھی۔۔۔۔

اس نے آنکھیں کھول کر اچنبھے سے اسے دیکھا جو باتھ روب کی ڈوریاں باندھ رہا تھا۔۔۔۔

* * *

سورج نے آسمان پہ طلوع ہو کر اسے روشن کر دیا اسکی کرنیں چہار سو پھیلیں۔۔۔ مگر جلد ہی سرمئی بادلوں نے اس تپتے ہوئے سورج کو اپنی لپیٹ میں لیے اسکی روشنی کو ماند کر دیا تھا، ٹھنڈی ہوا چلنے لگی موسم کافی خوشگوار تھا۔۔۔۔ کل ہی اسکے پیپرز ختم ہوئے تھے۔ پیپرز میں مسلسل جاگنے کے باعث اسکی نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"ذوالقرنین حیدر کہاں ہو؟

اس نے میسج کیا۔۔۔

"میں دوستوں کے ساتھ ہوں"

ریپلائے آیا۔۔۔۔

"اچھا رزلٹ کا کیا بنا؟

افق نے پوچھا

"جب ملوں گا تب بتاؤں گا"

حیدر نے لاپرواہی سے کہا۔

"اور تمہارا رزلٹ کیسا آیا۔"؟

"میرا ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کلئیر ہو گیا" اس نے فرط مسرت سے لبریز انداز میں بتایا۔۔۔۔

"آج ملیں؟"

حیدر نے پوچھا۔۔۔

"ٹھیک ہے آجانا میں بھی اجازت لے لوں گی۔۔۔۔۔"

اوکے۔۔۔۔۔

"آؤ بیٹا۔۔۔ افق باہر آئی تو اس کے بابا اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ اسلام و علیکم کیسی طبیعت ہے آپکی۔۔؟"

اب وہ سنجیدگی سے بولی

"میں ٹھیک ہوں اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بزنس بھی ٹھیک ہے، تمہارے پیپرز کیسے ہوئے تھے؟

"شکر ہے بابا جانی سب اچھے ہوئے ہیں بس ایک تھوڑا سا نارمل باقی سب بہت اچھے ہوئے ہیں"

"چلو اللہ تمہیں کامیاب کرے"

حفیظ صاحب دعائیہ انداز میں بولے۔۔۔

"بابا جانی آپ کو پتہ ہے کہ آج میرا رزلٹ آؤٹ ہو گیا ہے اور میں ڈسٹنکشن مارکس سے پاس ہو گئی۔۔۔"

"ماشاللہ۔۔۔ ماشاللہ۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔ یہ تو بہت اچھی خبر سنائی تم نے۔۔۔۔ وہ بھی خوشی سے پھولے نہ سمائے۔۔۔

"مما کہاں ہیں؟"

"بیٹا وہ تمہارے دونوں بھائیوں کو لے کر انکی پسند کی شاپنگ کرنے گئی ہے آجائے گی تھوڑی دیر میں، تمہاری کامیابی کا سن کر وہ بھی بہت خوش ہو گی"

"اچھا چلو تم کھانا کھاؤ"

"جی بابا"

وہ دونوں کھانے کے دوران ہلکی پھلکی گفتگو کرتے رہے۔

"باباجانی میں اپنی دوست کے ساتھ کچھ دیر باہر جانا چاہتی ہوں شام تک آجاؤں گی۔ کیا میں جاؤں؟"

اس نے اجازت چاہی۔

"اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔۔۔ مجھے اپنی بیٹی پہ پورا بھروسہ ہے، جاو۔۔۔ مگر جلدی سے آجانا پھر شام کا کھانا ہم سب مل کر کھائیں گے"

"اوکے باباجانی۔۔۔"

افق پانچ بجے کے قریب گھر سے باہر نکلی تو ذولقرنین حیدر باہر گاڑی میں موجود تھا وہ دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی

۔۔۔۔

تو ذولقرنین حیدر نے گاڑی سٹارٹ کردی۔۔۔

"بہت بہت مبارک ہو"

ذولقرنین حیدر نے مسکرا کر اسے مبارکباد دی۔

"تھینکس"

"چلو اب تم بھی جلدی سے مجھے اپنا رزلٹ بتاؤ"

وہ اشتیاق بھرے انداز میں بولی۔

"ایک منٹ۔۔۔۔!

اس نے ڈرائیونگ کے دوران اپنا موبائل پاکٹ سے نکالا اور اپنے رزلٹ کا سکرین شاٹ اسے دکھایا۔۔۔۔

افق نے موبائل اسکے ہاتھ سے لے کر نظروں کے سامنے کیا اور بغور دیکھنے لگی۔۔۔

ذولقرنین حیدر اسکے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

"یہ لو"

اس نے موبائل بند کیے اسکے ہاتھ میں پکڑا دیا۔۔۔۔

"ناراض ہو؟

"نہیں تو۔۔۔ بھلا میں کیوں ناراض ہوں گی۔۔۔۔"؟

اس نے سادگی سے کہا۔

"تمہیں غصہ نہیں آ رہا مجھ پہ"؟

ذوالقرنین حیدر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"بالکل بھی نہیں"

"تمہیں واقعی برا نہیں لگا"؟؟؟

اب کی بار وہ حیرت زدہ آواز میں بولا۔

"نہیں حیدر واقعی بالکل برا نہیں لگا۔۔۔ تو کیا ہوا کہ تم کسی بھی سبجیکٹ میں پاس نہیں ہوئے۔ محنت کرنا اس بار نہیں ہوا کلئیر تو ان شاءاللہ نیکسٹ ٹائم ہو جائے گا۔۔۔۔ اس نے رسان سے کہا۔۔

"I am really very sorry"

وہ معذرت خواہانہ انداز میں بولا۔

"تم نے مجھے ہر پیپر میں وقت سے اٹھایا مجھ پہ اپنا وقت ضائع کیا، مجھ پہ اتنی محنت کی، میں بہت شرمندہ ہوں یار ۔۔۔

تم مجھ سے کوئی شکوہ شکایت کیوں نہیں کرتی میرے کیئیے پر"؟

اس نے ونڈ سکرین سے نظریں ہٹائے افق کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں زندگی میں ایسا رشتہ چاہتی تھی جو مجھ سے امید لگائے تو گلہ شکوہ نا کرے۔ لیکن مجھے ایسا کوئی انسان نہیں ملا جو ایسا کرے۔
پھر میں نے سوچا میں خود ایسی انسان بن جاؤں گی۔ میں تمہاری زندگی میں ایسی انسان بننا چاہتی ہوں۔"

وہ دھیرے دھیرے بولتی چلی جا رہی تھی، باہر بھی سرمئی بادلوں نے انگڑائی لی اور کن من پھوار برسنے لگی۔۔۔ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔۔۔۔

جو گاڑی کے اندر کے افسردہ ماحول کو بھی خوشگوار کر گئی۔۔۔۔
ہوا کے تیز جھونکے سے ڈیش بورڈ پہ پڑا سگریٹ کا پیکٹ نیچے گرا تو افق نے جھک کر اٹھانا چاہا۔۔۔۔

تبھی ذولقرنین حیدر بھی جھکا اسے اٹھانے۔۔۔۔
دونوں ایک ساتھ ایک ہی وقت میں جھکے۔۔۔۔۔
دونوں کا ہاتھ سگریٹ کے پیکٹ پہ تھا اور دونوں کی پیشانی ایک دوسرے کی پیشانی سے ٹکرائی۔۔۔۔

دونوں کی آنکھیں بیک وقت چار ہوئیں۔۔۔
دونوں کو ایک دوسرے کا پہلا لمس محسوس ہوا۔۔۔۔

افق فوراً سگریٹ کا پیکٹ چھوڑ کر سیدھی ہوئی اور سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گئی۔۔۔۔

حیدر نے سیگریٹ پیکٹ سے نکال کر اسے ہونٹوں میں دبا کر سلگایا۔۔۔۔

اس کے بھڑکتے ہی گہرا کش لیتے ہوئے دھوئیں کا مرغولہ بناتے ہوئے ہوا میں اچھالا۔۔۔۔۔

اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔۔۔۔

"ذولقرنین حیدر۔۔۔۔!!!

مت پیا کرو یہ مضر سگریٹ۔۔۔۔ مجھے بالکل بھی پسند نہیں ہے یہ۔"

افق نے ناگواری سے چہرے کے زاویئے بگاڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔

یہ صحت کے لیے ٹھیک نہیں۔۔۔۔ تمہارے پھیپڑوں میں نشان چھوڑ جائے گی۔

نقصان دہ ہوگی بہت۔۔۔۔۔

وہ اپنے تئیں اسے سمجھانے لگی۔۔۔۔

"افق۔۔۔۔!!!

"اب اتنے بھی نشان نہیں چھوڑتا۔ جتنا تم نے بڑھا چڑھا کر سنا یاد یا ہے"

وہ سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔

"اچھا لاؤ کھاؤ اپنا ہاتھ۔ دیکھ لیتے ہیں کتنے نشان چھوڑتا ہے یہ"

اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو افق نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

انکی دوستی کو اتنے سال ہو گئے تھے مگر کبھی اس نے افق کو ٹچ نہیں کیا تھا نا کبھی ہاتھ تھاما تھا۔۔۔ یہاں تک کہ کبھی سلام کے لیے بھی ہاتھ نہیں ملایا تھا۔۔۔۔
افق نے اچنبھے سے اسے دیکھا پھر اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھا۔۔۔۔

ذوالقرنین حیدر نے اسکے دائیں ہاتھ کی پشت پر جلتا ہوا سگریٹ لگا دیا۔۔۔۔

مگر افق کے چہرے پہ پھر بھی درد کے کوئی آثار نہیں تھے۔۔۔۔ حالانکہ اس گرم جلتے ہوئے سگریٹ سے اس کی سکن جل رہی تھی۔۔۔۔ مگر وہ خود پہ ضبط کیے بیٹھی رہی۔۔۔۔
اس نے جلن کے باوجود بھی ہاتھ پیچھے نہیں کیا۔۔۔۔
ذولقرنین حیدر حیرت انگیز نگاہوں سے اسے دیکھتا چلا گیا۔ قریبا ایک منٹ گزر چکا تھا مگر وہ ہلی تک نا تھی۔۔۔۔

"جلا۔۔۔۔؟؟؟

اس نے سگریٹ پیچھے کیے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں اتنا نہیں۔"
وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر نے اسکا ہاتھ نہیں چھوڑا۔۔
سگریٹ ونڈو سے باہر پھینک دیا۔۔۔۔

گاڑی کی تیز رفتار اور خوشگوار موسم، اسکے ساتھ ساتھ اسکی نیند سب ملکر اس پہ حملہ آور ہوئے۔۔۔۔ اتنے دنوں سے نیند بھی پوری نہیں ہوئی تھی اسے پتہ نہیں چلا نجانے کب وہ نیند کی آغوش میں چلی گئی۔۔۔۔

"میں اسکے ساتھ اتنا کچھ کرتا ہوں مگر یہ لڑکی اف تک نہیں کرتی"
وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔۔ اور تاسف سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے گاڑی کو موٹر وے کے راستے پہ ڈال گیا۔۔۔۔

شام اب رات کے ملگجے سے اندھیرے میں بدل چکی تھی۔۔۔۔
اس نے افق کے چہرے پہ نظر ڈالی۔۔۔ شفاف چہرہ۔ دلکش نقوش، معصومیت سے لبریز انداز میں نیند میں ڈوبی ہوئی،

ذوالقرنین حیدر نے اپنا موبائل اٹھایا اور افق کے جلے ہوئے ہاتھ کی پشت کی جھلسی ہوئی جگہ پہ نرمی سے اپنے لب رکھے وہ سوئی ہوئی تھی۔۔۔اس نے اس یادگار منظر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے موبائل میں قید کر لیا۔۔۔

کچھ دیر بعد افق کی اچانک آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا اسکا ہاتھ ابھی بھی ذولقرنین حیدر کے ہاتھ میں تھا۔۔۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں"؟
اس نے ارد گرد دیکھا اسے دور دور تک کوئی ٹریفک اور ابادی دکھائی نہیں دی۔۔۔

"تمہارے رزلٹ کی خوشی میں سوچا تمہیں لانگ ڈرائیو پہ لے چلوں اسی لیے ہم موٹروے پہ ہیں"
"مجھے سگریٹ پینا ہے"
حیدر نے کہا۔

"تو پھر"؟
افق نے پوچھا۔

"اس نے گاڑی ایک سائیڈ پہ روک دی اور خود ڈرائیونگ سیٹ سے اٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے باہر نکل گیا ۔۔۔۔

پھر سامنے سے ہوتے ہوئے دوسری طرف آیا جس طرف افق بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

وہاں کھڑے ہوئے اس نے پھر سے سیگریٹ سلگایا۔۔۔۔

"تم باہر آؤ گی"؟

اس نے موسم کے باعث پیشکش کی۔

"ہمممم۔۔۔۔۔

افق نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

"آجاؤ پھر"

اس نے افق کی طرف کا فرنٹ ڈور کھولا۔

جیسے ہی افق نے قدم باہر نکالا بارش تیز ہو گئی۔۔۔۔

اس نے برا سا منہ بنایا۔۔۔اور واپس اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔

حیدر نے مسکراتے ہوئے ڈور واپس بند کر دیا۔۔۔۔اور بارش میں کھڑے سیگریٹ پینے لگا۔۔۔

افق نے گاڑی میں موجود میوزک سسٹم آن کیا تو ایک لائٹ سے میوزک کا گانا لگ گیا۔۔۔۔

وہ موسم کے ساتھ ساتھ میوزک سے بھی لطف اندوز ہونے لگی۔۔۔۔

پل دو پل کی ہے کیوں زندگی۔۔۔
اس پیار کو ہے صدیاں کافی نہیں۔۔۔
تو خدا سے مانگ لوں۔۔۔
مہلت میں اک نئ۔۔۔

وہ گاڑی کی ونڈو میں دونوں ہاتھ رکھ کر اپنا چہرہ ان ہاتھوں پہ جمائے باہر کا حسین منظر دیکھنے لگی۔۔۔۔

ذوالقرنین حیدر اسکے پاس کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

رہنا ہے بس یہاں۔۔۔
اب دور رکھ سے جانا نہیں۔۔۔
جو تو میرا ہمدرد ہے۔۔۔
سہانا ہر درد ہے۔۔۔۔

وہ بلا اختیار ہی تھوڑا سا جھکا اور افق کے سر پہ لیے ہوئے حجاب پہ لب رکھے۔ ۔ ۔ ۔

افق نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو اسکے رخسار یکلخت دہکنے لگے۔ ۔ ۔
وہ بلش کرتے ہوئے چہرہ جھکا گئی۔ ۔ ۔ ۔

"یہ صرف دوستی میں عقیدت کا جذبہ ہے اور کچھ نہیں"

اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔

اس نے فوراً خود کو کمپوز کر لیا۔۔۔

اور نارمل ہوتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر سیگریٹ پھونکتا رہا۔۔۔ مگر نظریں ہنوز افق پہ تھیں۔۔۔

اس نے کافی بار نوٹ کیا کہ وہ تب سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"ایسے مت دیکھو"

بالآخر افق نے ٹوک دیا۔۔۔

"میری نظریں ہیں میں تو دیکھوں گا،"

وہ لبوں میں دبے سیگریٹ کو انگلیوں میں پھنسائے ہٹ دھرمی سے مسکرا کر بولا۔۔۔

"نا دیکھو نا۔۔۔ ایسے میں کنفیوز ہو رہی ہوں۔۔۔۔"

اس نے اپنی مشکل بتائی۔۔۔۔

"میں تو دیکھوں گا"

"ویسے تم جتنی ضد لگاؤ گی اتنا ہی دیکھوں گا۔

وہ لاپرواہی سے شانے اچکا کر شرارت سے بولا۔۔۔۔

"کتنا ضدی ہے۔ اب جب بھی اس سے کوئی کام کروانا ہو گا الٹا ہی بولوں گی آئندہ"

وہ ہلکی آواز میں خودی سے مخاطب ہوئی۔۔۔۔

تیری مسکراہٹیں ہیں طاقت میری۔۔۔
مجھ کو انہیں سے امیدیں ملیں۔۔۔
چاہے کرے کوئی ستم یہ جہاں۔۔۔۔
ان میں ہی ہے سدا حفاظت میری۔۔۔
زندگانی بڑی خوبصورت ہوئی۔۔۔۔
جنت اب اور کیا ہو گی کہیں۔۔۔۔
جو تو میرا ہمدرد ہے۔۔۔۔۔
سہانا ہر درد ہے۔۔۔۔

اس نے حیدر سے نظر ہٹا کر سڑک پہ گرتی ہوئی بارش کی بوندوں پہ جمالیں۔۔۔ کچھ دیر بعد دیکھا تو وہ سیگریٹ شوز کی ایڑی سے مسل کر بجھاتے ہوئے دوسری طرف سے اندر آیا۔۔۔

تیری دھڑکنوں سے ہے زندگی میری۔۔۔
خواہشیں تیری اب دعائیں میری۔۔۔
کتنا انوکھا بندھن ہے یہ۔۔۔۔
تیری میری جان جو ایک ہوئی۔۔۔
لوٹوں گا یہاں۔۔۔ تیرے پاس میں ہاں۔۔۔
وعدہ ہے میرا مر بھی جاؤں کہیں۔۔۔
جو تو میرا ہمدرد ہے۔۔۔۔
سہانا ہر درد ہے۔۔۔۔ جو تو میرا ہمدرد ہے۔۔۔۔

اس کے کپڑے کافی حد تک بارش کی وجہ سے بھیگ گئے تھے اور اسکے بال بھی گیلے تھے۔۔۔ جن میں سے بوندیں ٹپک رہی تھیں۔۔۔۔

"نین تمہارے بال گیلے ہو گئے ہیں"

وہ روانی میں بول گئی۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔
جواب اسکے گیلے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے انہیں جھٹک کر خشک کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

وہ خاموشی سے اسکی طرف دیکھتا رہا۔۔
افق نے اسے ساکت بیٹھے دیکھ کر اپنا ہاتھ اسکے بالوں سے پیچھے کھینچ لیا۔۔۔

ذولقرنین حیدر نے آگے بڑھ کر اسکی پیشانی پہ نرمی سے لب رکھے۔۔۔
افق نے اسے نظر بھر کر دیکھا وہ آج بھی اپنے من پسند سیاہ رنگ میں ملبوس غضب ڈھا رہا تھا۔۔۔

ذوالقرنین حیدر نے سٹیئرنگ سنبھال لیا اور گاڑی سٹارٹ کی تو افق نے بھی سیٹ کی پشت پر سر لگا لیا باقی کا راستہ خاموشی سے گزر گیا۔۔۔۔ وہ اسے گھر ڈراپ کیے چلا گیا۔۔۔۔

"کیسے رہوں گی اتنے دن تمہارے بِنا۔۔" وہ بھاگنے کے انداز میں آ کر اسکے کشادہ سینے سے لگی آنسو بہانے لگی ۔۔۔۔

اسکے رخساروں پر بھیگیں پلکیں لرز رہی تھیں۔۔۔

کمرے میں خاموشی کا پہرہ تھا، وہ خاموش تھی اور چاہتی تھی کہ اس بار وہ اس کے سوال کا جواب ضرور دے ۔۔۔۔

پائتھن کے موبائل پہ کال آنے لگی تو اس نے بستر پہ پڑا فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔

"ہاں سن رہا ہوں تم بولو۔۔۔" وہ دوسری طرف وجود کے مخاطب پر بولا اور اسی مصروف انداز میں اپنا بازو سینوریٹا کی کمر میں حمائل کیے اسے خود سے قریب کیا۔۔۔
سینوریٹا کو اسکی پر تپش سانسیں اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھیں۔

"بلیک مونسٹر۔۔؟!!!
"ٹھیک ہے باقی کی انفو راستے میں بتانا" وہ اس سے کہہ کر رہا تھا پائتھن کا دوسرا سر سراتا ہوا ہاتھ سینوریٹا کے رعنائیاں بکھیرتے ہوئے سراپے کو چھو رہا تھا۔۔۔

اسکے گال تپ اٹھے۔۔ وجود میں سرد سنسنی سی دوڑ گئی۔۔۔۔
وہ جھٹپٹاتی ہوئی اسکی آہنی گرفت سے آزاد ہونا چاہتی تھی۔

"فرحان کو ساتھ لے کر جانا یا نا جانا یہ میرا فیصلہ ہے تم اس میں نا پڑو۔۔" وہ موبائل کی دوسری طرف موجود شخص سے سرد مہری سے پیش آیا۔

پائتھن نے کال ختم ہوتے اپنا موبائل واپس بستر پر پھینک دیا جس پہ اس کے کپڑے موجود تھے۔

اس نے سینوریٹا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھاتے ہوئے اسکے پاوں اپنے پاؤں پہ رکھے۔۔۔ تو دونوں بالکل برابر آگئے۔۔۔

"پانچ سال میرے بنا کاٹ لیے تو آگے کیا مسلہ ہے؟" اسنے گھمبیر سرگوشی میں پوچھتے اسکی شفاف بے داغ گردن میں جھک کر وہاں اپنے ہونٹ رکھے۔۔ اور دوسرا بازو بھی اسکی کمر میں حائل کر دیا۔۔

"اب ایسا کیا ہوا کہ تم ہمارے رشتے کو مان کر آگے بڑھانا چاہتی ہو۔۔" وہ اسکی گردن پر جا بجا اپنی شدتیں لٹاتے ہوئے بولا۔۔۔

جیسے جیسے اسکی جسارتیں بڑھتی جا رہی تھیں سینوریٹا کی دھڑکنوں کی رفتار بھی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

"تم وہ سب چھوڑ دو"

وہ اسکی شدتیں جھیلنے کے ساتھ اپنا مدعا بیان کرنے لگی۔۔۔۔

"میں بہت آگے نکل چکا ہوں واپس آنا بہت مشکل ہے، اور اسکی ذمہ دار تم ہو"

وہ اسکے گالوں پہ شدت بھرا لمس چھوڑتے بولا۔۔۔۔

"میں ذمہ دار ہوں تو میں ہی تمہیں اس میں سے نکال لوں گی، تم ساتھ دینے کا وعدہ کرو۔۔۔۔۔"

وہ اپنے گالوں پہ اس کی شدتوں کو برداشت کرتی گہری مسکراہٹ سے مسکرائی۔۔۔

"وعدے تو بنے ہی ٹوٹ جانے کے لیے ہیں۔۔"

پائتھن نے اپنے گاؤن کی ڈوری کھولی تو سینوریٹا فورا پلٹ گئی اور آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

پائتھن کے لبوں پر مسکراہٹ رینگی۔۔۔۔

اس نے چینج کیا۔۔۔۔

"زندگی نے ساتھ دیا تو واپس آکر اس بارے میں سوچیں گے۔۔۔۔"

وہ اسکے شانے پہ ہاتھ رکھ کر اس کا رخ اپنی طرف کیے سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔۔

سینوریٹا نے سرعت سے اسکے لبوں پہ ہاتھ رکھا۔

"تم مجھ سے دور نہیں جا سکتے،،،، کہیں بھی چلے جاؤ لوٹ کر تمہیں میرے پاس ہی آنا ہو گا۔۔۔ نا آئے تو یاد رکھنا۔۔۔ !!!!! زمین آسمان ایک کر ڈالوں گی تمہیں واپس لانے کے لیے"

اسکے انداز میں سرد سی پھنکار تھی۔۔۔۔

"عشق کرتی ہو؟؟؟"

وہ اسکی تھوڑی پہ لب رگڑتے ہوئے سوالیہ انداز سے بولا۔۔۔

"جب واپس آؤ گے تو جواب دوں گی"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے شرارت سے بولی۔۔

پائتھن نے اسکی تھوڑی کو دانتوں سے کاٹ لیا۔۔۔

"آہ۔۔۔۔ سینوریٹا نے سسکی بھری۔۔۔

"تمہاری ضد کا گفٹ دیا ہے صنم کے عاشق نے قبول کرو۔۔۔ شیشے میں اس نشان کو دیکھ کر ہر وقت یاد کیا کرنا اُسے"

وہ آنکھ ونگ کیے بولا

پھر اپنے لبوں پہ انگلی رکھ کر پھر وہی انگلی سینوریٹا کے تھرتھراتے ہوئے لبوں پہ رکھی۔۔۔۔

"ملتے ہیں"

۔۔۔اور جیکٹ اٹھا کر باہر نکل گیا۔۔۔۔

حفیظ صاحب نیچے کھڑے لان میں افق کا انتظار کر رہے تھے۔ اب وہ بار بار گھڑی کو دیکھتے تو کبھی افق کے کمرے کی کھڑکی کی طرف۔۔۔۔

وہ تیزی سے افق کے کمرے کے دروازے تک پہنچے

"اوپن دا ڈور بیٹا جی"

افق نے دروازہ کھولا۔

"جی بابا جانی" اس نے بشاشت بھرے انداز میں کہا۔

"ہاسپٹل نہیں جانا تمہیں۔" انہوں نے افق کے آگے اپنی گھڑی کرتے ہوئے اسے ٹائم دکھاتے ہوئے جیسے یاد کروایا تھا۔

"بابا جانی نائٹ شفٹ تھی، وہ کر لی تھی، مگر آج ڈاکٹر سارہ چھٹی پہ ہیں اس لیے انکی ڈیوٹی بھی مجھی کو کرنی پڑے گی، میں بس آئی" افق نے اپنا اوور آل بازو پہ ڈالا حجاب ٹھیک کیے ناشتہ کیے بغیر ہی تیزی سے گاڑی میں جا کر بیٹھ

گئی۔ تو حفیظ صاحب نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ کیونکہ ان کو بھی آفس کے لیے دیر ہو رہی تھی۔ افق کی ہاؤس جاب شروع ہو چکی تھی وہ بہت ذمہ داری اور جانفشانی سے اپنا فرض نبھا رہی تھی۔

* * *

وقت کا کام ہے اپنی رفتار سے گزر جانا اور وہ اپنی رفتار سے گزرتا چلا گیا۔۔۔۔

آج افق کو ہاؤس جاب کرتے ہوئے ایک سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔۔۔۔۔

"ڈاکٹر افق آج سے آپ ڈاکٹر سفیان کو اسسٹ کریں گی۔"

افق کو اس کی ڈیوٹی بتاتے ہوئے نرس ڈاکٹر سفیان کے پاس چھوڑ کر چلی گئی۔ جو اسکی بیک پہ کھڑے تھے۔

"ایکسکیوز می" ڈاکٹر سفیان کو دیکھتے ہی افق کا چہرہ بے تاثر تھا۔

"آپ اس سائیڈ سے پیشنٹ کو چیک کر کہ انکی فائلز بنائیں میں آ کر انہیں میڈیسن لکھ کر دیتا ہوں"

ڈاکٹر سفیان اس قسم بیماری کے سپیشلسٹ تھے۔

آج افق کی ڈیوٹی ایسے پیشنٹ کی وارڈ میں لگی تھی جہاں سب ڈرگز ایڈکٹ تھے،

ڈاکٹر سفیان ایک ایک پیشنٹ کے پاس کھڑے ہو کر بہت اپنائیت سے اس سے ڈرگز لینے کی وجہ پوچھ رہے تھے۔۔۔۔

افق انکے کام کرنے کے طریقے سے بہت مرعوب ہوئی۔۔۔۔

پانچ فٹ نو انچ ہائیٹ اور کسرتی بدن، رنگت قدرے سانولی تھی مگر نقوش تیکھے تھے، عمر میں پینتیس اور چالیس کے درمیان میں تھے، ایسا اسے لگا۔۔۔ چہرے پہ عجیب قسم کی سنجیدگی تھی۔۔۔۔

وہ اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر سفیان اس کے پاس آئے اور اسکی بنائی گئیں فائلز دیکھنے لگے۔۔۔

انہوں سب پیشنٹ کی کیس ہسٹری دیکھ کر میڈیسن لکھنی شروع کیں۔۔۔

"سر مگر یہ میڈیسن بھی نشے سے کم نہیں پھر یہ کیوں؟

افق نے حیرانگی سے ان سے سوال کیا۔۔۔

"کبھی کبھار نشے کو چھڑوانے کے لیے اسی قسم کی میڈیسن سے شروعات کرتے ہیں آہستہ آہستہ انہیں ٹریک پہ لاتے ہیں ایک دم سے سب ختم کر دیں گے تو مریض کو سکون نہیں ملے گا تو وہ سب چھوڑنے کا ارادہ چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔۔۔۔

انہوں نے اپنا تجربہ شئیر کیا۔۔۔

وہ انجیکشن بھرنے لگی۔۔۔۔

اور نرس کو مخاطب کیے اس سے پیشنٹ کو انجیکشن لگانے کا کہا۔۔۔۔

"کبھی میں ان نیند کی ادوایات کے لیے ترستی تھی۔۔۔۔ کیسے تڑپی تھی اس میڈیسن کے لیے۔۔۔۔ اور دیکھو آج میرے پاس ہر قسم کی دوائی ہے، مگر مجھے اس سب کی طلب نہیں رہی۔۔۔۔۔

"ایک دن میں کیسے تڑپی تھی کہ کسی ڈاکٹر کی پریسکرپشن مل جائے۔۔۔۔

دیکھو آج مجھے کسی ڈاکٹر کی پریسکرپشن کی ضرورت نہیں رہی۔۔۔۔ چاہوں تو ایسی ہزار پریسکرپشن لکھ ڈالوں۔۔۔۔"

وہ پرانی باتوں کو یاد کیے ہلکا سا مسکرائی۔۔۔۔

* * *

"بہت اچھی نیوز ہے"

افق نے اپنے اوور آل کی پاکٹ میں موجود اپنا بلنک ہوتے ہوئے موبائل کو نکال کر نظروں کے سامنے کیا تو ذولقرنین حیدر کا جگمگاتا ہوا میسج نظر آیا۔۔۔

اس کے بھینچے ہوئے لبوں پہ مسکراہٹ پھیلی۔۔۔۔

"وہ کیا"

اس نے ٹائپ کیے سینڈ کیا۔۔۔ پھر پیشنٹ سے اس کی کنڈیشن پوچھنے لگی۔۔۔

"ملو گی تو بتاؤں گا"

افق نے پیشنٹ کی فائل دیکھتے ہوئے اسے چند ضروری ہدایات پر عمل کرنے کے لیے کہا۔

پھر وہاں سے باہر نکلی۔۔۔۔

"میری ڈیوٹی ہارز ختم ہونے والے ہیں آ جاؤ۔۔۔۔

"اوکے جسٹ ویٹ فار ٹین منٹس"

ذوالقرنین حیدر نے میسج کیا۔۔۔۔

افق نے اپنے مخصوص کمرے میں آ کر اوورآل اپنے لاکر میں رکھا اور وہاں سے اپنا بیگ نکال کر شولڈر پہ ڈالا

۔۔۔۔

پھر دھیرے دھیرے باوقار انداز میں چلتی ہوئی باہر نکل گئی۔۔۔۔

جیسے ہی وہ پارکنگ ایریا میں پہنچی ذولقرنین حیدر گاڑی لیے سامنے تھا۔۔۔

اس نے افق کی جانب دیکھا۔۔۔

سیاہ اور پرپل امتزاج کے فراک اور چوڑی دار پاجامے پہنے سر پہ سیاہ حجاب لیے۔۔۔ نکھرا نکھرا چہرہ، گلابی ہونٹ، بڑی بڑی روشن آنکھیں، ذولقرنین حیدر کو وہ کسی پری سے کم نہیں لگی تھی۔ آج پہلی بار وہ بنا کسی ڈر کے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی نظروں کا زاویہ اسکے چہرے سے ہٹا نہیں پا رہا تھا۔۔۔

وہ ڈور کھول کر اسکے برابر آ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

کیسے ہو؟

اس نے رسماً پوچھا۔

"کافی لوگ ایسا کہتے ہیں کہ میں بیت ہینڈ سم ہوں"

وہ فخریہ انداز میں کالر اچکا کر بولا۔

"یہ صرف تمہاری شیلا ہی کہہ سکتی ہے جس کی آنکھوں کا چیک اپ ہونے والا ہے۔۔۔"

افق نے شرارت سے کہتے ہوئے تاسف سے سر ہلایا۔۔۔

"حسد بہت بڑی بیماری ہے جو لاعلاج ہے ڈاکٹر افق"

وہ تپ کر بولا۔

"یہ تمہارے لیے"

ذوالقرنین حیدر نے ڈیش بورڈ پہ پڑی ایک چاکلیٹ اسکی جانب بڑھائی۔۔۔

"یہ کس خوشی میں"؟

افق نے بنا ایک لمحہ ضائع کیے چاکلیٹ کھول کر منہ میں ڈالی۔۔۔ جو اسکے منہ میں گھلنے لگی۔۔۔

"میری انجینئرنگ کمپلیٹ ہو گئی۔۔۔

...And all credit goes to you

وہ خوش دلی سے مسکرایا۔۔۔

"اوہ۔۔۔ہ۔۔۔ مطلب تمہارا رزلٹ آگیا۔۔۔ تم واقعی سافٹ وئیر انجینئر بن گئے۔۔۔۔۔

افق کی خوشی دیدنی تھی۔۔۔

!!!....Congratulations

....Really very happy for you

وہ مسکراتے ہوئے اسے مبارکباد دینے لگی۔۔۔

"تم نے مجھے بہت پُش کیا تھا۔۔۔ تھینکس۔۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرا کر بولا۔

"کہاں جارہے ہو مجھے لے کر"؟

"ناتو یہ کیفے کا راستہ ہے، نا میرے گھر کا؟؟؟؟"

افق نے انجان راستے پر گاڑی روانہ دیکھی تو سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔

"ڈرو مت تمہیں اغواء کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔ اب اتنی بھی حسین پری نہیں کہ تمہیں دن دیہاڑے اغواء کرلوں۔۔۔۔

"ہا۔۔۔ہا۔۔ہا۔۔۔ویری فنی۔۔۔

وہ مصنوعی ہنسی ہنستے ہوئے آخر میں منہ پھلا کر بولی۔۔۔۔

کچھ دیر کی مسافت طے کیے وہ ایک گھر کے سامنے رکے۔۔۔۔

"آؤ۔۔۔وہ گاڑی سے نکل کر فقط اتنا ہی بولا۔۔۔توافق نے اس کی تقلید کی اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔۔۔۔

ایک چھوٹے سے لان سے ہوتے ہوئے وہ اندر داخل ہو گئے۔۔۔

ڈبل سٹوری گھر تھا۔۔۔

وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔

"یہ میرا کمرہ ہے کیسا لگا؟

حیدر نے بستر پہ گرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"یہ تمہارا کمرہ ہے؟؟؟

افق نے کمرے میں چاروں طرف تفصیلی نگاہ دوڑائی۔۔۔۔

کبرڈ کھلی ہوئی تھی جن میں سے کپڑے باہر لٹکے ہوئے تھے۔۔۔

ڈریسر پہ پرفیومز اور شیونگ کریم کھلی پڑی تھی۔۔۔۔

کچھ کپڑے ٹو سیٹر صوفے پہ پڑے تھے وہ یقیناً اسکے گندے کپڑے تھے جو وہ چینج کر کہ آیا تھا۔۔۔

رائٹنگ ٹیبل پر موجود لیپ ٹاپ ابھی تک آن تھا۔۔۔اسے شٹ ڈاؤن کرنے کی بھی کوشش نہیں کی گئی تھی۔

فرش پہ جا بجا کاغذ کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہوئے تھے۔۔۔

"سب گھر والے کہیں گئے ہوئے تھے سوچا تمہیں۔ اپنا گھر ہی دکھا دوں۔۔۔۔"

وہ بولا۔۔۔۔

"اف اتنے گندے ہو تم۔۔۔۔۔ میں تو بہت ویل مینرڈ ہوں۔۔۔۔ مجھے گندگی سے سخت کوفت ہوتی ہے۔۔۔۔
تمہاری یہ بے ترتیبی والی صفت دیکھ کر ہماری شادی کینسل۔۔۔۔
وہ ہنستے ہوئے موبائل پر ٹائپ کیے اسے سینڈ کرنے لگی۔۔۔۔

"اچھا جی یہ میرا ڈائلاگ میرے ہی منہ پہ مار اجا رہا ہے۔۔۔۔ ذولقرنین حیدر نے جواباً میسج کیا۔۔۔۔

"...You cheater"

حیدر نے میسج کیا

"No you are cheater"

افق نے میسج کیا۔۔۔

دونوں پاس کھڑے تھے مگر میسج پہ بات کر رہے تھے۔۔۔۔
دونوں نے ایک وقت میں ایک دوسرے کو ایک ہی لفظ لکھ کر سینڈ کیے "یو چیٹر"
تو پھر دونوں نے اپنے اپنے میسج کا سکرین شاٹ سینڈ کیا کہ ایک کی وقت تھا جب انہوں نے وہ لفظ لکھا۔۔۔
افق نے حیدر کا آیا سکرین شاٹ غور سے دیکھا۔۔۔۔

"تم نے یہ میرا نمبر کس نام سے سیو کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

"تمہیں جو جو چیزیں پسند نہیں اسی ایموجیز سے"

ذوالقرنین حیدر نے قہقہہ لگایا۔۔۔

افق نے دیکھا یلو ہارٹ، کیونکہ اسے یلو کلر پسند نہیں تھا، سگریٹ کا ایموجی اور آخر میں ایک وِچ (چڑیل) کا ایموجی

۔۔۔۔

"او۔۔۔ تو تم نے میرا نمبر کس نام سے سیو کیا ہوا ہے"؟

اس نے افق کا بھیجا سکرین شاٹ دیکھا تو اس پہ افق نے علامہ اقبال میڈیکل کالج لکھا تھا۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسے۔۔۔۔

"اف صبح سے ڈیوٹی کر کہ کھڑے کھڑے تھک گئی ہوں، پہلی بار تمہارے گھر آئی ہوں کوئی میزبانی کے فرائض ہی نبھالو۔۔۔ بندہ چائے پانی کا پوچھ لیتا ہے۔۔۔

وہ تکیہ سیدھا کیے بستر کی چادر کو ٹھیک کرتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔

"میں کیوں بناؤں بھئی یہ کام وام کرنا میرے بس کی بات نہیں۔۔۔ میں تو آرام کروں گا۔۔۔ اور وہ بھی ایسے

۔۔۔۔

وہ دھپ سے بستر پر لیٹے اپنا سر افق کی گود میں دھر گیا۔۔۔۔

اور اس نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔

کمرے میں کچھ پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔

"کیا کرنا ہے اب آگے ؟"

افق نے پھیلی ہوئی خاموشی کو توڑا۔۔۔۔

"کسی پرائیویٹ فرم میں اپلائی کروں گا اور کیا۔۔۔۔"

ذوالقرنین حیدر نے سیگریٹ کا پیکٹ کھول کر اس میں سیگریٹ نکال کر لبوں میں دبائی اور اسے لائیٹر سے سلگایا۔

۔۔۔

شعلہ بھڑکنے لگا اور وہ مرغولے بنا بنا کر ہوا میں اچھالنے لگا۔۔۔ پھر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔

ایک بار پھر سے ان دونوں نے چپ سادھ لی۔

"حیدر۔۔۔۔!!!!

افق نے آہستگی سے کہا۔۔۔

"ہممم۔۔۔۔

"تمہارے سینے سے نکلتا دھواں میرے دل سے ہو کر گزر رہا ہے۔۔۔۔"

ذولقرنین حیدر نے انگلیوں میں موجود سیگریٹ کو ٹپ جہاں سے شعلہ بھڑک رہا تھا وہ سے پکڑتے ہوئے مسل کر زمین پہ گرا دی۔۔۔۔

"افق۔۔۔۔!!!

وہ گھمبیر آواز میں بولا۔

"ہمممم۔۔۔!!!

افق نے فقط اتنا ہی کہا۔

"تمہاری ذات میرے لیے پنجرے کی مانند ہے۔ جس کے اندر آنے کے لیے مجھے اپنے پروں اور خود کو زخمی کرنا پڑا۔

لیکن زخمی ہونے اور اس پنجرے میں آنے کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ جتنا سکوں اس پنجرے میں آنے سے ملا ہے، وہ باہر کی آزادی میں نہیں تھا"

اس نے اپنا احساسات بیان کیے۔۔۔۔

اور آنکھیں کھول کر افق کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ جو اپنی گود میں رکھے اسکے سر کے بالوں میں دھیرے دھیرے انگلیاں پھیر رہی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔۔

ذوالقرنین حیدر کے دیکھنے کی دیر تھی افق کی آنکھوں سے آنسو نکل کر حیدر کی آنکھوں میں جذب ہونے لگے۔۔۔۔

ذوالقرنین حیدر نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے تھوڑا سا اپنے چہرے پہ جھکایا۔۔۔۔ اب وہ دونوں بہت قریب سے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

"دیکھو افق۔۔۔۔!!!!

"تمہاری پلکوں سے گر کہ شبنم میری آنکھوں میں قید ہو گئی ہے۔۔۔"

وہ عالم جذب سے بولا

افق نے ہاتھ کی پشت سے اپنے چہرے کو رگڑ کر صاف کیا۔۔۔۔

"بہت وقت ہو گیا ہے حیدر اب مجھے گھر واپس چھوڑ آؤ۔۔۔ مما۔ بابا ویٹ کر رہے ہوں گے۔۔۔۔

"اچھا آؤ۔۔۔

وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اسے ڈراپ کرنے کے لیے باہر نکل گیا۔۔۔۔

* * *

آج بھی افق کی ڈیوٹی تھرڈ فلور پہ ڈاکٹر سفیان کے ساتھ انکی وارڈ میں ہی تھی۔۔۔ وہ پیشنٹ کا معائنہ کیے نیچے اتر رہی تھی۔۔۔ ذولقرنین حیدر کا میسج آیا۔ اس کا

دھیان فون کیطرف ہونے کیوجہ سے پاؤں کب مڑا اُسے پتہ ہی نہیں چلا۔ جس پر اسکی چیخ سے ڈاکٹر سفیان فوراً آگے بڑھ کر افق کو تھام لیا۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے" ڈاکٹر سفیان نے وارڈ بوائے سے کہہ کر کرسی منگوائی اور افق کو وہیں کرسی پر بٹھا کر اسکا پاؤں دیکھنے لگا۔ اسکے پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہی افق کو درد کی لہر محسوس ہوئی۔
وہاں سے گزرتی ہوئی دو تین نرسز آکر وہیں رک گئیں۔۔۔۔۔
"بہت درد ہو رہا ہے میرے پاؤں میں"
اس نے درد بھری آواز میں کہا۔۔۔۔ تو ڈاکٹر سفیان نے فوراً پاس کھڑی نرس سے پین ریلیو سپرے منگوایا تھا۔ اور اسکے پاؤں پہ وہ سپرے کر دیا۔۔۔۔

ڈاکٹر سفیان نے اسکے پاؤں کو ٹویسٹ کر کے اسکی چوٹ کی نوعیت کا اندازہ لگایا
پھر اس نے نرس سے بلوا کر افق کی پٹی کروائی اور اسے پین کلر دے دی

"میں نیچے کیسے جاؤں گی؟" افق نے اپنے پاؤں کے خیال سے کہا۔۔۔۔
"میں آپکی ہیلپ کر دیتا ہوں، ویسے بھی ڈیوٹی ہارز ختم ہو گئے ہیں۔ آپ گھر جا کر ریسٹ کریں۔ میں بھی گھر ہی جا رہا ہوں آپکو ڈراپ کر دیتا ہوں۔"
"نہیں۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ افق اسے مدد کے لیے منع کرتی۔۔۔۔

ڈاکٹر سفیان اُسے اپنے بازوؤں میں اُٹھاتا سیڑھیاں نیچے اترنے لگا۔

"مجھے نیچے اتاریں ڈاکٹر سفیان۔۔۔۔!!!

وہ تقریبا چلانے کے انداز میں اس پہ بھڑک اٹھی۔۔۔۔اور شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے غرائی

۔۔۔۔مگر مقابل ڈھیٹ ابن ڈھیٹ ثابت ہوا تھا اس نے افق کی ایک نا سنی۔۔۔۔

"میں کہہ رہی ہوں مجھے چھوڑ دیں ڈاکٹر سفیان۔۔۔۔۔"""""

وہ اسے ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ اسکے سینے پہ مکے برسانے لگی۔۔۔۔

مگر ڈاکٹر سفیان نے اسے باہر لا کر اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا دیا اور گاڑی کا ڈور بند کیا۔

اس سے پہلے کہ افق اپنی چوٹ کا خیال چھوڑ کر اسکی گاڑی سے باہر نکلتی۔۔۔۔

ڈاکٹر سفیان نے دوسری طرف سے آکر اپنی کار کا فرنٹ ڈور زور سے بند کیا۔

تو آٹو میٹک گاڑی لاکڈ ہو گئی۔۔۔۔

"مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ کہیں دروازہ کھولیں۔۔۔۔"

وہ تیکھے لہجے میں خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پھنکاری۔۔۔۔

"گھر کا ایڈریس بتائیں۔۔۔۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔

وہ جلنے کڑھنے کے سوا اور کچھ نا کر سکی۔۔۔۔نا چاہتے ہوئے بھی اسے ایڈریس بتا دیا۔۔۔۔

سارا راستہ خاموشی سے گزرا۔۔۔

ڈاکٹر سفیان نے گاڑی اسکے بتائے گئے ایڈریس کے مطابق اسکے گھر کے سامنے لا کر کھڑی کی۔۔۔

ڈاکٹر سفیان گاڑی سے اُتر کر اب زبردستی افق کا بازو پکڑ کر اسے اندر لے کر آیا تھا۔

"افق بیٹا کیا ہوا آپکو؟"اس کی والدہ نے فوراً سے پیشتر آگے بڑھ کر اس کے پیر میں لگی پٹی دیکھ کر تشویش بھرے انداز میں پوچھا۔

"کچھ نہیں بس ڈاکٹر افق کے پیر موچ آئی ہے"ڈاکٹر سفیان نے جواب دیا۔

"آؤ بیٹھو تم دونوں۔۔۔ اسکی والدہ نے افق کی مدد کرتے ہوئے اسے صوفے پر بٹھایا۔۔
"میں تمہارے لیے کچھ چائے پانی کا انتظار کرواتی ہوں۔۔۔"
وہ ڈاکٹر سفیان سے کہتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔
"اب کیسا فیل کر رہی ہیں آپ؟
ڈاکٹر سفیان نے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔۔

"تم پلیز جاؤ یہاں سے مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی"

وہ بنا لحاظ کیے پھاڑ کھانے والا انداز میں بولی۔۔۔۔

"تمہیں تو شکریہ ادا کرنا چاہیے میرا۔۔۔ ایک تو تمہاری مدد کی بجائے کے میرے پاؤں دھو دھو کر پیو۔۔۔ الٹا مجھے ہی آنکھیں دکھا رہی ہو۔۔۔۔ اپنا شکریہ کیسے وصولنا ہے اچھے سے آتا ہے مجھے۔۔۔۔ جسٹ ویٹ اینڈ واچ"

وہ پراسرار سا مسکرایا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔۔۔۔

"منحوس انسان۔۔۔!

افق نے پاس پڑا کشن اٹھا کر زور سے زمین پر پھینکا۔۔۔۔۔

* * *

ہاسپٹل میں بیٹھا وہ زیرِ لب یہی دُعا کر رہا تھا کہ اسے کچھ نہ ہو، اپنے خون سے رنگین ہاتھوں کو دیکھ وہ اذیت سے آنکھیں میچ گیا، اس کے ہاتھوں میں سحر کا خون لگا تھا وہ جانتا تھا کہ اگر اسے کچھ ہوا تو وہ جی نہیں پائے گا، اس کا بچہ جس نے ابھی تک آنکھیں نہیں کھولیں تھیں کیا وہ، اس سوچ کے ذہن میں آتے ہی وہ اپنا سر جکڑ گیا، تبھی آپریشن تھیئٹر کا دروازہ کھلا تھا اور چونک کر کھڑا ہوتا ارحام نرس کو نکلتے دیکھ جلدی سے آگے بڑھا،

"ن۔نرس۔وہ۔۔"

گھبراہٹ جس قدر طاری تھی اس پر وہ بول بھی نہیں پایا تھا، بس جسم کا ہر عضو کان بنا اس کے منہ سے یہ لفظ سننے کا منتظر تھا کہ وہ ٹھیک ہے مگر نا جانے کیوں دل عجیب خوفزدہ تھا مقابل کھڑی نرس کے مایوس چہرے کو دیکھ،

"تحمل سے بات سنیں مسٹر۔۔۔ ہم نے اپنی طرف سے مکمل کوشش کی لیکن سیڑھیوں سے گرنے کے باعث خون بہت بہہ چکا ہے اور بچے اور آپکی مسسز کو بچانا بہت مشکل ہے مگر ڈاکٹر کوشش کر رہی ہیں۔۔"

نرس نے پیشہ وارانہ انداز میں کہا تھا مگر ارحام پتھرائی نظروں سے اسے دیکھتا رہ گیا، دل میں درد کی جو بری ٹیس اٹھی تھی اسے لگا وہ اس کا سینا چیر دے گی، نرس کے کہے الفاظ اسے انگارے کے مانند اپنے جسم کو جھلساتے ہوئے محسوس ہوئے، بے جان ہوئے قدموں کی وجہ سے لڑکھڑایا، پھر یکلخت خود پہ قابو پا کر ہوش میں آیا۔۔۔

"اگر میری بیوی اور بچے کو کچھ بھی ہوا تو میں اس ہاسپٹل کے سارے ڈاکٹرز کی ڈگریوں کو بیچ چوراہے میں رکھ کر آگ لگا دوں گا۔۔۔ اس ہاسپٹل کے عملے کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔۔۔

وہ مشتعل انداز میں قریب پڑی چیئر کو اٹھا کر پھینکا تھا۔۔۔

وارڈ بوائے اور نرسز پیچھے ہوئے۔۔۔۔

وہی نرس واپس آپریشن تھیٹر میں گئی۔۔۔

"ڈاکٹر افق۔۔۔۔

"باہر اس پیشنٹ کے ہزبینڈ نے طوفان کھڑا کر رکھا ہے"

افق جو تین دنوں بعد ہاسپٹل آئی تھی اور ڈاکٹر سفیان سے بچنے کے لیے اپنی ڈیوٹی گائنی وارڈ میں لگوائی تھی۔۔۔۔

نرس کی بات سن کر اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں رکنے کا کہا۔۔۔

دوسری نرس کو ایک روتا ہوا نیو بورن بے بی پکڑا یا۔۔۔۔

پیشنٹ کو چیک کرنے کے بعد وہ ہاتھوں سے گلوز اتارتے ہوئے باہر نکلی۔۔۔۔

چہرے پہ ابھی آپریشن تھیٹر میں پہنا جانے والی کیپ اور ماسک موجود تھا۔۔۔

"کیا مسلہ ہے آپ کو۔۔۔۔؟؟؟

"کیوں طوفان مچار کھا۔۔۔۔؟؟؟

"آپکی وائف اور بچی ٹھیک ہے"

وہ مصروف انداز میں پیشنٹ کی فائل پکڑے اس پہ نظریں دوڑاتی ہوئی چل کر باہر آئی اور تلخ لہجے میں بولی۔۔۔۔

وہ جھٹکے سے پیچھے مڑا تھا اس بات پر مگر ڈاکٹر تب تک ڈاکٹر اس کے پاس آچکی تھیں،

افق نے نظریں اٹھا کر سامنے کھڑے ہوئے ارحام کو دیکھا۔۔۔۔

آج افق حفیظ ہار گئی تھی، بہت بری ہاری تھی۔۔۔۔ خود سے، اپنی، محبت سے نفرت سے اور اس شخص سے، یوں لگا تھا جیسے آج وہ تہی داماں رہ گئی ہے۔ انجانے میں ابھی تک وہ ارحام کے پلٹنے کی امید میں تھی، اسے آس تھی کہ شاید کبھی زندگی کے کسی موڑ پہ ارحام پلٹ آئے گا اپنے کیے پہ نادم ہو گا مگر وہ تو اپنی زندگی میں بہت آگے بڑھ چکا تھا، یہاں تک کہ شادی بھی کر چکا تھا اور بچی بھی، بے اختیار سسکتی وہ اچانک آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرتے آنسوؤں کو صاف کرنے لگی، وہ بھاگنے کے انداز میں سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔۔۔۔۔ ضبط سے سرخ چہرہ لیے وہ آج دنیا جہاں سے بے خبر اس انسان کے لیے جس سے کبھی وہ بے پناہ محبت کی دعویدار تھی اس کی بے اعتنائی پہ زاروزار آنسو بہانے لگی۔۔۔۔۔

* * *

”مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔“ اس نے ٹائپ کر کے سینڈ کر دیا اور جواب کا انتظار کرنے لگا۔۔

”لیکن میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔“ تھوڑی ہی دیر بعد ڈاکٹر سفیان کے سیل پر میسج نوٹیفکیشن موصول ہوئی تو اس نے دیکھا میسج افق کا تھا۔ اسکے ماتھے پر بل پڑ گئے اس نے دوبارہ میسج کیا۔۔

”میری بات تو آپ کو سننی ہی پڑے گی۔ جو مرضی کہو آپ۔۔۔۔“ اس کو بہت غصہ آ رہا تھا کیوں کہ افق اس سے بات جو نہیں کر رہی تھی۔۔ اور اس نے ڈیوٹی بھی دوسری وارڈ میں لگوا لی تھی۔۔۔

ایک ہفتے سے وہ ہاسپٹل بھی نہیں آئی تھی۔۔۔۔

”ڈاکٹر سفیان میں کوئی آپ کی ملازم نہیں ہوں جو آپ کے رعب میں آ جاؤں گی۔ اور ہر بات مانوں گی۔۔۔ مائنڈ اٹ۔۔۔!!!!

میں اک جیتی جاگتی انسان ہوں اور اپنی مرضی کی مالک ہوں۔۔۔ نہیں کرنی میں نے آپ سے بات۔“ اس نے میسج پڑھا اور جواب دینے کی بجائے کال ملا لی۔۔ اس نے بھی فوراً کال اٹینڈ کر لی تھی۔۔

”کیوں نہیں بات کرنا چاہتی آپ مجھ سے۔۔۔؟“ جیسے ہی اس نے کال ریسو کی ڈاکٹر سفیان نے غصے سے پوچھا۔۔۔

”کیوں کہ میں آپ کو بلکل بھی نہیں جانتی اور نہ ہی میرا آپ سے کوئی ی تعلق ہے اس لیے نہیں کرنا چاہتی میں آپ سے بات۔۔۔۔۔۔۔انجان لوگوں سے بات کرنا مجھے بلکل پسند نہیں۔۔“ دوسری طرف سے اس نے صاف اور کھری بات کر کے۔۔

"ہم کو لیگ ہیں، اور بات کرنے سے ہی رشتے بنتے ہیں، رشتہ بنانا چاہتا ہوں تبھی بات کر رہا ہوں۔۔۔"

"مجھے کسی سے کوئی رشتہ نہیں بنانا۔"

اس نے کال کاٹ کر موبائل زمین پہ زور سے پٹخ دیا۔۔۔۔۔ وہ درد کی انتہاؤں کو چھو رہی تھی۔۔۔۔ موبائل گر کر دو ٹکروں میں بٹ گیا۔۔۔۔۔

افق نے انجیکشن بھرا اور اپنی وین میں لگایا۔۔۔۔

کچھ ہی لمحوں میں اسے سرور سا محسوس ہوا، افق نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ اور بستر پہ گرنے کے انداز میں لیٹ گئی۔۔۔۔

کال کب کی بند ہو چکی تھی لیکن اس کے دماغ میں افق کی باتیں گھوم رہی تھی۔۔۔ اس نے دوبارہ کال ملائی تو افق کا سیل آف ہو چکا تھا۔ غصے سے اس کی رگیں تن گ ئی یں۔ اس نے اپنا سیل اٹھا کر زور سے بستر پر پھینکا۔۔۔۔!

"بہت جلد تمہیں اس بدتمیزی کی قیمت چکانی ہو گی ڈاکٹر افق۔۔۔۔!!!!

رات اس کی بے چینی اور مشکل سے گزری تھی۔۔!

سر میں بہت زیادہ درد ہونے کی وجہ سے اب اسکا سر بہت بھاری تھا اور اس کی آنکھیں نیند نہ آنے کی وجہ سے سرخ ہو چکی تھی۔۔ لیکن پھر بھی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اور آگے کا لائحہ عمل تیار کرنے لگا۔۔۔۔۔

* * *

دو ہفتے ہونے کو آئے تھے افق نا تو کمرے سے باہر نکل رہی تھی نا ہاسپٹل جا رہی تھی۔۔۔۔۔

حفیظ صاحب اور افق کی مما دونوں اسے لے کر بہت پریشان تھے۔۔۔۔۔

ایک بار پھر افق وہی حالت کو پہنچ چکی تھی جس سے کئی سال پہلے اسکا واسطہ پڑا تھا۔۔۔۔

نا کچھ کھاتی نا پیتی سارا دن اور ساری ساری رات کمرے میں لیٹی رہتی۔۔۔۔

آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے گہرے ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ جبڑے کی ہڈیاں نمایاں ہونے لگی تھیں۔۔۔۔

رنگت بھی کافی ڈل ہو گئی تھی۔۔۔

انہیں نہیں پتہ تھا کہ افق نے خود کو ڈرگز کے انجیکشن لگانے شروع کر دیئے تھے۔۔۔

وہ جب کربناک یادوں سے پیچھا چھڑوانا چاہتی تو پھر سے انجیکشن لگاتی اور خود سے بیگانہ ہو جاتی۔۔۔۔

یہی کیفیت طاری تھی۔۔۔۔

ادھر ذولقرنین حیدر جو جاب کے سلسلے میں مصروف تھا مگر افق کو بھی بھولا نہیں تھا اسے روزانہ کال اور میسجز کرتا مگر اسکا کوئی بھی ریپلائے نہیں آتا۔۔۔

وہ اسے لے کر کافی پریشان تھا۔۔۔

تبھی اس کے ہاسپٹل میں جا کر پتہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ دو ہفتوں سے ہاسپٹل نہیں آئی۔۔۔لیو پہ ہیں۔۔۔۔

وہ کشمکش میں مبتلا واپس لوٹ گیا اور ایک دو دن میں اسکے گھر جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔تاکہ خود جا کر اسکی خیریت دریافت کر سکے۔۔۔۔

"بیگم۔۔۔۔!!!

* * *

"افق بیٹا۔۔۔!!!! تم بھی تیار ہو جاؤ۔ تمہارے بابا آنے والے ہوں گے۔ آج کچھ خاص مہمان آ رہے ہیں۔۔" وہ مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی ی تو افق کے کمرے میں آ کر انہوں نے اس کو کہا۔۔

"مما میں نے کسی سے نہیں ملنا۔۔۔

وہ ناگواری سے بولی۔۔۔

"بیٹا آپکے بابا کے ملنے والے ہیں۔ اٹھ جاؤ ورنہ وہ پھر ناراض ہو جائیں گے آپ سے۔۔۔اپنے بابا کے لیے اتنا نہیں کرو گی"

انہوں نے جذباتی طور پر اسے سمجھا کر اٹھانے کی کوشش کی۔۔۔۔

"اچھا مما۔۔۔! وہ چکراتے ہوئے سر کو تھامے ہوئے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"افق میں نے آپ کے کپڑے پریس کر دیے ہیں۔۔۔" انہوں نے اس سے کہا اور کمرے سے چلی گئیں

۔۔۔۔

وہ شاور لیے تھوڑا فریش محسوس کرتے تیار ہو کر کمرے سے نکلی حفیظ صاحب بھی آ چکے تھے۔۔

"آپ بھی تیار ہو جائیں۔۔۔۔"

"ہونے لگا ہوں بیگم۔۔۔! ویسے بھی میں نے کون سا زیادہ ٹائم لگانا ہے۔" انہوں نے نرمی سے کہا اور تیار ہونے کے لیے اندر چلے گئے۔ وہ لاؤنج میں بکھرا ہوا سامان سمیٹنے لگ گئی۔ اسے پھیلاوے سے ہمیشہ سے چڑ رہی تھی۔۔۔۔

تب ہی اچانک سے دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ سمجھی کہ اس کے دونوں بھائی اکیڈمی سے آئیں ہوں گے۔

"کون۔۔۔؟" اس نے دروازے کے پاس آ کر پوچھا۔۔

"افق۔۔۔! دروازہ کھولو میں ڈاکٹر سفیان۔۔۔" اس کو باہر سے ڈاکٹر سفیان کی آواز آئی تو وہ حیران ہوئی کہ اس وقت وہ کیوں آیا ہے۔ اس نے سوچا اور دروازہ کھول دیا۔۔

"تم یہاں کیوں۔۔۔۔؟؟؟

اس سے پہلے کہ وہ کوئی سوال کرتی۔۔۔ اس کے ساتھ دو سوبر سے لوگ تھے۔ جو یقیناً اس کے والدین تھے

۔۔۔۔

کہ ان کے ہاتھوں میں مٹھائی اور پھلوں کی ٹوکریاں دیکھ کر حیران ہو گئی۔۔

”ڈاکٹر سفیان یہ سب کیا ہے۔۔۔؟ اور آپ کے ساتھ یہ لوگ کون ہیں۔۔۔؟“ اس کے منہ سے حیرانگی میں سلام کی جگہ یہ الفاظ پھسل گئے۔ اس کے پوچھنے پر ان دونوں نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ افق کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اور انہوں نے سفیان کی پسند کی داد دی تھی۔

”ارے بیٹی۔۔۔ اندر تو آنے دو بتاتی ہوں۔“ ایک سوبر سی خاتون نے اس کی حیرانگی کو نظرانداز کرتے ہوئے مسکرا کر کہا کیوں کہ ان کے ہاتھ میں مٹھائی کی ٹوکری تھی تو وہ تھک گئی تھیں،

”افق کون آیا ہے۔۔۔۔؟“ اسکی مما اس کے قریب آ گئی تھیں۔۔

”مما آپ خود دیکھ لیں ڈاکٹر سفیان اور ان کے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔“ اس نے اپنی والدہ کو کہا اور خود سائیڈ پر ہو گئی۔

"آیئے نا پلیز آپ لوگ اندر"۔ انہوں نے ان کو اندر آنے کو کہا۔ اس خاتون کے ہاتھ میں مٹھائی دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھیں کہ یہ لوگ کیوں آئے ہیں۔ ان کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر انہوں نے اندر جا کر حفیظ صاحب کو بھی بتایا۔۔

"بیگم یہ ڈاکٹر سفیان اور اسکی فیملی ہے، افق کے ہی ہاسپٹل میں کام کرتا ہے، اسکا مجھے فون آیا تھا کہ وہ افق کے رشتے کے لیے اپنی فیملی کو ہمارے گھر لانا چاہتا ہے اجازت مانگ رہا تھا تو میں نے دے دی۔۔۔ یہی سوچ کر کہ اب افق کی شادی کی عمر ہو گئی ہے۔ جو اس کی حالت ہے، شادی ہو گی تو گھریلو زندگی میں مصروف ہو جائے گی۔ اسے ایک ساتھی کی ضرورت ہے جو اسے سپورٹ کرے اسکا خیال رکھے۔۔۔ شاید وہ افق کو اس حالت سے نکال لے۔۔۔" انہوں نے اپنی سوچ ان پہ ظاہر کی۔۔۔

"جی ٹھیک کیا آپ نے افق کی شادی کی عمر ہے۔ رشتہ تو اچھا لگ رہا ہے باقی ملکر بات کرتے ہیں"

حفیظ صاحب بھی ان کی بات سن کر ڈرائنگ روم میں آگ ئی ے۔۔ افق کچن میں چلی گ ئی ی۔۔۔

"یہ آپکے والدین ہیں۔۔۔؟" سلام دعا کے بعد حفیظ صاحب نے ڈاکٹر سفیان سے پوچھ کر اپنی الجھن کم کرنی چاہی۔ حیران تو وہ بھی بیٹھے تھے اور سمجھ بھی گ ئی ے تھے ان کے آنے کی وجہ پر وہ کون تھے؟ کہاں سے آئے تھے؟ حفیظ صاحب یہ نہیں جانتے تھے۔۔۔

"حفیظ صاحب۔۔۔ میں ایک گورنمٹ کالج میں پروفیسر ہوں یہ میری مسسز جو این جی او چلاتی ہیں اور سفیان کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔" اسکے والد نے ایک ایک کر کے سب کا تعارف کروایا۔ افق نے سب کچھ اپنی میڈ کے ذریعے اندر بجھوا دیا تھا۔۔

حفیظ صاحب اور ان کی بیگم دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔

"بھائی ی صاحب! ہم یہاں افق بیٹی کے لیے رشتہ لے کر آئی ے ہیں۔ وہ ہمیں بہت پسند ہے اور ہم اس کو اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔" ڈاکٹر سفیان کی والدہ نے ان کے سامنے اپنے وہاں آنے کا مدعا بیان کیا۔

"دیکھیں بہن جی۔۔۔! آپ لوگ ہمارے گھر آئے ہمیں بہت خوشی ہوئی ی کہ اتنے بڑے گھر سے میری بیٹی کے لیے رشتہ آیا ہے۔ لیکن ہم اس رشتے کے لیے اپنی بیٹی سے پوچھے بنا ہاں نہیں کر سکتے۔۔۔۔ ہمیں کچھ وقت دیں سوچنے کا پھر آپ کو جواب دیں گے جو بھی ہماری بیٹی کا فیصلہ ہوا۔۔۔ ویسے تو مجھے پوری امید ہے کہ میری بیٹی میرے کسی بھی فیصلے سے انکار نہیں کرے گی۔ کیونکہ میری بیٹی میرا فخر ہے بہت تابعدار ہے وہ" حفیظ صاحب نے ان کی بات غور سے سنی اور پھر اس کے بعد توصیفی انداز میں افق کے بارے میں کہا۔۔۔

"ٹھیک ہے بھائی صاحب ہمیں انتظار رہے گا آپکے مثبت جواب کا" وہ خوشدلی سے مسکرا کر بولیں۔

افق جو باہر کھڑی سب سن رہی تھی اس کو یہ بھی یاد آیا کے اُس رات اس نے سیل توڑ دیا تھا ابھی تک اس کو ٹھیک نہیں کیا اور نا ہی آن کیا تھا وہ پلٹی اور کمرے میں چلی گئی۔۔

”بہن جی۔۔۔! آپ لوگ کچھ لیجئے نہ۔ افق کی والدہ نے آداب میزبانی نبھاتے ہوئے کہا۔۔۔

کچھ دیر آپسی گفتگو کے بعد۔۔۔۔

”بہت اچھا لگا آپ سے ملکر۔۔۔! اچھا جی تو اب ہم چلتے ہیں۔ بہت شکریہ آپ لوگوں نے ہماری بات سنی اور ہمیں اتنی عزت دی۔۔“ ڈاکٹر سفیان نے حفیظ صاحب سے کہا۔ وہ تینوں آگے پیچھے چلتے ہوئے وہاں سے باہر نکل گئے۔۔۔۔۔

* * *

وہ بستر پر اوندھے منہ پڑی تھی جب حفیظ صاحب اور اسکی مما دونوں اسکے کمرے میں آئے۔۔۔

"کیا ہوا میری بیٹی کو"؟

وہ اسکے پاس بیٹھتے ہوئے اسکے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے نہایت شفقت سے بولے۔۔۔

"کچھ نہیں بابا جانی"

وہ اٹھ کر اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے دھیمی آواز میں بولی۔

"بیٹا میں نے اور آپکی مما نے آپکی شادی کا فیصلہ کیا ہے۔ اور آپکی رائے جاننا چاہتے ہیں۔۔۔۔ میں کوئی زور زبردستی نہیں کروں گا آپ آرام سے سوچ سمجھ کر جواب دینا کہ آپ ڈاکٹر سفیان کا ایز اے لائف پارٹنر انتخاب کریں گی یا نہیں"

میں آپکے جواب کا منتظر رہوں گا"

وہ مدبرانہ انداز میں کہتے ہوئے وہاں سے باہر نکلے تو ایک بار پھر سے ڈور بیل بجی۔

اس بار حفیظ صاحب نے خود آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔۔۔۔

"اسلام و علیکم !

ذولقرنین حیدر نے نہایت ادب سے سلام کیا۔۔۔۔

"وعلیکم السلام !

"انکل میں افق کا سکول فرینڈ ذولقرنین حیدر شاید آپکو یاد ہوں۔۔۔۔

ایک بار افق گر گئی تھی تو۔۔۔۔۔ اس نے کیچڑ کا لفظ استعمال نہیں کیا۔

"اووووو۔۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہاں یاد آیا۔۔۔

"آؤ بیٹا بیٹھو۔۔۔۔"

وہ اسے لیے لاونج میں ہی بیٹھ گئے۔۔۔۔

"بیگم زرا دو کپ چائے بھجوا دو"

انہوں نے اپنی بیگم سے کہا پھر ذولقرنین حیدر سے مخاطب ہوئے۔۔۔۔

"آپ ابھی تک افق سے کانٹیکٹ میں ہو؟

انہوں نے سوالیہ لہجے میں استفسار کیا۔

"جی انکل سکول کے بعد درمیان میں سے کچھ عرصہ رابطہ نہیں رہا لیکن پچھلے پانچ سال سے ہم میں اچھی دوستی ہے۔۔۔"

"تو پھر تمہیں یہ بھی پتہ ہو گا کہ افق کی آج کل حالت کی وجہ کیا ہے"؟

"کیوں کیا ہوا افق کو"؟

اس نے حیرانگی سے استفسار کیا۔

"تمہیں واقعی نہیں پتہ؟

انہوں نے ابرو اچکا کر سپاٹ انداز میں پوچھا۔

"دراصل میں جاب کے سلسلے میں کچھ مصروف رہا اس لیے دو ہفتوں سے اس سے بات نہیں ہوئی جس وجہ سے مجھے یہاں آنا پڑا اسکی خیریت دریافت کرنے۔۔۔۔۔دو ہفتے پہلے تک تو وہ بالکل ٹھیک تھی۔۔۔۔"

"تم اسے سمجھاؤ پلیز۔۔۔۔میں بھیجتا ہوں اسے۔۔۔۔"

اسکے والد اٹھ کر افق کے کمرے میں آئے۔۔۔

"بیٹا باہر حیدر آیا ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے"

افق جو کسی گہری سوچ میں گم تھی انکی بات سن کر چونک گئی۔۔۔۔

اور انکے پیچھے پیچھے چلتی ہوئی باہر آ گئی۔۔۔۔

"آپ دونوں باتیں کرو میں زرا دیکھوں تمہارے دونوں بھائی ابھی تک اکیڈمی سے واپس کیوں نہیں۔۔۔ابھی تک تو انہیں آ جانا چاہیے تھا۔۔۔

وہ گھڑی کے طرف دیکھتے ہوئے پریشانی سے دروازے کی طرف بڑھے۔۔۔۔

"یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تم نے"؟

ذولقرنین حیدر نے افق کو بغور دیکھتے تیکھے انداز میں کہا جو سامنے صوفے پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے میری حالت کو"؟

وہ زخمی سا مسکرائی۔۔۔۔۔

"افق۔۔۔۔!!!!

"مجھے سچ سچ بتاؤ تم ڈرگز لے رہی ہو نا۔۔۔؟؟؟

اب وہ اٹھ کر اسکے پاس آکر کھڑے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"ن۔۔۔ن۔۔۔نہیں۔۔۔تو۔۔۔وہ گڑبڑا گئی پکڑے جانے پہ۔۔۔۔

"جھوٹ مت بولو۔۔۔۔"

اب کی بار وہ سرد مہری سے بولا۔

"ت۔۔۔تمہیں کیسے پتہ چلا۔۔۔

وہ پلکیں جھپکائے بولی۔۔۔۔

"میں یہی سب کرتا تھا اچھے سے جانتا ہوں اس کام کے بارے میں پوری تفصیل کے ساتھ، تم نے مجھے یہ سب چھوڑنے پہ مجبور کر دیا اور اب خود پھر سے ؟؟؟

"مجھے بتاؤ کیا وجہ تھی جو تم پھر سے اسی نہج تک پہنچی؟

وہ برفیلے لہجے میں بولا۔

"ہماری دوستی کو اتنے سال ہو گئے تم نے کبھی مجھ سے پوچھا کہ میری پہلی حالت کی کیا وجہ تھی۔۔۔ نہیں نا ۔۔۔ تو پھر اب کیوں؟؟؟؟

"میں نے کبھی تم سے پوچھا کہ تمہاری ڈر گز لینے کی کیا وجہ تھی؟؟؟

"نہیں نا۔۔۔!!!! تو پھر تم بھی مت پوچھو۔۔۔۔

وہ خفگی بھرے انداز میں چلائی۔۔۔۔

جیسے اپنے اندر کا درد باہر نکلنے سے روکنا چاہتی تھی مگر بے بس ہو رہی تھی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے میں کچھ نہیں پوچھوں گا۔۔۔۔

"میں نے ہماری دوستی کے لیے سب چھوڑ دیا نا۔۔۔!!!!

"تو تمہیں بھی ہماری دوستی کی قسم سب چھوڑ دو۔۔۔۔ واپس پلٹ آؤ۔۔۔۔"

"کرو وعدہ۔۔۔!!!!

اس نے اپنی ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائی۔۔۔۔

"چھوڑ دو گی؟؟؟

افق نے دھیرے سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ دھر دیا۔۔۔۔

"ہمممم۔۔۔ اور اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ مگر آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری تھی۔۔۔۔

"ذوالقرنین حیدر۔۔۔۔!!!!

اسکی آواز جیسے کسی کھائی سے آئی تھی۔۔۔۔

"ہمممم۔۔ بولو۔۔۔۔

"بابا چاہتے ہیں میں شادی کرلوں"

اس نے ذولقرنین حیدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھیرے سے بتایا۔ ۔ ۔

"تو کرلو نا۔ ۔ اس میں کیا قباحت ہے؟؟؟؟۔ ۔ سب لڑکیوں کو ایک نا ایک دن شادی کرنی ہی ہوتی ہے"

وہ سادہ انداز میں شانے اچکا کر بولا۔

"تم نے کبھی نہیں کہا حیدر کے تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ ۔ ۔ ۔ ہمیشہ شادی کینسل کرنے کی باتیں کیں ہیں۔ ۔ ۔ ۔ آج بھی نہیں بولے۔ ۔ ۔ ۔ جب میں نے خود بات کی۔ ۔ ۔ ۔ شاید یہ صرف دوستی ہی ہے۔ ۔ ۔ ۔ میں ہی ہمیشہ کچھ زیادہ امید لگا لیتی ہوں۔ میری غلطی ہوتی ہے تو سزا بھی مجھے ہی ملنی چاہیے ناامیدیں لگانے کی۔ ۔ ۔ ۔ "وہ دل میں خودی سے مخاطب تھی۔ ۔ ۔ ۔

"افق تمہیں کہیں بھی کسی بھی جگہ میری ضرورت ہو میں ہر وقت حاضر رہوں گا۔ ۔ ۔ ۔ بس تم ایک کال کرنا میں آجاؤں گا۔ ۔ ۔ ۔ اب دوست کی شادی ہے اتنا کرنا تو میرا فرض بنتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ "

وہ مسکرا کر بولا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اتنی دیر میں حفیظ صاحب اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر اندر آئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اسکی والدہ بھی چائے لے کر اندر آگئیں۔ ۔ ۔ ۔

ذوالقرنین حیدر نے اپنے بے تکلفانہ گفتگو سے سب کو کچھ ہی دیر میں اپنا گرویدہ بنالیا۔ ۔ ۔ ۔ سب نے خوشگوار ماحول میں چائے سے لطف اٹھایا۔ ۔ ۔ ۔

"بابا جانی۔ ۔ ۔ ۔ مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے"

افق نے انکے شانے پر سر رکھ کر اپنی اجازت کا عندیہ دے دیا تو ماحول میں اور بھی خوشگواری بھر گئی۔ ۔ ۔ ۔

ذوالقرنین حیدر وہاں کافی وقت گزار کر اپنے گھر چلا گیا۔۔۔ جبکہ افق کے والد نے ڈاکٹر سفیان کے والد کو کال کر کہ مثبت جواب دے دیا۔۔۔۔

* * *

حفیظ صاحب اور ان کی بیگم دونوں افق کی شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اسکی والدہ نے سب قریبی رشتہ داروں کو کال کر کے شادی پر انوائیٹ کیا تھا کیونکہ کارڈز بانٹنے کا وقت نہیں رہ گیا تھا۔ باقی فرینڈز اور بزنس پارٹنرز کو حفیظ صاحب نے کال کر کے نکاح کی تقریب کے لیے انوائیٹ کر لیا تھا۔ سب کو کال ہو چکی تھی اور سب حیران بھی تھے کہ افق کی اچانک شادی ہو رہی تھی اور وہ بھی اتنی سادگی سے....

باقی اسکی والدہ مارکیٹ گئی ہوئیں تھی۔۔ بری کی شاپنگ کرنے کے لیے۔۔ افق کی والدہ نے خودی شادی کے لیے ساری شاپنگ کی تھی۔

* * *

افق کمرے میں بیٹھی گم صم تھی، جب اس کے دونوں چھوٹے بھائی دبے پاؤں کمرے میں آئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔۔ لیکن اس کو ان دونوں کے آنے کی خبر نہیں ہوئی تھی۔۔۔

”آپی یہ ہم کیا سن رہیں ہیں آپکی اس ڈاکٹر سفیان سے شادی۔۔۔؟“ ان دونوں نے تعجب سے پوچھا۔ لیکن افق چپ تھی جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔۔۔

”آپی ہم آپ سے پوچھ رہے ہیں۔ بتائیں نا۔“ انہوں نے افق کو بازو سے جھنجھوڑ کر پوچھا۔۔ تب افق نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔۔۔

”آپی آپ ایسا کیوں کر رہی ہیں۔۔۔؟“ ان دونوں نے یک زبان ہو کر حیرانگی سے استفسار کیا ان دونوں کو انکی آپی کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔

”ہمم اسی سے ہو رہی ہے میری شادی۔۔ آپ کو پتہ ہے نا اچھے بچے اپنے والدین کی ہر بات مانتے ہیں تو میں بھی مان رہی ہوں“ اس نے آہستگی سے کہا۔۔ وہ دونوں اس کی بات سن کر شاکڈ ہو گئے تھے۔۔۔

”لیکن ہمیں وہ بالکل اچھے نہیں لگے آپ سے بہت بڑے ہیں۔۔۔ آپ حیدر سے کیوں نہیں شادی کر لیتی وہ بہت اچھا ہے ہمارا دوست بھی بن گیا ہے“ انہوں نے اپنے دل کی کہی۔۔۔

”میں کچھ نہیں کہہ سکتی اس بارے میں کیا کہوں۔۔۔؟ کیا جہاں تمہاری ضرورت نا ہو وہاں اپنی انا کو کچلنا ٹھیک ہے؟ مجھے بھی ڈاکٹر سفیان پسند نہیں، مگر شادی تو کرنی ہی ہے پھر چاہے وہ کوئی بھی ہو۔“ وہ بولی تو پھر بولتی ہی چلی گ ئی ی۔ اس کے الفاظ میں بہت دکھ اور درد تھا۔۔

”اپ یہ کیا کہہ رہی ہیں ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ آپ کو ڈاکٹر سفیان پسند نہیں تو کوئی آپکو مجبور نہیں کر سکتا اس سے شادی کرنے کو ہم بابا سے بات کریں گے۔“ وہ دونوں اپنی بہن کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھے۔۔

”تم دونوں کسی سے کچھ نہیں کہو گے میں نے اپنی مرضی سے شادی کے لیے حامی بھری ہے۔۔۔“ اس نے روتے ہوئے بتایا۔۔۔

وہ بہت ہی زیادہ بے بس تھی۔ ان دونوں نے افق کے شانوں پہ سر رکھ دیا۔....

’’سب ٹھیک ہو جائے گا آپی، ان شاءاللہ اپ ٹینشن نہ لیں۔۔۔‘‘ انہوں نے اپنی بہن کو تسلی دی۔۔۔

اب وہ تینوں ہی خاموش تھے اپنی اپنی سوچوں میں گم۔۔۔۔!

* * *

بالآخر وہ دن آ پہنچا جب وہ اپنے آپکو کسی اور کے نام کرنے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس وقت دلہن بنی غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔!

ڈیپ ریڈ لہنگے میں ملبوس اسکا حسن دوبالا ہو گیا تھا وہ بہت پرکشش اور حسین لگ رہی تھی۔۔ اس نے پہلی بار اتنا زیادہ ہار سنگار کیا تھا وہ بھی اس انسان کے لیے جس سے وہ بالکل بھی پسند نہیں کرتی تھی۔۔۔۔ وہ برائیڈل روم میں پتھر کی مورت بنی بیٹھی تھی۔۔۔!

اس کو کوئی ی ہوش نہیں تھا۔۔۔ کب بارات آئی ی کون اس کے پاس آ رہا تھا کون نہیں، وہ سب سے بے خبر بیٹھی تھی۔۔۔۔

"کیسی ہو؟

اس نے چونک کر اپنی مسکارے سے بھار سے سجی ہوئی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

ذوالقرنین حیدر اسے یوں سجا سنورا دیکھ کر اپنی جگہ مبہوت رہ گیا۔۔۔۔

وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے نجانے کتنی دیر دیکھتا رہا۔۔۔۔ اسے خود بھی پتہ نہیں چلا۔

چند لمحوں میں وہ کسی اور کے نام ہونے جا رہی تھی۔۔۔۔

یہ سوچتے ہی ایسا لگا کہ جیسے کسی نے اسکے دل کو مٹھی میں جکڑتے کھینچ کر باہر نکالا تھا۔۔۔

اسکے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے بولنے کے لیے۔۔۔۔

اس نے افق کی آنکھوں میں دیکھا جہاں دنیا جہاں کے شکوے شکایات تھیں۔۔۔۔

آج وہ برحق تھی۔۔۔۔

آج جب ذولقرنین حیدر کو اپنی سب سے بڑی غلطی کا احساس ہوا تو وقت ہاتھوں سے نکل چکا تھا۔۔۔۔

اسکے پاس افق کی آنسوں سے بھری شکوہ کناں نگاہوں کا کوئی جواب نا تھا۔۔۔

* * *

برائیڈل روم میں اس کے ساتھ رشتہ دار لڑکیاں تھی۔ وہ کیا بول رہی تھی۔ اس کو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس کے والدین اور ان کے ساتھ دو اور لوگ اندر آئے ان کے ساتھ مولوی صاحب بھی تھے۔۔۔

"افق بیٹی۔۔۔! مولوی صاحب آئے ہیں۔" حفیظ صاحب نے آہستہ سے اس کو کہا لیکن وہ سن ہی نہیں رہی تھی۔۔

ذوالقرنین حیدر جلدی سے کرسی لے کر آیا اور اس نے مولوی صاحب کو اس پر بٹھایا۔۔

مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔۔

”صنم حفیظ کیا آپ کو سفیان آفندی ولد اکرام آفندی بعوض پچاس لاکھ حق مہر اپنے نکاح میں قبول ہے۔ ؟“

مولوی صاحب نے اس سے پوچھا۔۔ لیکن وہ چپ تھی۔۔

ذوالقرنین حیدر نے مولوی صاحب کے افق کو صنم پکارنے پر اچنبھا ہوا۔۔۔

"یہ افق کو صنم کیوں کہہ رہے ہیں؟

اس سے صبر نا ہوا تو پاس کھڑے ہوئے حفیظ صاحب سے پوچھ لیا۔۔۔

"افق کا اصل نام صنم ہے۔ میں نے رکھا تھا، پیپرز پہ یہی نام ہے اسکا۔ مگر افق کو یہ نام پسند نہیں تھا کہ کوئی نامحرم اسے اس نام سے پکارے تبھی اس نے اپنا نام تبدیل کر لیا تھا۔ مگر اصل نام یہی ہے تو نکاح نامے پہ یہی لکھوایا ہے۔" انہوں نے اسے بتایا۔۔۔

”کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے ؟“ مولوی صاحب نے دوبارہ پوچھا۔۔ وہ پھر بھی چپ تھی اس کو جیسے کچھ بھی سنائی ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ مولوی صاحب نے پریشان ہو کر حفیظ صاحب کی طرف دیکھا۔۔

”صنم بیٹی۔۔۔! کیا ہوا مولوی صاحب کچھ پوچھ رہے ہیں آپ سے۔۔“ اسکی والدہ بھی بہت حیران ہوئی تھیں۔ آخر کار انہوں نے آگے بڑھ کر افق کا کندھا آہستہ سے ہلایا۔ تب وہ ہوش میں آئی ی۔۔

”کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟“ مولوی صاحب نے پھر سے دہرایا۔۔

”جواب دو صنم بیٹی۔۔۔“ حفیظ صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ جیسے کہ وہ اس کو ہمت دلا رہے ہوں۔۔۔

”ج جی قبول ہے۔۔۔“ اس نے بہت مشکل سے الفاظ ادا کئے تھے اس کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔۔ ان الفاظ کے کہتے ہی وہ پرائی ہو گئی تھی۔ اب مولوی صاحب اس سے سائن کروا رہے تھے جہاں وہ کہہ رہا تھے افق سائن کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔۔۔

اس کی اس پل زندگی بدل گئی تھی۔۔۔ اک ان چاہے انسان کے ساتھ رشتہ باندھنا کتنا مشکل ہوتا ہے یہ افق سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا تھا۔۔ نکاح ہو گیا تھا وہ لوگ برائیڈل روم سے جا چکے تھے۔۔۔

اب بس وہ اور ذولقرنین حیدر رہ گئے تھے۔۔

وہ سب کے جانے کے بعد پژمردگی سے مرے مرے قدم اٹھاتے ہوئے اس کے قریب آیا اور آگے بڑھ کر اس کا حنائی ہاتھ تھام لیا جو حد درجہ سرد تھا۔۔۔ ہاتھ پکڑنے سے اسکی کلائی میں موجود چوڑیوں کی جھنکار برائیڈل روم میں گونجی۔۔۔۔۔

مگر جو بین ان دونوں کے دل ڈال رہے تھے اسکی آواز صرف وہی دونوں ہی سن سکتے تھے۔۔۔۔۔

لیکن وہ ویسے ہی بیٹھی رہی۔ اس کی آنکھیں پتھرا چکیں تو تھی۔۔ وہ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔ اس کے آنسو خشک ہو گئے تھے۔۔

"آؤ بیٹا باہر" اسکی والدہ نے آکر اسے کہا۔۔۔۔

ذوالقرنین حیدر کے ہاتھ سے اسکا ڈھیلا بے جان سا ہاتھ چھوٹ گیا۔۔۔ وہ شکستہ وجود لیے تنہا کھڑا رہ گیا اور اسے اسکی والدہ باہر لے گئیں۔۔۔۔

تقریب میں موجود سب لوگ اور رشتے دار ڈاکٹر سفیان کی قسمت پر رشک کر رہے تھے۔۔ اور پھر اس کو ڈاکٹر سفیان آفندی کے پہلو میں بیٹھا دیا گیا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔۔ اس نے سفیان کی طرف نہیں دیکھا اور نہ ہی ادھر اُدھر کہیں بھی۔۔۔

وہ ابھی بھی پتھر کی مورت بنی ہوئی ی بیٹھی تھی۔۔۔ لیکن اس کے پہلو میں بیٹھا وہ شخص اتنا خوش اور مطمئن تھا جیسے اس کو ہفت اقلیم کی بادشاہی مل گئی ہو۔۔۔

کچھ دیر کے بعد تصویروں کا نا ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا۔۔ اس کو کوئی ی پتا نہیں تھا اس کے پاس کون آیا اور کون نہیں۔۔۔ رخصتی کے وقت حفیظ صاحب اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اور وہ ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ یہ منظر دیکھ کر سبکی انکھیں اشکبار ہو گئیں۔۔۔۔

* * *

رخصتی کے بعد وہ لوگ گاڑی میں سفر پہ روانہ تھے کہ ایک قدرے سنسنان جگہ پہ گاڑی رک گئی۔۔۔۔

"چلو بھئی مام ڈیڈو۔۔۔ تم دونوں کا کام ختم۔۔۔۔!!!

"اب Time...o....time نکل لو یہاں سے۔۔۔۔ (اب وقت رہتے نکل لو یہاں سے)

وہ عجیب و غریب لہجے میں بولا تو افق جو گھونگھٹ میں سر جھکائے بیٹھی تھی اس نے چونک کر گھونگھٹ اٹھایا۔۔۔

اس نے دیکھا ڈرائیور ڈرائیونگ سیٹ چھوڑ کر باہر نکل گیا تھا اور ڈاکٹر سفیان کے ماں باپ بھی۔۔۔۔

اس نے ان تینوں کو نوٹوں کی گڈیاں پکڑائیں تو وہ اسکا شکریہ ادا کر کہ رات کے اندھیرے میں اوجھل ہو گئے۔۔۔ اب سفیان خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔۔۔اور سنجیدگی سے ڈرائیو کرتے گاہے بگاہے اسے بھی دیکھ لیتا جو شال کو ارد گرد لپیٹے شیشے کے باہر گزرتے منظر پر نظریں جمائے کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔اور سارے معاملے پہ غور و خوض کر رہی تھی۔۔۔

"باہر کیا دیکھ رہی ہو۔۔"

اس کی آواز پر وہ چونکی تھی، گردن موڑ کر اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا، چہرے پر سنجیدگی تھی، آنکھوں میں عجیب پر اسرار سا تاثر تھا۔۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔"اس کا انداز کوفت زدہ تھا۔

"کوئی بات کرنی ہے۔۔؟"اس نے کریدا، جبکہ اچھے سے جانتا تھا اس کے الجھن کی وجہ۔۔

"کچھ پوچھنا ہے۔۔"دھیمی آواز میں وہ بولی۔۔

"ہاں پوچھو۔۔"وہ ہمہ تن گوش ہوا ہمیشہ کی طرح۔۔

"تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔۔؟"اس نے سنجیدگی سے سفیان کی طرف دیکھا جو اسٹیئرنگ تھامے ونڈ سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔

"جہاں تمہیں ہونا چاہیے"مسکرا کر اسے دیکھا، اس کے جواب پر افق کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں، ناراضگی سے اسے دیکھا۔۔

"میرے سوال کو ٹالو مت اور بتاو کہاں لے جا رہے ہو مجھے؟؟ مجھ سے شادی کیوں کی۔۔؟؟ تم نے کہا تھا کہ تمہارا گھر اسی شہر میں ہے تو تم شہر سے باہر کیوں جا رہے ہو۔؟"وہ جیسے پھٹ پڑی تھی۔۔

"سب پتہ چل جائے گا ڈارلنگ اتنی جلدی بھی کیا" سفیان نے سہولت سے اس کے بپھرے انداز کو دیکھ کر حذ اٹھاتے ہوئے کہا..

تو

"فضول گویائی سے پرہیز کرو اور بتاؤ مجھے.." انداز میں ضد تھی، سفیان نے کچھ بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ڈیش بورڈ پر رکھا اس کا موبائل بج اٹھا، ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھا کر اسکرین کی طرف دیکھا تو بلیک مونسٹر کالنگ لکھا ہوا نظر آیا، گاڑی کی اسپیڈ دھیمی کر کے اس نے فون اٹھا کر کان سے لگا لیا..

"جی باس..؟" سنجیدگی سے بول کر وہ دوسری طرف کی بات کو سننے لگا، جیسے جیسے وہ سنتا گیا ویسے ویسے پیشانی پر شکنوں کا جال بڑھتا گیا..

"باس بس آدھا گھنٹہ دیجیے میں پہنچ رہا ہوں..؟" وہ گھگھیانے کے انداز میں بولا۔

رات کا وقت تھا، سب اپنے اپنے گھروں میں تھے، اس پوش علاقے کے سارے گھروں کے دروازے بند تھے، گلیاں بالکل سنسان تھیں،، اس بات سے بے خبر کہ کچھ ہی قدموں کے فاصلے پر خطرہ اس کا منتظر تھا..

"فکر مت کریں باس، جس طرح باقی کام کامیابی سے کیا ہے اسی طرح اس کام میں بھی کامیاب ہی ہو کر آؤں گا میں، اور اکیلا نہیں اس لڑکی کے ساتھ واپس آرہا ہوں،.." سرگوشی نما لہجے میں بولتا ہوا پیچھے مڑا تو افق خطرہ بھانپتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول کر بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

سفیان نے سرعت سے ہاتھ میں موجود رومال پہ کلوروفارم لگایا اور اس کے منہ پر رکھ کر دوسرے ہاتھ سے اس کے وجود کو اپنی گرفت میں جکڑا، منہ پر جمے اس کے ہاتھ کی گرفت اتنی سخت تھی کہ افق کی آوازیں باہر نہیں نکل پا رہی تھیں جبکہ رومال میں لگے کلوروفارم کی مہک ناک کے نتھنوں سے ہوتی ہوئی اس کے حواس پر پھیل رہی تھی، دھیرے دھیرے اس کی ساری مخالفت دم توڑ گئی اور وہ بیہوش ہو کر پچھلی سیٹ پہ جھول گئی،

* * *

اس نے اپنے بھاری چکراتے ہوئے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر بوجھل آنکھیں کھولیں تو سامنے کا منظر واضح طور پر دکھائی دینے لگا۔۔۔

اس نے ارد گرد دیکھا تو کسی گھر کی بیسمنٹ تھی۔۔۔۔

وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی اور اپنے سانس بحال کیے پھر دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھایا تو دروازہ کھل گیا۔۔۔

وہ وہاں سے باہر نکلی ہی تھی کہ۔۔۔۔

کہ کسی نے اس کا بازو پکڑ کر بے دردی سے اس کا رخ اپنی طرف کیا اور ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کر دیا، تھپڑ اتنا اچانک اور اتنی قوت سے مارا گیا تھا کہ اس کے قدم لڑکھڑا گئے اور وہ لہرا کر زمین پر جا گری۔۔ "بلیک مونسٹر کے ساتھ ہوشیاری۔۔" ابھی وہ زمین پر سے اٹھ بھی نہ پائی تھی کہ ایک دیو ہیکل وجود نے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کرتے غرایا تھا۔۔۔ وہ آنکھیں میچے وہ اپنی تکلیف کو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی، چہرے پر مارے گئے تھپڑ کا نشان صاف نظر آرہا تھا جبکہ ہونٹ کے بائیں گوشے سے نکلتا خون اس پر کیئے گئے ظلم کی چیخ چیخ کر گواہی دے رہا تھا۔۔

وہ کوئی اندھیری خوفناک جگہ تھی۔ جہاں ہر سو خاموشی کا راج تھا۔۔ جگہ اتنی تاریک تھی کہ وہاں۔۔ کوئی ذی روح نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔۔ اس کی نظر کسی پہ پڑی

وہ وہاں تھی۔۔۔ اکیلی۔۔۔ تن تنہا۔۔۔ ننگے پیر۔۔۔ ادھر سے ادھر۔۔۔ زخمی حالت میں کسی کی تلاش میں بھٹکتی۔۔۔ لہولہان وجود لیے۔۔۔۔۔ اس کی بیقرار نظریں کسی کی تلاش میں سرگرداں تھیں۔۔۔

تبھی وہ چلتے ہوئے اس کے قریب گیا۔۔۔ سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس۔۔۔ وہ وجاہت کا جیتا جاگتا شاہکار۔۔۔ اسے دیکھ کر بے ساختہ اس کے کرب زدہ چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔ جیسے ساری درد کا احساس ختم ہونے لگا۔۔۔ وہ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی قدم قدم اپنی جانب آتے ہوئے۔۔۔ لمحوں میں ہی منظر بدل چکا تھا۔۔۔

اچانک اندھیرا اور گہرا ہونے لگا اور وہ اس اندھیرے میں کھونے لگی تھی۔۔۔۔

"افق۔۔۔!!!!

رات کے کسی پہر نیند میں کسمساتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھا کر افق کو اپنے قریب کرنا چاہا... لیکن اگلے ہی پل اسے آنکھیں کھولنی پڑیں... نیند کے خمار سے سرخ پڑتی نگاہیں اس نے ادھر ادھر گھمائیں... وہ نہ تو بیڈ پر اپنی جگہ موجود تھا... لیکن دور دور تک افق کا کوئی نام ونشان تھا...

"افق...!!!!!....." کمبل اتار کر ایک جانب پھینکتے ہوئے وہ بیڈ سے اترا... دل نے کسی خطرے کی نشاندہی کی تھی...

"افق تم ٹھیک تو ہو نا؟..." وہ جوتے پاؤں میں اڑستا ہوا باہر کی طرف بھاگا۔۔۔۔

* * *

"اُفق◌ٚ..!" اس نے ہلکی سانس میں اس کا نام دہرایا اور اسکے جبڑے کو اپنی پوروں میں جکڑ لیا... اس کی کالی سرد آنکھیں کسی بھی طرح کے احساسات سے عاری تھیں.. دو کالی آنکھیں افق کی براونش آنکھوں سے نظریں ملائے ہوئے تھیں...!

وہ بالکل اس کے سامنے کھڑا تھا. چھ فٹ سے نکلتا قد، چوڑے شانوں اور کسرتی بدن کے مالک بلیک مونسٹر کے سامنے مناسب قد اور خوبصورت خدوخال کی مالک افق جیسی چھوٹی موٹی سی دوشیزہ بالکل چھپ کر رہ گئی تھی..

وہ اس بات سے انکاری نہیں تھا کہ وہ ایک دلکش سراپے کی مالک تھی جو کہ اس کے اندر کے وحشی جانور کو جگانے کی صلاحیت رکھتا تھا... اس کے خوبصورت گلابی گالوں پر موجود اسکے تھپڑ کے باعث چھپے نشان اس کی بربریت کی گواہی دے رہے تھے... تیکھی سی کھڑی ناک میں موجود سونے کی نتھ اس کو ٹھٹھکنے پہ مجبور کر رہی تھی.. اس نے ہمیشہ اپنے کالے دھندوں پہ دھیان دیا تھا لڑکیوں کے بارے میں کبھی سوچا نہیں تھا۔ آج پہلی بار تھا کہ وہ ہوش میں رہتے ہوئے بھی اسکے نوخیز سراپے کو دیکھ کر ہوش گنوا رہا تھا۔۔۔ اس نے افق کی ٹھوڑی اپنے مضبوط ہاتھ سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کر کے اسے خود کو دیکھنے پر مجبور کیا...

اس کی آنکھوں میں اپنے لیے خوف دیکھ کر وہ استہزایہ انداز سے ہنسا...

"تم جانتی ہو میں کون ہوں..!"اس کے چہرے کے ہر نقش کو غور سے دیکھتا سرد و سپاٹ لہجے میں سوال کیا...

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ !!!!

"اس کے گلابی ہونٹ ہلکے سے ایک دوسرے سے جدا ہوئے...بنا کسی ہچکچاہٹ کے اس کی آنکھوں سے نظریں چرائے اس نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا....

"بلیک مونسٹر۔۔۔۔ !!!

اسکی سرد گھمبیر آواز سن کر افق پوری طرح لرز گئی۔۔۔۔

اس کا اپنی زندگی میں بہت سارے وجیہہ مرد جو اسکے پیشنٹ اور کولیگ تھے ان سے واسطہ پڑا تھا. مگر جیسی خوبصورتی کا مالک بلیک مونسٹر تھا ویسی خوبصورتی اس کی نظروں سے آج تک نہیں گزری تھی...چوڑے جبڑے پر ہلکی داڑھی..خوبصورت بھرے بھرے ہونٹ..اور سیاہ رات جیسی کالی پراسرار آنکھیں......!!

"ہو گیا میرا ایکسرے یا ابھی باقی ہے میری پرنسسز؟"خود پر جمی اس کی گہری نظریں دیکھ کر وہ محظوظ ہوا...

وہاں موجود لوگ حیرت زدہ نظروں سے بلیک مونسٹر کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

افق نے دو قدم پیچھے لیتے ہوئے اپنے وجود کو بھاری دوپٹے سے چھپانا چاہا۔۔۔۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔۔

بلیک مونسٹر کا جاندار قہقہہ برآمد ہوا تو سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

کیونکہ بیلک مونسٹر کبھی ہنستا نہیں تھا۔ اور جب کبھی ہنستا تھا تو سمجھو کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہونے والا تھا۔۔۔

سرخ رنگ کا عروسی لباس اس کے خوبصورت سراپے کو دلکش بنا رہا تھا... جبکہ اسی کے دوپٹے سے اپنے وجود کو چھپانے کا انداز اسے مزید سحر انگیز بنا رہا تھا...

"میں آپ کی پرنسسز نہیں ہوں.. "اس کے دوٹوک انداز میں کہنے پر وہ مسکرا دیا...

"تم ہی تو ہو میری پرنسز... اور اس بات کا ثبوت آج رات ہی تمہیں ملنے والا ہے.. "اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا وہ اٹل انداز میں پھنکارا تھا.....!

اس کی بات پر وہ دنگ رہ گئی تھی... نجانے وہ اسکے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔

"باس مگر۔۔۔۔!!!!

"میں نے اس سے نکاح کیا ہے تو پہلا موقع مجھے ملنا چاہیے۔۔۔۔۔!!!

سفیان جو کب سے پیچھے کھڑا افق کو بلیک مونسٹر کے قریب کھڑے دیکھ کر تلملا رہا تھا۔ دو قدم آگے بڑھ کر بولا

۔۔۔۔

بلیک مونسٹر نے غصے سے افق کا بازو پکڑا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف موڑا... وہ جھٹکے سے اس کے سینے سے جا لگی... درد کی تیز لہر بازو میں اٹھی... اس نے کراہ کر اس کی طرف دیکھا...

"میرے مقابل آتا ہے یو باسٹرڈ۔۔۔ حرام خور۔۔۔۔!!!!

وہ برفیلے لہجے میں دھاڑا اور دوسرے ہاتھ سے گن ہولڈر سے نکالتے بنا ایک لمحہ بھی ضائع کیے اس نے ایک فائر سفیان کے سینے پر کیا۔۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔!!!!

کہ آواز گونجی اور سفیان لہراتا ہوا زخمی حالت میں خون سے لت پت زمین پہ گرا۔۔۔۔

افق کا دل چند ثانیے کے لیے جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔۔۔

وہ فق نگاہوں سے اپنے کچھ دیر پہلے بنے شوہر کو دیکھ رہی تھی جو بلیک مونسٹر کی گولی سے ابدی نیند جا سویا تھا۔۔۔

"میں نے سوچا تھا ایک ڈاکٹر کو اٹھا لیتے ہیں ہمارے بلیک ورلڈ کے دھندے میں آئے روز کوئی نا کوئی زخمی ہو جاتا ہے اس ڈاکٹر کو پاس رکھ کر مرہم پٹی کروائیں گے۔۔۔۔۔ مگر اس حسین ڈاکٹر کو دیکھ کر میرا ارادہ بدل گیا ہے۔۔۔۔ پہلے میں اس بیٹوفل لیڈی ڈاکٹر سے زرا اپنے دل میں لگی آگ کی مرہم پٹی کروالوں پھر صبح آگے کا پلان کریں گے۔۔۔ وہ افق کے چہرے پہ گن کی نال سے لکیر بناتے ہوئے خباثت زدہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"چلو اب تم سب نکل لو۔۔۔۔ یہاں سے۔۔۔ نہیں تو اس کے جیسا انجام ہو گا۔۔۔۔"

وہ گن کو ہولڈر میں رکھے سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔۔

"ہاں اور اس کی لاش کو آگ لگا دو اسکی راکھ بھی نہیں ملنی چاہیے۔۔۔۔ ورنہ بلیک مونسٹر کے ہاتھوں تم سب کی لاشیں گریں گی۔۔۔۔"

وہ تیکھے چتونوں سے گھورتے ہوئے دھاڑا۔۔۔۔

"مممم۔۔۔۔ مجھے جانے دیں۔۔۔۔۔

"پلیز۔۔۔۔ چھوڑ دیں۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔۔۔ درد ہو رہا ہے"

وہ منت بھرے انداز میں بھیگی آنکھوں سے بولی۔۔۔

جبکہ بلیک مونسٹر کی گرفت اس کے بازو پر پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گئی تھی...

" کبھی کسی نے مجھے انکار نہیں کیا.. اور نہ ہی کسی میں اتنی ہمت ہے کہ وہ مجھے یعنی بلیک مونسٹر کو نظر انداز کر سکے... تم سے بھی میں یہی امید کرتا ہوں... ورنہ نتیجے کی ذمے دار تم خود ہو گی مائی پرنسسز...!!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا... اس کی آواز دھیمی لیکن لہجہ سرد تھا... اس نے دوسرے ہاتھ سے جوڑے کی شکل میں بندھے اس کے بال، جو دوپٹہ کی وجہ سے ڈھکے ہوئے تھے،. بیدردی سے اپنی مٹھی میں جکڑے...

"چلو پرنسسز اپنی اِصل جگہ پہ"

وہ اسے کلائی سے گھسیٹتے ہوئے ایک کمرے میں لے آیا اور ڈھاڑ کی آواز سے دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔ افق سہم کر دیوار سے جا لگی۔۔۔۔

"مجھے جانے دو ذلیل انسان"

اب کی بار وہ غصیلی آواز میں بولی۔۔۔ بلیک مونسٹر کے خطرناک ارادے بھانپ کر وہ ہمت مجتمع کیے میدان میں اتری۔۔۔

"تم ابھی بلیک مونسٹر کو جانتی نہیں جو تم نے مجھے گالی بکنے کی جراءت کی۔۔۔ کیوں تباہیاں خرید رہی ہو خود کے لیے۔۔۔۔"

وہ گونجیلی آواز میں دھاڑا اور لمحوں میں فاصلہ سمیٹ کر اسے جھٹکے سے بستر پر گرایا۔۔۔

افق کا دل اس کے لفظوں پر لرز اٹھا۔۔۔۔

"مجھے جانے دو۔۔۔ آخر میرا کیا گناہ ہے؟

"جس کی مجھے اتنی بڑی سزا مل رہی ہے۔۔۔۔ کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا۔۔۔۔؟"

وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی آنسوؤں کی کئی بوندیں اس کی بھوری آنکھوں سے ڈھلک کر گلابی رخسار تک سفر کر گئیں۔۔۔

"مائی ڈیئر پرنسسز تمہاری یہ ڈھکی چھپی خوبصورتی ہے تمہارا گناہ ہے جسکی تمہیں سزا ملنے والی ہے"

افق نے اسکے سامنے لاکھ منتیں سماجتیں کیں۔ کئی بار گڑگڑا کر اپنی عزت کی بھیک مانگی مگر اس نے بنا اس پہ رحم کیے اسکے وجود کے ہر حصے پہ اپنی فتح کے نشان چھوڑ دیئے۔۔۔۔

افق کی سسکیاں اس ساؤنڈ پروف کمرے میں دب کر رہ گئیں۔۔۔۔

بلیک مونسٹر کے چہرے پر مسحور کن مسکراہٹ تھی جبکہ سیاہ رات جیسی آنکھوں میں کائنات کو فتح کر لینے والی چمک...!

* * *

نیا دن طلوع ہو چکا تھا مگر اسکی زندگی اندھیروں میں ڈوب چکی تھی۔۔۔ اس نے بڑے سے کمرے میں نظریں دوڑائیں... اس جانور نما انسان کے وحشیانہ تھپڑ سے اس کے چہرے پہ سوجن ہو گئی تھی اور جسم بری طرح درد کر رہا تھا... اس نے چادر سے خود کو اچھی طرح چھپا رکھا تھا.. اس اکیلے کمرے میں اس شخص کی موجودگی پر اسے خود سے نفرت ہو رہی تھی... نہ جانے یہ جگہ کون تھی.. اور اسے کب تک اس کی درندگی سہنی تھی۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ کاش زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ یہ زندگی نے اسے کس موڑ پہ لا کر کھڑا کر دیا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ اس نے ایسا کون سا گناہ کیا تھا جس کی اسے اتنی بڑی سزا ملی تھی۔۔۔ وہ خود سے نظریں ملانے کے بھی قابل نہیں رہی تھی۔۔۔۔

"تمہارا مقصد پورا ہو گیا ہو تو مجھے جانے دو"

وہ جو شاور لیے ٹاول سے بال رگڑتے ہوئے شیشے میں دیکھ رہا تھا اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو معصوم ہرنی کی طرح بستر میں دبکی بیٹھی تھی... اس کا چہرہ غصے سے لال تھا جو اسے اور بھی حسین بنا رہا تھا... وہ ٹکٹکی باندھے کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا...

"جب تک زندہ ہو یہاں سے جانا بھول جاؤ.. اور ایسے مت دیکھو کہ میں پھر سے تمہارا بیمار ہو جاوں اور تمہیں پھر سے میرے دل کی مرہم پٹی کرنی پڑی" اس گہری نظروں سے دیکھتا ہوا وہ سنجیدگی سے اسے چھیڑ رہا تھا...

حیرت سے زرد پڑتا چہرہ لئے اسے گھورتی ہوئی وہ اپنی جگہ سے ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی... کیا... کہا؟ ہوش میں ہو تم..؟ گناہ کیا ہے تم نے... اور اس گناہ کا مجھے بھی حصے دار بنایا ہے"

"جہنم میں تو جانا ہے، جانے سے پہلے ایک بار جنت کا نظارہ پھر سے کر لوں"؟
وہ بے شرمی کی ساری حدیں پھلانگ کر مسکرایا۔۔۔

"نہیں...!" خوفزدہ سی وہ اس کی طرف سے پشت پھیر گئی...

یااللہ..! اس زندگی سے اچھا مجھے موت دے دیں..!
اس کے زوردار قہقہے کی آواز پر اس دل زور سے دھڑکنے لگا... اچانک ہی اسے اپنے وجود سے کراہئیت محسوس ہونے لگی...

مضطرب سی کھڑی وہ آگے بڑھ کر گلدان اٹھا کر اسے توڑ کر اپنی کلائی کاٹنے اور مرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ اس اذیت ناک زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جان چھڑوالے۔۔۔ کہ بلیک مونسٹر نے سرعت سے آگے بڑھ کر اپنے فولادی ہاتھوں سے کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا.. اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتی اسکی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی

--

اچانک ہی اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا... اس کا سر اسکے سینے سے لگا ہوا تھا جبکہ اس کا چہرہ اس کے چہرے کے اتنا قریب تھا کہ اس کے وجود سے اٹھتی صندلی مہک، اور حنائی ہاتھوں سے پھوٹتی محسور کن مہک اس کے حواسوں پر پھر سے حاوی ہو رہی تھی...

"تم بھول رہی ہو کون ہوں میں چاہو تو پھر سے یاد کروا سکتا ہوں"

وہ سرد آواز میں بولا۔۔۔

"جانتی ہوں تم جیسے گھٹیا کو۔۔۔۔

"تم زنا کرنے والے بے حس درندے ہو۔۔ اللہ کرے تم مر جاؤ".....

وہ اسکی گرفت میں جھٹپٹاتے ہوئے چلائی۔۔۔۔۔

بلیک مونسٹر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو اس نے ایک بار پھر سے اسکے پہلے سے سوجھے ہوئے چہرے پر زوردار تھپڑ لگایا کہ وہ لہراتی ہوئی زمین پہ گری۔۔۔۔

وہ قہر بار نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔۔۔۔

اسے باہر سے دروازہ لاکڈ ہونے کی آواز سنائی دی۔۔۔۔

وہ دھاڑیں مارتے ہوئے اونچی آواز میں رونے لگی۔۔۔۔ مگر اسکی آواز سننے والا وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔

* * *

شام افق اور سفیان کا ولیمہ تھا۔۔۔!

ولیمے کی تقریب شہر کے بہت بڑے ہوٹل میں منعقد کی گ ئی ی تھی۔ شہر کے بہت سے نامور لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔۔۔

حفیظ صاحب نے افق کو کال ملائی مگر اسکا فون تو گھر پہ ملا۔۔۔یعنی وہ اپنا فون ساتھ نہیں لے کر گئی تھی۔۔۔۔

انہوں نے سفیان کو کال ملائی مگر اس کا نمبر بھی پاور آف جا رہا تھا۔۔۔وہ گاڑی لیے انکے گھر پر پہنچ گئے تاکہ افق کی خیر و عافیت جان سکیں۔۔۔

مگر آگے سے جو خبر انہیں سننے کو ملی وہ سن کر انکے پیروں تلے زمین کھسک گئی۔۔۔

"وہاں موجود گیٹ کیپر نے بتایا کہ یہ گھر رینٹ پہ لیا گیا تھا وہ لوگ جو یہاں رہتے تھے تو یہاں سے جا چکے ہیں۔ اور اس کے پاس ان لوگوں کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا۔۔۔۔

حفیظ صاحب کشمکش میں مبتلا نڈھال ہو گئے۔۔۔۔

انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا انہوں نے فوراً ذوالقرنین حیدر کو کال ملائی۔۔۔۔

"ہیلو بیٹا کہاں ہو"؟

"انکل میں بس آپ کے پاس ہی آ رہا تھا۔ میں نے رات میں ایک بہت برا خواب دیکھا تھا بس اسے ہی لے کر بہت پریشان ہوں۔۔۔۔افق ٹھیک ہے نا؟

بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔۔۔

"پتہ نہیں بیٹا۔۔۔۔تم ہی مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔۔۔۔؟

"کیوں کیا ہوا انکل سب خیریت تو ہے نا؟"

اس نے تشویش بھرے انداز میں پوچھا۔

"مجھے تو کچھ بھی ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔۔ انہوں نے ساری بات سے تفصیلی طور پہ بتائی۔۔۔۔ وہ خود بھی پریشان ہو گیا انکی بات سن کر۔۔۔۔

"انکل ہم ایسا کرتے ہیں اس ہاسپٹل میں جاتے ہیں جہاں افق اور سفیان کام کرتے ہیں وہاں سے ضرور ہمیں کوئی کلیو ملے گا"

"ٹھیک ہے میں وہاں جاتا ہوں تم بھی پہنچو"

انہوں نے کال کاٹ کر ہاسپٹل کی طرف گاڑی کا رخ کیا۔۔۔۔

ادھر ذولقرنین حیدر بھی ہاسپٹل جانے کے لیے تیزی سے باہر نکلا۔۔۔۔

* * *

دن خاصے سرد تھے، خاص طور پر صبح کے وقت ہر طرف چھایا کہرا، اور یخ بستہ چلتی ہوائیں ہر ذی روح کو ٹھٹھرنے پہ مجبور کر رہی تھیں۔ آج کی صبح بہت روشن تھی مگر ان کا گھر اندھیر نگری کا منظر پیش کر رہا تھا اس گھر میں سوگواری سی چھائی ہوئی تھی،

حفیظ صاحب آفس کا کام چھوڑ کر افق کا سراغ ڈھونڈتے ہوئے پریشانی سے شکستہ حال ہوئے بستر کے ہو کر رہ گئے تھے۔۔۔۔

جبکہ اسکی والدہ کی زندگی نماز اور مناجات تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔

وہ چائے اور انکی صبح کی ادویات ٹرے میں رکھ کر اندر داخل ہوئیں تو حفیظ صاحب نے آنکھوں پہ لگا چشمہ اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا اور اخبار کو افسردہ انداز میں تہہ کیے تھے۔ وہ باقاعدگی سے اخبار پڑھتے شاید اس میں ہی اس کی کوئی خبر مل جائے۔۔۔ مگر ابھی تک انہیں ناکامی کا سامنا ہی کرنا پڑا تھا۔۔۔

"کیا سوچ رہے ہیں؟

انہوں نے سوالیہ لہجے میں استفسار کیا۔

افق کے لاپتہ ہو جانے سے گھر کے ماحول میں بہت تبدیلی آچکی تھی۔ سب خاموش ہو چکے تھے۔ مگر حفیظ صاحب کی شکستہ دلی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی، اس دوران انہیں ایک بار انجائینا کا اٹیک بھی آچکا تھا، ایک ماہ ہو گیا تھا حفیظ صاحب اور ذولقرنین حیدر کو افق کی تلاش کرتے مگر کہیں اس کا کچھ اتہ پتہ نہیں چلا۔

اس دن جب ذولقرنین حیدر اور حفیظ صاحب ہاسپٹل پہنچے تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر سفیان بن کر جو وہاں کام کر رہا تھا اصل میں وہ ڈاکٹر سفیان تھا ہی نہیں۔

اصل ڈاکٹر سفیان جو امریکہ سے ڈگری لیے اس ہاسپٹل کو جوائن کرنے والا تھا اسے پاکستان کے ائیر پورٹ پر لینڈ ہوتے ہی اغواء کر لیا گیا تھا۔ اور ایک رات پہلے ہی اس کی اچھی خاصی درگت بنانے کے بعد چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ خود اپنے علاج کے لیے ہسپتال میں ایڈمٹ تھا۔۔۔

"کیا سوچنا ہے اس عمر میں ؟؟؟

"اور رہ ہی کیا گیا ہے افق کے علاوہ کچھ سوچنے کو۔۔۔ اس سب کا ذمہ دار میں ہوں، میں نے اسے ایک بیماری سے نکالنے کے لئے اسے نجانے کس ان دیکھی قیامت تک پہنچا دیا۔۔۔۔
ان کے رندھے ہوئے لہجے میں بڑی ٹوٹتی سی کیفیت لرزاں تھی۔۔۔

"مت ٹھہرائیں خود کو قصوروار۔۔ بس دعا کریں اس کے لیے پتہ نہیں ہماری بیٹی کس حال میں ہو گی۔۔۔" وہ تشویش بھری نم آواز میں بولیں۔۔۔

"میری صنم بیٹی۔۔۔۔!!!! تین حرف کسی سرد آہ کی طرح ان کے لبوں سے نکلے۔۔۔
"یا اللہ۔۔۔!!!! میری بیٹی کو محفوظ رکھنا"
"میری جان لے لیں مگر اسے کچھ مت ہونے دیجیے گا"
وہ کرب زدہ آواز میں بولے۔۔۔

"حفیظ صاحب پلیز۔۔۔!!!!
انہوں نے حفیظ صاحب کا کمزور سا ہاتھ دبا کر کہا۔۔۔
ان کی اپنی آواز میں نمی گھلنے لگی تو انہوں نے بھی بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔ وہ بھی انہیں جھوٹے دلاسے دے کر اب تھکنے لگیں تھیں۔۔۔

پارٹی اپنے عروج پر تھی،

ہر طرف مسحور کن خوشبوئیں پھیلی ہوئی تھیں.. دھیمے سروں میں بجتے میوزک کی آوازاس کانوں میں باآسانی پہنچ رہی تھی... سیاہ رنگ کی چولی جو قریبا بیک لیس تھی صرف دو ڈوریوں پہ منحصر تھی اسکے ساتھ بیش قیمتی لہنگا پہنے وہ خود کو بہت بے آرام محسوس کر رہی تھی... گہرے گلے والی چست سی چولی اس کی بے داغ کمر کو عیاں کر رہی تھی جسے اس نے مختصر سے دوپٹے سے چھپانے کی بھرپور کوشش کی تھی.. ڈائمنڈ کے جگر جگر کرتے نیکلس میں اسکی صراحی دار نازک سی گردن نمایاں ہو رہی تھی کانوں میں چھوٹے چھوٹے آویزے پہنے، اس کو ان حرام کے پیسوں کی خریدی گئیں چیزیں پہننے سے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا...

بیوٹیشن نے اسکے

بالوں کو (جس پہ کبھی کسی کی نظر نہیں پڑی تھی کیونکہ وہ انہیں ہمیشہ اپنے حجاب سے کور کر کہ رکھتی تھی) خوبصورتی سے جوڑے کی شکل میں باندھ کر اوپر سے شیفون کا دوپٹہ ڈال دیا گیا تھا جو بمشکل اس کی کمر تک آتا تھا.. ملازمہ کی ہمراہی میں اس نے اس بڑے سے ہال میں قدم رکھا جسے اس خاص فنکشن کے لیے بہت خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا کہ اس کی آنکھیں ہال کے وسط میں لگے فانوس کی تیز روشنی کے باعث چندھیا گئیں تھیں.. بلیک مونسٹر جو غیر ملکی اشخاص کے ساتھ کھڑا سنجیدگی سے کوئی ڈیل طے کر رہا تھا اسے دیکھ کر جلدی سے اس کی طرف بڑھا...

سب کی نظریں اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اس کی سانس اٹکنے لگی تھی... اس نے گھبرا کر اپنے مختصر سے دوپٹے کو درست کرنے کی کوشش کی.. خود کو ان انجان اور بے باک نظروں سے چھپا دینے کا فیصلہ فطری عمل تھا۔۔۔ کہ اچانک اس کی نظر سامنے کھڑے بلیک مونسٹر پر پڑی... نظر ملتے ہی اس نے ایک طنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اس نے گھبرا کر اپنے ہاتھوں کو مٹھیوں کی صورت بھینچ لیا اور نظروں کا رخ پھیر لیا... وہ اس وقت

کسی بھی طرح کی بدمزگی نہیں چاہتی تھی... جانتی تھی کہ بلیک مونسٹر اس کی ہر حرکات و سکنات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے...

اسے شدت سے اپنے گھر والوں کی یاد آئی.. ایک مہینے کا لمبا عرصہ ہو چکا تھا اس نے اپنے گھر والوں کو نہیں دیکھا تھا.. اس کے دل میں ایک کسک اٹھی اور آنکھیں نمکین پانیوں سے بھرنے کو بیتاب ہونے لگیں...

"ہلکے سروں میں بجتا ہوا میوزک اچانک لاؤڈ ہو گیا۔۔
"آج ہمارے پاس آئی ہوئی ہماری مہمان لیڈی ڈاکٹر صنم عرف افق آپ سب کے لیے ایک سپیشل پرفارمینس پیش کریں گی۔۔۔
اس نے بھاری آواز کہا تو سب اپنی اپنی جگہ ہاتھوں میں مشروب کے گلاس تھامے اسکے اگلے عمل کے منتظر تھے ۔۔۔۔

"بلیک مونسٹر کے ساتھ رہتے ہوئے اسے ایک ماہ ہو چکا تھا۔ ہر رات وہ اسکے وجود پہ اپنی حاکمیت کے نشان چھوڑتا ، اسے اپنی درندگی کا نشانہ بناتا۔۔۔۔
اسے صبح ہی پارٹی میں شرکت کرنے کے لیے جب یہ عجیب و غریب قسم کا ڈریس دیا گیا تو اس نے سب کے سامنے وہ پہننے سے انکار کر دیا۔۔۔

"میں نہیں پہنتی ایسی واہیات ڈریسز۔۔۔!!!!

وہ ڈریس کا پیکٹ بستر سے نیچے پٹختے ہوئے پھنکاری تھی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے مت پہنو۔۔۔۔ تو پھر آج پارٹی میں سب کے سامنے وہ سب کروں گا جو آج تک اس بند کمرے میں ہوتا آیا ہے۔۔۔"

وہ سفاک پن کی اخیر کرتا سرد لہجے میں غراتا ہوا وہاں سے باہر نکل گیا تھا جبکہ صنم سوائے اس کے حکم کی تعمیل کرنے کے کچھ نا کر سکی۔۔۔۔

جیسے ہی وہ تیار ہونے لگی تھی اس نے دیکھا بلیک مونسٹر آج کبرڈ کو لاکڈ کرنا بھول گیا تھا۔۔۔۔

اس نے سرعت سے آگے بڑھ کر کبرڈ کھولی۔۔۔۔

وہاں چند نوٹوں کی گڈیاں، مختلف قسم کی گن پڑیں تھیں۔۔۔۔ یہ سب اسکے کسی کام کا نہیں تھا کیونکہ گن چلانے کی تو وہ الف ب سے بھی ناواقف تھی۔۔۔۔

مگر وہاں سفید پاؤڈر دیکھ کر اسکی آنکھوں میں چمک اُبھری۔۔۔۔

اس نے وہ پاوڈر نکال کر اپنے دوپٹے کے پلو کی ایک طرف گانٹھ میں باندھ لیا۔۔۔۔ اسے شک ہو رہا تھا کہ وہ اس پارٹی میں ضرور اس کے ساتھ کچھ برا کرنے والا تھا۔ تبھی اس نے یہ حفظ ماتقدم کے طور پر کیا تھا۔۔۔

جیسے ہی بلیک مونسٹر نے اسے رقص کرنے کا حکم دیا۔۔۔

اس نے پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اسکے قریب آکر کوئی نیا تماشا کھڑا کرتا۔۔۔ افق نے ایک بھی لمحہ ضائع کیے بغیر دوپٹے سے بندھا پاوڈر نکال کر ناک کے قریب کیا۔۔۔

وہ اسکے سرور میں ڈوبنے لگی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہوکر فرش پر گر جاتی بلیک مونسٹر نے آگے بڑھ کر اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔۔۔۔

"مہمانوں کی خاطر داری کے لیے بہت قیمتی مال منگوایا ہے۔۔۔۔"

غیر ملکی اشخاص میں سے ایک اپنی زبان میں خباثت زدہ نظروں سے افق کو دیکھ رہا تھا مگر مخاطب بلیک مونسٹر سے تھا۔۔۔

اس آدمی کی بکواس بلیک مونسٹر کی الٹی کھوپڑی گھما دینے کے لئے کافی تھی۔۔ ایک آدمی آگے بڑھ کر افق کو کھینچ کر ٹیبل پہ گراتے ہوئے اس پر جھکا تو باقی سب ٹیبل کے پاس کھڑے اس منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے...

لال انگارہ آنکھوں سے سارا منظر دیکھتے وہ غصے سے کھولتا مشروب کے گلاس کو زور سے زمین پہ پٹختے پھر اس کی کرچیوں کو بھاری بوٹوں تلے روندتا وہ آگے بڑھا اور صنم پہ جھکے ہوئے آدمی پر جھپٹا... وہ جو اس کی آمد سے بے خبر اپنی دھن میں مگن تھے۔۔۔ گڑبڑا کر اس کی طرف متوجہ ہوئے..

"بلیک مونسٹر...!" کے ہاتھوں سے اسے چھین کر تم نے اپنی موت کو خود آواز دی ہے" اس کی شرٹ کے کالر سے کھینچ کر اس کا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے اس کے پیٹ میں ایک زوردار مکا رسید کیا اور پھر ٹیبل کے گرد کھڑے باقیوں پہ ابل پڑا۔۔۔۔ اس نے اتنی زور سے اس کے منہ پر مکا مارا کہ اس کی ناک سے خون بہنے لگا...

لمحے کے ہزارویں حصے میں بلیک مونسٹر کے اندر کا درندہ بیدار ہوا اور غراتے ہوئے پوری قوت سے اپنی لات ایک کے منہ پر دے ماری۔۔۔۔

"اس بازارو عورت نے ہمارے بلیک مونسٹر پر جادو کر دیا ہے... کالا جادو... اپنے حسن کا.. اپنی معصومیت کا... وہ چہرے سے جتنی بھولی لگتی ہے اتنی ہی اندر سے چالاک ہے... جو بلیک مونسٹر لڑکیوں کے نام سے بھی دور بھاگتا تھا آج اس کے لیے کروڑوں کے ڈیلر سے مار کٹائی کر رہا ہے صرف اس جادو گرنی کے لیے" بلیک مونسٹر کے ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے اپنے دل کی بھڑاس نکالی...

"اگر بلیک مونسٹر نے اس جادو گرنی کو مزید کچھ دن اور ساتھ رکھا تو سارا دھندہ چوپٹ ہو جائے گا۔۔۔انڈر ورلڈ سب گیا سمجھو اسکے ہاتھوں سے۔۔۔۔۔دوسرے ساتھی نے فکر مندی سے کہا۔۔۔

غنودگی میں جاتی ہوئی افق نے بلیک مونسٹر کے بے تاثر چہرے کی طرف دیکھا...اس کا دل اس کے سینے میں بری طرح دھڑک رہا تھا..اب وہ اس کے رقص نا کرنے کی سزا دے گا اس کو پاؤڈر کا استعمال کرنے پر چیخے گا.. غصہ کرے گا..اسے تکلیف دے گا...لیکن ایسا کچھ نہ ہوا بلکہ اس کی سوچوں کے برعکس..اس نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف حیرانی سے دیکھا...

"مجھے ڈانس نہیں آتا.."اس نے لرزتی ہوئی آواز میں دھیمے سے کہا... کیا وہ اسے سن رہا تھا..؟اسے یقین نہیں تھا کہ وہ اسے سن رہا تھا..اسے اس وقت کسی بھی بات کا یقین نہیں تھا...

"میں نے سوچا تھا تمہیں ان آدمیوں کے حوالے کیے ملائیشیا چلا جاؤں گا۔۔۔

مگر تمہارے اس ڈھکے چھپے وجود میں نجانے کیسی کشش ہے، جو میرے اندر کے درندے کو ختم کیے اچھے انسان کو جگا دیتی ہے۔۔۔۔۔

"نہیں ہوں میں اچھا۔۔۔۔۔!!!!

سرد لہجے میں وہ بولتا صنم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا یہ کون سا جذبہ ہے جو مجھے تم سے دور نہیں ہونے دے رہا۔۔۔

"بس یہ فیصلہ ہوا کہ آج سے تم اپنی آخری سانس تک بلیک مونسٹر کے ساتھ رہو گی۔۔۔۔" اس نے اپنے بازو صنم کے وجود کے دائیں بائیں رکھتے سرد لہجے میں کہا۔۔۔

کیا بلیک مونسٹر کو اس سے محبت ہو گئی تھی. اگر ہو بھی گئی تھی تو اس کی محبت اور باقی لوگوں کی محبت میں بہت فرق تھا... اس کی محبت عام لوگوں کی طرح نہیں تھی... اس کی محبت میں حاکمیت تھی... شدت پسندی تھی... انا تھی... جنون تھا... ایک قسم کا پاگل پن تھا.. جو سر چڑھ کر بول رہا تھا۔۔۔

وہ حیران سی اس کے پل پل بدلتے روپ دیکھ رہی تھی۔۔ وہ اسے سزا سنا رہا تھا یا انعام دے رہا.. اس کا دل کیا اسے جھنجھوڑ کر پوچھے کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے..؟ کیوں وہ ایسا کر رہا ہے..؟ کیوں وہ اس کے ساتھ اچھا بننے کا ڈرامہ رچا رہا تھا...

"رحم کرو مجھے جانے دو۔۔۔۔!!!

"میں تمہارے ساتھ نہیں۔۔۔۔!!!!

اس سے پہلے کہ وہ جملہ مکمل کرتی وہ درمیان میں ٹوک گیا۔۔۔۔

"تم مجھے انکار کرنے کا حق نہیں رکھتی.." اس کی آواز دھیمی لیکن اتنی وحشیانہ تھی کہ وہ لرز کر رہ گئی..

"تم نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا... میری عزت، میرا وقار، میری زندگی، میرا گھر، میری خوشیاں، میرے اپنے۔۔۔۔ سب کچھ... میں تمہارے عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دوں گی..." غصے سے کہتی وہ اپنے ہوش کھونے کو تھی...

اس کے باغیانہ انداز پر وہ بھی غصے سے کھولتا ہوا آگے بڑھا۔

"میں تمہارے ساتھ جتنا اچھا بننے کی کوشش کرتا ہوں اتنا ہی تم مجھے اپنی حرکتوں سے واپس درندہ بننے پہ مجبور کرتی ہو... ایک بات کان کھول کر سن لو میری پرنسسز..! چاہے تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس جانے کے کتنے ہی حسین خواب کیوں نا دیکھ لو رہو گی تو تم صرف میرے ہی پاس... آگئی سمجھ... باز آجاؤ اپنی ان نادانیوں سے ورنہ ہوش ٹھکانے لگانا مجھے اچھے سے آتا ہے..."

سرد اور بے تاثر لہجے میں کہتا وہ آگے کی طرف جھکا اور اپنے ہونٹ اس کے کان سے مس کیے مزید بولا "

اور اس بات کا تو تمہیں بخوبی اندازہ ہو گا کہ ۔۔۔ میں جو کہتا ہوں وہ کر کے بھی دکھاتا ہوں..!"

وہ اس کا بازو بیدردی سے دباتا ایک جھٹکے سے اسے آگے کی طرف کھینچا.. صنم کی آنکھیں درد اور ذلت سے ڈبڈبا گئیں.. تمسخرانہ انداز میں اسے آنسو بہاتا دیکھ کر وہ اس کا بازو پکڑ کر اسے گھسیٹنے کے انداز میں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسے اپنے ساتھ اوپر لے جانے لگا۔۔۔

لفٹ سے ہو کر جیسے ہی وہ بلڈنگ کے ٹاپ فلور پہ پہنچے افق نے ایک ہیلی کاپٹر کو وہاں اترتے دیکھا۔۔۔

ہیلی کاپٹر کے پروں کی ہوا اتنی تیز تھی اسے یوں لگا کہ وہ ہوا اسے اپنے ساتھ اڑا کر لے جائے گی۔۔۔۔

بلیک مونسٹر اس کی کلائی سے کھینچ کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔۔۔۔
جیسے ہی ہیلی کاپٹر نے سفر طے کرنا شروع کیا افق نے ایک نظر نیچے دیکھا تو اس کا سر چکرانے لگا خود کو بلندی پر دیکھ کر۔۔۔ اسے بلندی سے ویسے ہی ڈر لگتا تھا۔۔۔ اس نے اپنے چکراتے ہوئے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔۔۔۔

بلیک مونسٹر سمجھا کہ اسے پاؤڈر کے نشے کی وجہ سے مدھوشی ہو رہی ہے۔ اس لیے اس نے صنم کا سر اپنے شانے سے لگایا۔۔۔

"نجانے کس زریعے سے یہ ملک سے فرار ہو رہا ہے، ؟ اگر ایک بار میں اسکے ساتھ ملک سے باہر چلی گئی تو بنا کاغذات کے کبھی واپس نہیں آ پاؤں گی۔ مرنا ہی لکھا ہے تو مر کر اپنے وطن کی مٹی میں مل جانا ہی بہتر ہے"
اس نے بھلا ہی نشہ کر رکھا تھا مگر ابھی بھی اس کے کچھ حواس قائم تھے۔۔۔ جو اسے فیصلہ لینے پہ مجبور کر رہے تھے۔

جیسے ہی بلیک مونسٹر کے موبائل پہ کسی کی کال آئی اس کا دھیان صنم سے ہٹ کر کال کرنے والے کی باتوں پہ ہو گیا۔۔۔

صنم نے یہی موقع غنیمت جانا،،، مگر اونچائی کا خیال آتے ہی اس کے بدن نے جھرجھری لی۔۔۔

"افق تمہیں مجھ پہ بھروسہ نہیں۔۔۔!!!! میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔یقین کرو تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا"

ذوالقرنین حیدر کی بھاری آواز اس کے کانوں میں گونجی۔۔۔۔

اس نے ہمت مجتمع کیے اپنے سر پہ قابو پایا اور ایک جھٹکے سے خود کو بلیک مونسٹر کی ڈھیلی گرفت سے آزاد کروایا ۔۔۔

آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا، اس نے ہیلی کاپٹر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔۔۔

وہ ہوا میں لہراتے ہوئے نیچے گھنے جنگلات میں گرنے لگی۔۔۔۔

"پرنسز۔۔۔!!!

بلیک مونسٹر موبائل کان سے ہٹاتے بلند آواز میں دھاڑا۔۔۔۔

اس نے چلتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے نیچے دیکھا۔۔۔ مگر رات کا اندھیرا ہونے کے باعث اسے درختوں کے ہلتے ہوئے پتوں اور شاخوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیا۔۔

فی الوقت وہ اس مقام پہ ہیلی کاپٹر رکوا نہیں سکتا تھا ورنہ پکڑا جاتا۔۔۔۔

اس نے عالم طیش سے اپنے سر کے بالوں کو زور سے مٹھی میں جکڑا۔۔۔۔

اس نے اپنے آدمیوں کو کال ملائی اور اس علاقے کا چپہ چپہ چھان کر اسے ڈھونڈھ نکالنے کا حکم دیا۔

"ڈھونڈھ نہیں رہا تُو"

اس نے جل کر کہا۔۔۔

"میں پاگل ہوں اس کو ڈھونڈوں گا"

جواباً اس نے استہزائیہ انداز سے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔

"کیا یار باس کو مشورہ ہم نے ہی دیا تھا کہ اُس ڈاکٹر سفیان کی جگہ اس لیڈی ڈاکٹر کو اٹھا لیتے ہیں، مرہم پٹی کے ساتھ تمہاری راتیں رنگین بھی ہو جائیں گی، مگر مجھے کیا پتہ تھا، وہ جادوگرنی باس کو ہی مُٹھی میں کر لے گی"

"لعنت ہے ہم پہ اتنی محنت بھی کی اور ہاتھ بھی کھکھ نہیں آیا"

"ہاں کہہ تو،،،، تو ٹھیک رہا ہے"

اسکے ساتھی نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

وہ دونوں جھاڑیوں سے نکل کر اب ایک درخت سے ٹیک لگا کر کھڑے سانس لے رہے تھے۔

"اسکا مطلب باس کا حکم نہیں مانے گا۔۔۔؟؟؟؟ تو اسے ڈھونڈھے گا نہیں؟؟؟

"جب ہمارے کسی کام کی نہیں تو کیا فایدہ اسے ڈھونڈ کر باس کو عیاشی کے لیے دینے کا؟؟؟

"مجھے مل بھی گئی تو خود اپنے ہاتھوں سے اس جادو گرنی کا قتل کر دوں گا۔۔۔"

وہ غصے میں آتے جھنجھلاہٹ سے بولا۔

"چل واپس چلیں۔ بہت کر لیا یہاں وقت ضائع۔۔۔۔۔۔۔ باس کو کہیں گے بہت ڈھونڈا نہیں ملی شاید کہیں مر کھپ گئی ہو گی۔۔۔۔

وہ نخوت بھرے انداز میں بولا اور اپنے باقی کے ساتھیوں کو ساتھ لیے جنگل سے نکل گیا۔۔۔۔۔

یہ علی الصبح کا منظر تھا دن کی روشنی چہار سو پھیلی ہوئی تھی ہر طرف سبزہ ہی سبزہ،،،، لہلہاتے درخت، آسمان پر صبح کی سرخی پھیلی ہوئی ہے، ندیوں میں بہتا خوش رنگ پانی اور صبح کی آمد کو دیکھ کر آسمان نے بھی چاند تاروں کو چھپا دیا تھا۔ بہت دلکش منظر تھا، آزاد کشمیر کے خوبصورت پہاڑ سر سبز درخت اور دل کو تسکین دینے والے نظارے وادی بناہ کا دلکش منظر یہ صرف قلعہ کر جا ہی سے ہی منظر کشی کی جا سکتی ہے۔ بل کھاتی سڑکیں

بلند بالا پہاڑوں اور قدرتی حُسن سے مالا مال سر سبز جنگلات اور تاریخی قلعہ اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہے تھے، جب اسکی آنکھیں کھلیں تو صبح بادِ صبا کا تیز جھونکا اسے چھو کر گزرا۔۔۔ صبح کا رنگ بھی اپنی کشش میں مبتلا کر رہا تھا۔

بادِ صبا میں سانسیں لینا کسے پسند نہیں۔

"یہی وہ وقت ہے جو رزق کی تقسیم کے لیے مقرر تھا۔۔ لیکن ہم نیند کب چھوڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صبح سویرے جاگنے اور اس قیمتی اوقات میں تلاوت قرآن اور ذکر و اذکار کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ایک شفیق سی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔۔

صنم نے مندی آنکھیں مسل کر کھولیں اور سارے منظر کا بغور جائزہ لیا۔۔۔

سامنے ایک ضعیف عورت اور ایک شفیق بزرگ دکھائی دیئے جو بچوں کو سپارہ پڑھانے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کا درس دے رہیے تھے۔۔۔۔

"ارے لیٹی رہو بیٹی"

اس ضعیف عورت نے صنم کو چارپائی سے اٹھنے کی کوشش کرتے دیکھ نحیف آواز میں کہا۔۔۔۔

صنم کو کمزوری کے باعث آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا ہوا محسوس ہوا تو وہ اٹھنے کی کوشش ترک کیے وہیں ڈھ سی گئی۔۔۔۔

"مگر میں یہاں کیسے ؟"

اس نے لیٹے ہوئے سوالیہ انداز سے حیرانگی سے استفسار کیا۔

"بیٹا میرے شوہر اور میں اس گاؤں میں رہتے ہیں، یہ روزانہ جنگل جا کر لکڑیاں کاٹتے ہیں، ایک دن یہ جنگل میں گئے تھے روزگار کے سلسلے میں لکڑیاں کاٹنے تو انہیں تم وہیں زخمی حالت میں بیہوش پڑی ملی تھی۔۔۔ یہ تمہیں یہاں لے آئے۔۔۔۔ تمہارے سر پہ کافی گہری چوٹ لگی تھی اور جسم پہ بھی تم گہری نیند میں چلی گئی۔ مگر حکیم صاحب کی جڑی بوٹیوں سے بنائی گئی دوائی سے آج تم تین مہینے بعد ہوش میں آ ہی گئی۔۔۔
وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے پاس آ کر رکیں اور اسکے پاس بیٹھتے ہوئے اسکا چہرہ پیار سے چھو کر بولیں۔۔۔

"ہمارا کوئی بچہ نہیں۔۔۔ تم ملی تو ایسا لگا خدا نے اس عمر میں ہماری خواہش پوری کر دی ہے تمہارے روپ میں ۔۔۔ اب میں تمہیں کہیں بھی جانے نہیں دوں گی۔۔۔ تم یہیں رہنا میرے پاس۔۔۔۔"
وہ اسے فرط جذبات سے لبریز انداز میں اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے بولیں۔۔۔

"بس کرو زرتاشیہ۔۔۔۔!!!
"اسے آرام کرنے دو۔۔۔۔ خود کو اس پہ مسلط مت کرو۔۔۔۔ بچی سے پوچھ لو اس کو اپنے گھر کا پتہ معلوم ہے کہ نہیں"
انہوں نے رسان سے سمجھایا۔

"مجھے اپنے گھر جانا ہے، اپنے بابا جانی اور مما کے پاس۔۔۔ آپ۔۔۔۔ پلیز مجھے وہاں چھوڑ دیں گے"؟
صنم نے امید بھری نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بیٹا کیوں نہیں۔۔۔۔!!!!

"بس تھوڑی چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤ۔۔۔

"کہاں ہے تمہارا گھر کسی شہر میں یا گاؤں میں؟"

"میں لاہور میں رہتی ہوں"

"وہاں جانے کے لیے تو مجھے پیسوں کا انتظام کرنا پڑے گا، میں ایک دو دن میں کچھ بندوبست کرتا ہوں"

افق نے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا، وہ شاید اس ضعیف عورت کے کپڑے تھے جو انہوں نے اسے پہنا دیئے تھے ۔۔۔۔

"یہ لو بیٹا تمہاری امانت"

اس عورت نے اپنی پوٹلی میں سے ڈائمنڈ کا نیکلس اور آویزے نکال کر اسکی ہتھیلی پہ رکھ دیئے۔۔۔۔۔

"جب تم یہاں آئی تھی تمہارے کپڑے خراب تھے وہ تو تبدیل کرواتے ہوئے پھٹ گئے۔۔۔ یہ تمہارے تن پہ تھا تو اتار کر محفوظ کر لیا۔۔۔۔

"آپ یہ رکھ لیں مجھے نہیں چاہیے۔۔۔ بلکہ آپ ایسا کریں اسکو بیچ دیں اور جو رقم ملے ہم اس سے لاہور چلیں گے"

"نہیں بیٹا اسکی ضرورت نہیں۔۔۔۔" انہوں نے منع کرنا چاہا۔۔۔ مگر افق نے انکی ایک نا سنی اور انہیں منا کر چھوڑا۔۔۔

وہ چارپائی پر لیٹے ہوئے زار و زار رونے لگی۔۔۔ اپنے ساتھ بیتے لمحوں کو یاد کرتے ہوئے۔۔۔۔ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔۔۔ ہر اندھیرے کے بعد سویرا۔۔۔ اس نے صدق دل سے اپنے پروردگار کا شکر ادا کیا جس نے اسے اس ناگہانی آفت سے نکالا تھا۔۔۔ بس اب وہ کسی بھی طرح اپنے والدین کے پاس پہنچنا چاہتی تھی ۔۔۔ اسے یہی ڈر تھا کہیں وہ پھر سے اس بلیک مونسٹر کے چُنگل میں نا پھنس جائے۔۔۔۔

وہ نازک سی پھول سی معصوم لڑکی
بات مان لینے والی جلدی بہل جانے والی
اندازہ نہ تھا اسے کہ کتنی مضبوط ہے
جذبات میں، ارادوں میں، حوصلوں میں !
اس نے محنت کی راستے پہ چلی
بہت کچھ حاصل کیا مگر
ایک قسمت کی ٹھوکر پر گر پڑی
مگر رکنے والوں میں سے نہ تھی
حالاں کہ اسے روکا گیا
اسے توڑا گیا۔۔۔۔

♥

دروازے پہ دستک ہوئی تو حفیظ صاحب نے اٹھ کر کھولنا چاہا۔۔۔۔

تو دونوں بیٹے جو لاونج میں انکے پاس بیٹھے تھے وہ تیزی سے بھاگے اور بنا پوچھے جا کر دروازہ کھول دیا۔۔۔

"آپی۔۔۔۔۔!!!!

وہ دونوں یک زبان ہو کر کر خوشی سے اونچی آواز میں چلائے۔۔۔۔

"بابا۔۔آپی آگئی۔۔۔۔!!!!

حفیظ صاحب نے جب چادر میں لپٹی ہوئی افق کو سامنے دیکھا تو اپنی آنکھوں پر یقین کرنا دو بھر ہو گیا۔۔۔

وہ ساکت سے جہاں کھڑے تھے وہیں کہ وہیں کھڑے رہ گئے۔۔۔۔
افق کی والدہ کی آنکھوں میں بن بادل برسات جاری ہو گئی۔۔۔

وہ سارا فاصلہ مٹاتے ہوئے بھاگنے کے انداز میں اس تک پہنچیں اور اسے اپنے سینے سے لگا یا۔۔۔
حفیظ صاحب کا سکتہ ٹوٹا اور وہ بھی آگے بڑھ کر افق کی پیشانی پہ پیار بھرا بوسہ دیتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا ۔۔۔

دونوں بھائی بھی اس سے لپٹ گئے۔۔۔ وہ سب ایک دوسرے کے گلے لگ کر یوں ماتم کناں اونچی آواز میں رو رہے تھے جیسے کوئی مرگ ہو گئی تھی۔۔۔۔
افق کے ساتھ آئے بزرگ شخص رات رک کر وہاں سے چلے گئے۔۔۔ حفیظ صاحب نے جاتے ہوئے انکا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔۔۔

افق کی گھر واپسی کے بعد گھر کا ماحول ابھی بھی افسردہ سا تھا، کیونکہ وہ ہر وقت کمرے میں بند رہتی بہت کم کسی سے بات کرتی تھی۔۔۔ چپ کی چپ ہو گئی تھی۔۔۔ حفیظ صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی تھی اسی لیے وہ گھر پہ ہی رہتے تھے اور پھر افق کی حالت کے خیال سے اسے وقت دیتے۔

"بیٹا آپ ہاسپٹل دوبارہ جوائن کر لو، دھیان دوسری طرف لگے گا تو آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا"

"نہیں بابا جانی۔۔۔!!!

"مجھے باہر نہیں نکلنا۔۔۔ کہیں نہیں جانا۔۔۔ میں بس یہیں رہوں گی اس گھر میں آپ سب کے پاس۔۔۔"

وہ خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے نم لہجے میں بولی۔

"ٹھیک ہے بیٹا میں تمہیں فورس نہیں کروں گا۔ جیسے تمہاری مرضی۔۔۔"

"مگر یوں کمرے میں بند نا رہا کرو باہر نکلو تازہ ہوا میں اچھا لگے گا۔۔۔ آج موسم اچھا ہے جاؤ تھوڑی دیر چھت پہ کھلی ہوا میں چلی جاؤ۔ تمہارے بھائی بھی اوپر کرکٹ کھیل رہے ہیں"

انہوں نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔۔۔

وہ ان کا دل رکھنے کے لیے اٹھ کر چھت پہ آ گئی۔۔۔ اور اپنے چھوٹے بھائیوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

جب من کے اندر کا موسم غمگیں ہو تو باہر کے کسی بھی موسم کا ہم پہ کوئی اثر نہیں ہوتا۔۔۔ یہی اس کے ساتھ بھی ہو رہا تھا۔۔۔

یہ اداسیاں ہم سے پوچھ کر کیوں نہیں آتیں؟

یہ بن بلائے کیوں چلے آتی ہیں، ہمارے دل و دماغ پر کیوں بسیرے کیے رکھتی ہیں ہمارے چاروں طرف پھیلتی جاتی ہیں، یہ ہر چیز کو بدرنگ سا کر دیتی ہیں، پھر ہمیں کچھ بھی اچھا نہیں لگتا، نہ کوئی جملہ، نہ کوئی منظر، نہ کوئی شخص، نہ کوئی جگہ_

بس دل کرتا ہے ہم ہوں اور ہمارے ساتھ تنہائی ہو،

اور اکثر تو اپنے آپ سے بھی کوفت سی ہونے لگتی ہے، گویا ہم خود کو بھی نہ جانتے ہوں،

یہ اداسیاں تو آکٹوپس کی طرح بہت گہری ہوتی ہیں، بظاہر ہر چیز نارمل نظر آتی ہے اور اندر سے انسان جکڑا ہوتا ہے

....

وہ گہری سوچ میں گم تھی کہ کھلے آسمان پہ ہیلی کاپٹر کی آواز آئی تو اس کا دل چلتے چلتے رک سا گیا۔۔۔

اس نے ہراساں نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

اور بنا ایک لمحہ بھی ضائع کیے، سرپٹ دوڑ لگا دی۔۔۔ وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگی۔۔۔۔

تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ بوکھلاہٹ میں آخری تیسری سیڑھی سے پھسلتے ہوئے چلانے لگی۔۔۔

"وہ آگیا ہے بابا۔۔۔۔!!!

"مجھے بچا لو۔۔۔!!!!

"صنم بیٹا دیکھو کوئی نہیں۔۔۔ تم وہاں نہیں ہو تم اپنے بابا کے پاس ہو"۔۔۔۔۔۔۔ حفیظ صاحب نے آگے بڑھ کر سرعت سے اسے اٹھایا۔۔۔ آبدیدہ ہوتے ہوئے، اس کی آنکھوں سے بہتے گرم سیال کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کرتے اسکے لرزتے وجود کو اپنے ساتھ لگایا۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اپنے ساتھ کا احساس دلایا۔۔۔

افق ہچکیوں سے روتے ہوئے مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔۔
اسکی کرب زدہ حالت پہ حفیظ صاحب کی آنکھوں میں سے آنسو نکل کر اسکے بالوں پہ گرے۔۔۔۔۔۔۔

"تمہارے بابا تمہیں کچھ نہیں ہونے دیں گے"۔۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے ساتھ لگا کر اسکے آنسو پونچھتے ہوئے بولے ۔۔۔۔۔۔۔

"وو۔۔۔۔۔۔ وہ۔۔ مجھے لے جائے گا۔۔۔ میں جانتی ہوں۔۔۔۔۔ مجھے۔ کہیں۔۔ چھپا لیں۔ بابا۔۔۔ مجھے نہیں جانا اس کے پاس۔۔۔۔۔"ان کے سینے میں چھپی وہ کپکپاتی ہوئی،،، آہستگی سے بڑبڑانے لگی۔۔۔۔۔۔

"کوئی تمہیں کہیں نہیں لے جائے گا، میں تمہارے پاس ہوں نا، تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا ۔۔۔۔۔۔"وہ اسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے نرمی سے پیش آئے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔۔

"بابا وہ سب کو مار دیتا ہے وہ۔۔۔ مجھے بھی مار دے گا۔۔۔ وہ سب کو مار دیتا ہے"۔۔۔۔ کو مضبوطی سے پکڑے وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

"بابا وہ مجھے ڈھونڈھ لے گا۔۔۔ مجھے بچا لیں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ مسلسل روئے چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔
حفیظ صاحب اسے اپنے ساتھ کمرے میں لے گئے توافق کی والدہ نے اس کے پاؤں پہ آئے زخم پہ آئنٹمینٹ لگائی ۔۔۔۔

◆

وہ فائٹنگ کلب میں موجود ٹراؤزر شرٹ پہنے پسینے میں شرابور پنچنگ بیگ پہ پنچ کر رہا تھا۔۔۔

"سر کلاسز کا وقت ہو گیا ہے"

اس کے ماتحت نے آ کر اسے اطلاع دی۔۔۔

تو اس نے فقط اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر فائٹنگ کلب میں انسٹرکٹر تھا، صبح کے وقت وہ یہاں فائٹنگ سکھاتا تھا۔۔۔ اپنی انجینئرنگ کے لاسٹ ائیر میں اس نے فائٹنگ کلب جوائن کیا۔۔۔ سیکھنے کے بعد اب وہ وہاں انسٹرکٹر مقرر ہو چکا تھا، ایک انٹرنیشنل سافٹ ویئر کمپنی میں وہ سافٹ ویئر انجینئر کی حثیت سے اچھے عہدے پر فائز ہو چکا تھا۔ وہ نائٹ شفٹ میں وہاں کام کرتا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ ٹاول سے پسینہ صاف کرنے کے بعد باہر نکلتا اس کے موبائل پہ آتی ہوئی کال نے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔۔۔۔

دوسری طرف حفیظ صاحب تھے انہوں نے ذولقرنین حیدر کو افق کے بارے میں بتایا دیا کہ وہ اس کی حالت ٹھیک نہیں۔۔۔

وہ اس سے ملنا چاہتا تھا مگر اس کا سامنا کرنے کی ہمت خود میں مفقود پا رہا تھا۔۔ آج اس کی طبیعت کا سن کر وہ اپنے آپ کو مزید روک نہیں پایا وہاں جانے سے۔۔۔۔

◆

آج دوپہر میں اچانک حفیظ صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی تو افق کی والدہ انہیں اپنے ساتھ ہاسپٹل چیک اپ کے لیے لے گئی۔ افق کے دونوں چھوٹے بھائیوں کو اسکے پاس گھر پہ چھوڑ دیا۔ انہوں نے آج اکیڈمی سے چھٹی کر لی تھی اور لاونج میں افق کے ساتھ موجود تھے۔۔۔ افق صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے خاموش بیٹھی تھی، جبکہ وہ دونوں ٹی وی پر کارٹون دیکھ رہے تھے۔۔۔ انہیں گئے ابھی آدھا گھنٹہ بھی نہیں ہوا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔ افق سہم کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

اسکے دونوں بھائی دروزے کی طرف لپکے اسے کھولنے کے لیے۔۔۔۔

"رک جاؤ۔۔۔ پہلے پوچھنا کہ کون ہے... اگر مما یا بابا جانی ہوں تو کھولنا ورنہ نہیں کھولنا۔۔۔۔

اس نے ڈرتے ہوئے کپکپاتی آواز میں کہا۔۔۔

ان دونوں نے اسکی بات پہ عمل کرتے ہوئے پہلے دروازے کے لاک کے ہول میں سے باہر دیکھا تو سامنے ذولقرنین حیدر کھڑا تھا۔۔۔

انہوں نے دروازہ کھول دیا تو وہ اسکے ساتھ اندر آ گئے۔۔۔

افق نے حیدر کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا تو چہرے پہ سخت تاثرات سجائے وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف چل دی۔۔۔

ذولقرنین حیدر اسکے پیچھے بھاگا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دروزاہ بند کرتی ذولقرنین حیدر نے ہاتھ رکھ کر اسے دروزاہ بند کرنے سے روک دیا۔۔۔

اور جھٹکے سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔۔۔۔

"ہم دوست ہیں اور دوستی میں نا دوست سے چھپا جاتا ہے اور نا ہی کوئی بات چھپائی جاتی ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔

بھوری آنکھوں میں رنگ لیے وہ اسکا ہاتھ تھام کر بولا۔۔۔ وحشت سے افق کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئیں ۔۔۔۔۔

"بس یہ فیصلہ ہوا کہ آج سے تم اپنی آخری سانس تک بلیک مونسٹر کے ساتھ رہو گی۔۔۔۔

ایسے ہی لفظ اسکے کان میں دوسری آواز میں گونجے جسم میں سنسنی پھیل گئی اور خوف وہراس سے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔۔۔۔

"دوستی۔۔۔۔۔!!!!"۔۔۔۔

"کون سی دوستی کی بات کرتے ہو مجھ سے۔۔۔۔؟؟؟

"نہیں ہوں میں تمہاری دوست۔۔۔۔۔!!!!

"کیا یہی تھی تمہاری دوستی کہ تم نے اپنی دوست کے لیے اتنا نہیں کیا کہ اس کی زندگی جس انسان سے جڑنے جا رہی ہے اس کا اتہ پتہ معلوم کرتے؟؟؟

"یہ جانتے کہ اس شخص کا بیک گراؤنڈ کیا ہے۔۔۔۔ کس سے جُڑنے جا رہی ہے تمہاری دوست کی زندگی ۔۔۔۔!!

"کیا میں تمہارے لیے اتنی ارزاں تھی کہ تم نے ایک بار بھی یہ سب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔۔!

ارے دوست تو بنا کہے دوسرے کی بات جان لیتے ہیں۔۔۔۔ تم نے کیسی دوستی نبھائی۔۔۔۔؟؟؟؟

"کیا تمہیں میری آنکھوں میں کچھ نہیں دکھائی دیا۔۔۔۔؟؟؟؟

"میں تو ایک لڑکی تھی نا کیسے کیسے کر لیتی اظہار۔۔۔۔۔؟؟؟؟ وہ استہفامیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی ۔۔۔۔

"میری بات سنو افق۔۔۔ پلیز۔۔۔!!!

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔ نہیں سننی مجھے تمہاری کوئی بھی بات۔۔۔۔ اعتبار اٹھ گیا ہے اس دوستی لفظ سے میرا ۔۔۔۔۔ اور اس سب کے قصوروار صرف تم ہو۔۔۔۔ صرف تم۔۔۔!!!

گھٹن سے بند ہوتی سانس کو کھینچتی وہ جھٹکے سے خود کو اس کی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے دور کھسک گئی

ذولقرنین حیدر اسکی اچانک بگڑتی حالت کو دیکھنے لگا جسکے ماتھے پر پسینے کی ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے وہ بڑبڑاتی اس سے دور ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ بے دھیانی میں صوفے سے اٹک کر گر جاتی۔۔۔

"افق ریلیکس پلیز"۔۔۔۔۔۔۔ جلدی سے گرنے سے بچانے کیلیئے وہ دوسری طرف سے اسکے پاس آ کر اسکا چہرا اپنے ہاتھوں کے پیالے میں کر بولا۔۔۔۔۔۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ میرے دل میں تمہارے لیے دوستی کے علاوہ بھی کوئی فیلنگز ہیں۔۔۔۔ اور جب مجھے اپنے جذبات کا اندازہ ہوا تو وقت ہاتھوں سے ریت کی مانند پھسل چکا تھا۔۔۔۔ سب کھو دینے کی کشمکش میں مبتلا میں کچھ سمجھ نہیں پایا۔۔۔۔ ہو سکے تو مجھے میری اس غلطی کے لیے معاف کر دو۔۔۔۔ اگر میں وقت رہتے تمہیں اپنا بنا لیتا تو آج تمہارے ساتھ کچھ غلط نا ہوتا"

"اگر میں ہی ذمہ دار ہوں اس سب کا تو میں ہی سب ٹھیک بھی کروں گا"

وہ اٹل انداز میں کہتے ہوئے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔۔

ذوالقرنین حیدر سارا راستہ یہی سوچتے ہوئے آیا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔۔۔۔

جیسے ہی وہ گھر داخل ہوا اسکے والدین ڈائننگ ٹیبل پر موجود شام کھانا کھا رہے تھے۔۔۔۔

"آؤ بیٹا بیٹھ کر کھانا کھا لو اسکے والد نے اسے مخاطب کیے کہا۔۔۔۔

"ڈیڈ۔۔۔۔!!!

"مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔۔۔"

وہ کرسی گھسیٹ کر پیچھے کھسکاتے ہوئے اس پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔

"ہمممم۔۔۔بتاو کیا بات ہے؟

انہوں نے چاولوں کا چمچ بھر کر منہ میں ڈالا۔۔۔۔

"ڈیڈ مجھے شادی کرنی ہے پلیز آپ حفیظ انکل سے میرے لیے افق کا رشتہ مانگ لیں۔۔۔۔

انکا دوبارہ سے چاولوں سے بھرا ہوا چمچ وہیں ہوا میں معلق رہ گیا۔۔۔اسکی بات سن کر۔۔۔۔

حیدر کی والدہ سلمی بیگم نے ذولقرنین حیدر سے نظر بچا کر ہارون صاحب کو کڑے تیوروں سے گھورتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

"حیدر بیٹا تم ایسا کرو ہاتھ دھو کر آؤ کھانا کھاتے ہیں پھر ساتھ ساتھ بات بھی کر لیتے ہیں",

انہوں نے وقت کی نزاکت سے اسے فی الحال وہاں سے جانے کے لیے کہا۔۔۔۔

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں فریش ہونے چلا گیا۔۔۔۔

"میں پہلے ہی صرف آپ کی وجہ سے اس لڑکے کو اتنے سالوں سے اپنے گھر میں برداشت کر رہی ہوں
----اب مزید نہیں----
کل کو اسکی بیوی ہوگی بچے ہوں گے----وہ سب بھی اس گھر میں اپنا حق مانگیں گے-----میں بتائے دے رہی ہوں حیدر کا کوئی حق نہیں اس گھر پہ یا اس گھر کی کسی چیز پہ----یہ صرف بازل اور فاضل کا ہے
----آپ بھی اچھی طرح سمجھ لیں، -----وہ تیکھے لہجے میں بولیں----

"آہستہ بولو سلمی بیگم----وہ سن لے گا----
ہارون صاحب نے ان کا ہاتھ دبا کر انہیں اونچی آواز میں بولنے سے روکنے کی سعی کی----

"ارے سنتا ہے تو سنے----"
وہ چمچ زور سے ٹیبل پہ پٹخ کر بولیں---
ذوالقرنین حیدر جو اپنا موبائل ڈائننگ ٹیبل پر ہی بھول آیا تھا وہ لینے واپس آیا تو پیچھے کھڑا ان کے مابین ہونے والی گفتگو سن چکا تھا---

"ڈیڈ میں نے اپنی پوسٹنگ اسلام آباد کروالی ہے۔ وہیں اپارٹمنٹ ملا گیا ہے مجھے---اس گھر سے کچھ نہیں چاہیے مجھے---میں اپنی بیوی کو لے کر وہیں رہوں گا---جہاں آپ نے مجھ پہ اتنے احسان کیے بس ایک آخری

احسان کر دیں۔۔۔۔ افق کا رشتہ مانگ لیں میرے لیے۔۔۔۔ میری شادی آپ دونوں کے بغیر ممکن نہیں ۔۔۔۔"

وہ ان دونوں کے قریب کھڑے ہوئے سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے"

تو ہارون صاحب نے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر گہری سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

*_______________*______________*

رات کو ہی وہ ملائیشیا سے پاکستان واپس آیا تھا، وہاں کسی بھی کام میں اس کا دل و دماغ نہیں لگ رہا تھا، واپس آتے ہی صنم کو ڈھونڈھنے کے لیے اپنے آدمیوں کو پھر سے لگا دیا تھا۔۔۔۔

اس وقت وہ آزاد کشمیر کے بنگلے میں تھا جہاں کا آتے ہی اس نے چپہ چپہ چھان مارا تھا کیونکہ وہ اسی علاقے میں گری تھی۔۔۔۔

اسے پورا یقین تھا اسے یہاں سے کچھ نا کچھ انفارمیشن ضرور ملے گی صنم کی،

"باس مجھے لگتا ہے کہ اگر وہ بچ گئی تو اپنے گھر والوں کے پاس ضرور جائے گی۔۔۔ ہمیں وہیں چلنا چاہیے
"۔۔۔۔۔۔۔اس کے خاص آدمی نے بلیک مونسٹر سے کہا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے چلو"۔۔۔۔۔۔ وہ کہتا وہاں سے نکلے اور گاڑی میں بیٹھ کر لاہور روانہ ہو گئے یہ تو طے تھا اگر صنم اس کو مل گئی تو وہ اس کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔

*______________*_____________*

حفیظ صاحب کے گھر میں آج کتنے عرصے بعد رونقیں ہی رونقیں تھیں ہر طرف خوشیوں کا سماں تھا انہوں نے اپنے گھر کی سجاوٹ آج بے حد خوبصورت طریقے سے کروائی تھی، خوبصورت اور نایاب پھولوں اور نفیس پردوں سے سجا ہوا لان آج ایک شاندار منظر پیش کر رہا تھا، انہوں نے نکاح کی تقریب کا انتظام گھر کے لان میں ہی کیا تھا۔۔۔ خاندان میں سے کسی کو بھی مدعو نہیں کیا، بس خاموشی اور سادگی سے وہ افق کا نکاح کرنا چاہتے تھے، آج رات ہی ان کی فلائیٹ تھی،

ذولقرنین حیدر نے ان سے ملکر انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ اپنی نئی برانچ جو اسلام آباد میں ہے وہاں شفٹ ہو گیا ہے اور نکاح کے بعد افق کو بھی وہیں لے جائے گا۔ حفیظ صاحب اور انکی بیگم دونوں نے اسلام آباد سے ہی بیرون ملک کی فلائیٹ لینی تھی تبھی انہوں نے سوچا کہ نکاح کے بعد وہ افق اور حیدر کے ساتھ ہی اسلام آباد چلے جائیں گے۔

ذوالقرنین حیدر اپنے گھر والوں کے ساتھ وہاں آچکا تھا۔ اور لان کے ایک طرف قدرے تنہا گوشے میں موبائل کان سے لگائے کھڑا تھا، سفید رنگ کی بے داغ شلوار قمیض زیب تن کئے، اس پہ سیاہ ویس کوٹ پہنے ہوئے تھا چہرہ کافی حد تک سنجیدہ تھا آنکھوں میں ہمیشہ کی طرح سرخی تھی ہلکی ہلکی بیئرڈ پر ہاتھ پھیرتا وہ فون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا، اس کی یہی سحر انگیزی آج بھی ہمیشہ کی طرح اس کی شخصیت کو پُر وقار بنا رہی تھی۔

سٹیج پر ایک طرف کرسی پر سلمی بیگم براجمان تھیں جو بے تاثر چہرہ لیے بیٹھی تھیں ایسے جیسے انہیں زور زبردستی کر کہ یہاں بیٹھنے پہ مجبور کیا گیا تھا۔۔۔

ساتھ ہی ہارون صاحب بیٹھے تھے۔۔۔ مولانا صاحب نکاح نامے پہ معلومات درج کر رہے تھے۔۔۔

وہ اپنا سجا سنورا دلکش سراپا آئینے میں دیکھ رہی تھی سفید رنگ کی بے حد خوبصورت اور قیمتی میکسی پر نایاب موتیوں کا کام ہوا تھا بلاشبہ وہ لباس عروسی اس کی قدرتی سرخ و سفید رنگت پر بہت جچ رہا تھا بیوٹیشن اور اس کی والدہ کے لاکھ منتیں ترلے کرنے کے بعد کہیں جا کر اس نے ہلکا پھلکا میک اپ کروایا تھا۔

"میری پیاری بیٹی۔۔ اللہ پاک تمہیں ہر بری نظر سے بچائے۔۔۔" "یہ سفید رنگ بہت جچ رہا ہے تم پہ۔۔۔"

انہوں نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پیار سے گال پہ چھو کر کہا۔

"آپی آپ کو پتہ ہے آج ذوالقرنین حیدر بھائی نے بھی بلیک کی بجائے وائٹ شلوار قمیض پہنی ہے بالکل آپکے ڈریس سے میچ کرتی، سچی بہت ہینڈسم لگ رہے ہیں"

اسکے بھائیوں نے مسکراتے ہوئے پھلجھڑیاں چھوڑیں۔۔۔

"فضول باتیں مت کیا کرو۔۔"
افق کو نجانے کیوں بات بات پہ غصہ آ رہا تھا آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو رہے تھے ناک بھی لال ہو رہی تھی
یقیناوہ کافی ضبط کر کے بول رہی تھی۔۔۔۔

"افق بیٹا یہ ڈریس تمہارے لیے حیدر نے بھیجا تھااور اس کی خواہش تھی کہ تم یہ حجاب اوڑھو۔۔۔۔ یہ سر پر اوڑھ لو۔۔ مولوی صاحب آ گئے ہیں۔۔ پھر ہمارے ساتھ باہر چلو۔۔"

افق نے زخمی نظروں سے اس حجاب کو دیکھا پھر جھلملاتی ہوئی آنکھوں سے اسے اوڑھ لیا۔۔۔۔

اسکے دونوں بھائی اسکی دونوں اطراف میں موجود اسے اپنے ساتھ لیے باہر آ رہے تھے، وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے لان میں آتی دکھائی دی تو ذوالقرنین حیدر نے اسے نظروں کے حصار میں لیا۔

سفید میکسی میں حجاب پہنے، وہ آسمان سے اتری کوئی پاکیزہ حور لگ رہی تھی۔۔
سٹیج کے درمیان میں موتیے کے پھولوں کی باڑ بنائی گئی تھی۔

ایک طرف ذولقرنین حیدر اپنے والدین کے ساتھ موجود تھا تو دوسری طرف افق اپنے والدین اور بھائیوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔

چند ہی ساعتوں میں نکاح شروع ہوا، مولوی صاحب نکاح کے کلمات پڑھ رہے تھے
"صنم حفیظ ولد حفیظ آفندی کیا آپ کو ذولقرنین حیدر ولد ہارون درانی، حق مہر دس لاکھ اپنے نکاح میں قبول ہیں ؟"
افق ہنوز خاموش بیٹھی تھی۔

سنو۔۔۔!!!
وہ تمہیں بے حساب دینے کے لیے آزما رہا ہے۔۔۔۔
وہ تم سے اتنی محبت کرتا ہے کہ
تمہیں اسکی مقدار معلوم ہو جائے تو تمھارا جوڑ جوڑ علیحدہ ہو جائے اس احساس محبت سے۔۔۔۔!!!
بس تم ایک کام کر لو۔۔۔۔۔!!!!
میری ایک بات مان لو کہ
اس سے راضی ہو جاؤ۔۔۔۔
اس حال میں کہ
جب زبان سے شکوے

آنکھ سے آنسو۔۔۔۔۔۔۔۔۔
دل سے ناشکری کے بول
امڈے چلے آتے ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
پر تم یہی کہتے رہو کہ
اللہ جی میں آپ سے راضی۔۔۔۔
آپکی محبت سے راضی۔۔۔۔۔۔
آپکی دی ہوئی آزمائش پر راضی
دل سے نکلتی آہوں اور
آنکھ سے بہتے آنسوئوں میں راضی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
آپکی مصلحتوں پر راضی۔۔۔۔۔
بس جھک جاؤ کیونکہ
جو نہ جھک سکا۔۔۔۔۔
وہ نہ پا سکا۔

اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔۔۔

اسے پہلے سے کچھ اسی طرح کے بیتے کربناک لمحات یاد آئے۔۔۔

"قبول ہے"

اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔

افق کی رضامندی لینے کے بعد

اب مولوی صاحب ذولقرنین حیدر سے پوچھ رہے تھے حیدر کے قبول کرنے کے بعد ان دونوں سے نکاح نامے پر سائن کروائے گئے دعا کے بعد دونوں طرف سے مبارک باد کا سلسلہ جاری ہوا۔۔۔ سب بڑے ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔

توذولقرنین حیدر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور موتیے کے پھولوں کی باڑ کو ایک ہاتھ سے پیچھے ہٹاتے ہوئے چل کر افق کے پاس آیا۔۔۔

"نکاح مبارک۔۔۔!!!!"

افق نے گھنی پلکوں کی باڑ کو اٹھا کر قریب کھڑے ذولقرنین حیدر کو دیکھا تو اس نے افق کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں لیا اور زرا سا جھک کر اسکی پیشانی پہ عقیدت بھرا بوسہ دیا۔۔۔

افق بے یقین نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تو ذولقرنین حیدر نے اسے شدت بھرے انداز میں سب کے سامنے اپنے حصار میں لیا، اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر افق کے حجاب پہ گر کہ جذب ہونے لگے۔۔۔

حفیظ صاحب نے آگے بڑھ کر ذولقرنین حیدر کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا تو افق اور حیدر دونوں انکے ساتھ لپٹ گئے ۔۔۔۔ جذبات کا سمندر تھا جو ان تینوں کی آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔۔۔۔

"حیدر بیٹا مجھے بات کرنی ہے۔۔"

حیدر کے گھر والے جا چکے تھے،

"جی انکل کیا بات ہے کوئی مسئلہ ہے کیا۔۔؟؟"

لان میں موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر وہ خود بیٹھا اور دوسری پہ حفیظ صاحب بیٹھ گئے۔۔۔۔

"مجھے صنم کی بہت فکر ہو رہی ہے۔۔ بہت رو رہی تھی آج وہ۔۔ مجھے لگتا ہے ابھی صرف نکاح ہی ٹھیک تھا۔۔ تمہیں تو معلوم ہے وہ ابھی نکاح کے لیے بھی راضی نہیں تھی۔۔ وہ تو صرف میری وجہ سے مانی تھی۔۔ اگر مجھے اپنے علاج کے لیے باہر نا جانا ہوتا تو میں کبھی اتنی جلدی اس کی رخصتی نہیں کرتا، لیکن کیا کروں مجبوری ہے۔۔"

وہ ابھی افق کو دیکھ کر آرہے تھے جس کی آنکھوں میں انہیں نمی دیکھ کر وہ بے چین ہو گئے تھے۔۔۔۔

"رخصتی تو ایک نا ایک دن ہونی ہی ہے، کل ہونی تھی سو آج وقت رہتے ہی ہو گئی۔ مجھے لگتا ہے کہ بلاوجہ تاخیر کرنا مناسب نہیں تھا۔۔ اسے ایک دوست کی ضرورت ہے جس سے وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکے۔ میں پوری کوشش کروں گا اسے اس صدمے سے باہر نکالنے کی"

وہ گہرا سانس خارج کرتا بولا تھا

"وہ ابھی بھی ڈر گر۔۔" وہ بولتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ گئے۔۔۔۔

وہ حقیقتاً پریشان تھے۔۔۔۔

"مجھے علم ہے اس سب کا اسکے چہرے سے سب پتہ چل جاتا۔۔ میں ہینڈل کر لوں گا۔۔۔۔"
ذولقرنین حیدر نے انہیں مطمئن کرنے کے لیے کہا۔۔۔۔
"تم سے صنم کی زندگی جوڑ کر مجھے لگتا ہے کہ میں نے بہت اچھا کیا، تم سے بہترین ہم سفر نہیں مل سکتا تھا اسے، تم ضرور میری کسی نیکی کا اجر ہو جو تم میری بیٹی کی زندگی میں آئے۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تم اسے بہت خوش رکھو گے۔۔۔۔اب میں مر بھی جاؤں تو کوئی غم نہیں کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ میری بیٹی محفوظ ہاتھوں میں ہے"

انہوں نے اس کا شانہ تھپتھپا کر کر کہا۔۔۔۔

"آپ ایسی باتیں مت کرے اللہ سب بہتر کرے گا انشاءاللہ۔۔"

حیدر نے دعائیہ انداز میں کہا تھا اور پھر وہاں سے نکلنے کی تیاری کرنے لگا۔۔۔۔

سب سے پہلے حفیظ صاحب نے اپنے دونوں بیٹوں کو انکے ہاسٹل میں چھوڑا۔۔۔اب وہ چاروں پرائیویٹ گاڑی میں اسلام آباد کے راستے پہ گامزن تھے۔۔۔

پچھلی سیٹس پہ ایک طرف افق کی والدہ اور حفیظ صاحب بیٹھے تھے جبکہ افق درمیان میں تھی۔ ذولقرنین حیدر ڈرائیور کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

افق کبھی حفیظ صاحب کے شانے پہ سر رکھ لیتی تو کبھی اپنی مما کے شانے سے لگی چپ چاپ آنسو بہانے لگتی۔۔۔
حیدر اور افق کو انکے گھر کے سامنے اتار کر وہ دونوں ائیر پورٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔

جیسے ہی ذولقرنین حیدر۔۔۔
کمرے میں آیا تو اسکی نظر سید ھا اداس سی کھڑی افق پہ پڑی جو بیڈ پر بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔۔۔۔۔

"کیا بات ہے افق"۔۔۔۔۔۔۔ ویس کوٹ اتار کر صوفے پہ رکھتا وہ اسکے پاس آیا تو آنسو صاف کرتی افق نے اپنا چہرا موڑ لیا۔۔۔۔۔۔
ذولقرنین حیدر اسکی حرکت پر جز باجز ہوا۔۔۔۔

"میں جانتا ہوں کہ جو بھی ہوا بہت جلدی میں ہوا اور تمہیں کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں ملا، مگر ہم اس رشتے سے پہلے دوست ہیں،۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی ادھوری بات مکمل کرتا۔۔۔
"میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میرے سامنے دوستی کی بات مت کرنا۔۔۔ نہیں ہے کوئی بھی میرا دوست ۔۔۔۔ سمجھے تم"

وہ تند نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے غرائی اور اٹھ کر ڈریسر کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔

"اب تم۔۔۔ میرے نکاح میں ہو بیوی ہو میری۔۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے غمگسار ہوتے ہیں۔۔ میں تمہارا ہر غم بانٹ لوں گا مجھے ایک موقع دو پلیز۔۔۔۔"

وہ دو قدم چل کر اسکے قریب آیا۔۔۔

ماضی کے اذیت ناک لمحات کو آنکھوں کے پردوں پہ لہراتے دیکھ وہ غم و غصے کی تصویر بنی مشتعل انداز میں اس پہ چھپٹی۔۔۔۔۔۔

"میں نہیں مانتی اس شادی کو۔۔۔۔۔!!!

نہیں ہوں میں کسی کی بیوی۔۔۔۔۔!!!!

"رکھیل ہوں میں رکھیل۔۔۔۔ اس بلیک مونسٹر کی۔۔۔۔

اُسی وحشی جانور کی جو روز مجھے نوچ نوچ کر کھاتا تھا۔۔۔۔۔

عالم طیش سے حیدر کی شرٹ کا کالر جھنجھوڑتے ہوئے پھنکاری۔۔۔

"دیکھو۔۔۔۔!!!! دیکھو نا تم بھی۔۔۔۔۔ میرے وجود کے ہر حصے پہ اس کی درندگی کی چھاپ۔۔۔۔

سرد لہجے میں کہتے ہی اس نے اپنی وائیٹ میکسی کی زپ کھول دی جو ڈھلک کر اسکے پاوں میں گری۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر نے کرب سے آنکھیں میچ کر چہرے کا رخ دوسری طرف کر لیا۔۔۔۔

وہ الفاظ تھے یا زہر بھرے نشتر جو اس کے وجود کو بھسم کر گئے تھے۔۔۔

افق کی سسکیاں سنتے ہی وہ سرعت سے بیڈ کی طرف بڑھا اور بیڈ پہ موجود بیڈ شیٹ کھینچ کر آنکھیں بند کیے ہی پلٹا۔۔۔۔افق کو اس بیڈ شیٹ سے ڈھانپ کر اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے یہ سب دیکھ کر میرا پیار ختم ہو جائے گا"؟

وہ افق کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے شدت پسندی سے بولا۔۔۔

افق نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔صنم۔۔۔۔!!!!

"بلکہ میرے پیار کا قطرہ عشق کا سمندر بن گیا ہے"

"لیکن مجھے نہیں ہے تم سے پیار۔۔۔۔!!!

وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر پھنکاری۔۔۔۔

"نہیں بھی ہے تو میرے عشق کے سمندر میں ایک دن تم ضرور ڈوب جاؤ گی، مجھے یقین ہے"

وہ چیلنجنگ انداز میں بولا۔

"جب میں بکھرا تھا تب تم نے مجھے سہارا دیا، آج میری باری ہے، مجھے اس حق سے محروم نا کرو۔۔۔ ٹھیک ہے تمہیں دوست پسند نہیں تو نا صحیح، شوہر ہونے کی حیثیت سے تو اختیار رکھتا ہوں نا۔۔۔؟

اس سے پہلے کہ وہ اس کے قریب آتا، افق کو مدھوشی طاری ہونے لگی۔۔۔

"یہ حجاب بھیجا نا تھا تم نے۔۔۔ کیوں؟؟؟

اس کی نظر شیشے میں خود پہ پڑی تو وہ ایک بار پھر سے ٹوٹنے لگی۔۔۔

"کیا فایدہ اس کا؟؟؟ یہ تو اپنی عزت و آبرو بچانے کے لیے استعمال ہوتا ہے نا۔۔ جب میری عزت ہی نہیں رہی"

وہ لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی اس کا بدن ہچکولے کھانے لگا۔۔۔ اور آنکھیں نشے کے باعث بند ہونے لگیں۔ ذولقرنین حیدر کے کمرے میں آنے سے پہلے وہ اپنے پاوچ میں موجود نشہ اپنے اندر اتار چکی تھی۔۔۔

حیدر نے آگے بڑھ کر اسکے لہراتے ہوئے وجود کو بر وقت تھام لیا اور اسے بستر پہ لٹا دیا۔۔۔۔

"م۔۔۔ م۔۔ مجھے چھوڑ دو۔۔۔ جانے دو۔۔۔

وہ اپنی سہمی ہوئی آواز میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔۔۔۔

"تم میری عزت ہو افق،،، مجھے اتنا کم ظرف مت سمجھنا کہ مجھے تمہارے جسم کی بھوک ہے، محبت کا رشتہ تو روح سے نبھایا جاتا ہے، مجھے تمہاری پاکیزہ روح سے محبت ہے، وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اسکی مخروطی انگلیوں کو چومتے وہ دھیرے سے بولا۔

اسکے شانے سے بیڈ شیٹ ہٹ چکی تھی، وہاں ابھی تک دانتوں کے نشان تھے جو نیلے پڑ چکے تھے۔۔۔ مگر مٹے نہیں تھے۔۔۔ اس نے شکست خوردہ سی گہری سانس خارج کرتے چادر مزید کھسکائی تو اس کے بدن پہ جا بجا درندگی کے نشانات دیکھ کر اس کو محسوس ہو رہا تھا کہ کسی نے اسکے وجود کو ٹکروں میں کاٹ دیا ہے۔۔ افق کو کبھی اس حال میں بھی دیکھے گا یہ تو کبھی اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔

اس کی حالت دیکھتے حیدر کی آنکھوں میں وحشت ناک تاثرات کا لاوا امڈنے لگا۔۔۔

"میرا دل چاہتا ہے میں تمہیں گلے لگاؤں۔
اپنی باہوں میں اس طرح سمیٹ لوں
کہ تمہارے سینے میں دھڑکنے والے دل کو اپنے وجود میں محسوس کروں۔۔۔
تمہاری سانسوں کو اپنی سانسوں میں اس طرح بھر لوں کہ نئی زندگی جی اٹھوں۔
اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے تمہارے ہاتھ کو اس طرح تھام لوں کے ہم کبھی جدا نہ ہو سکیں۔ وہ اسکے وجود کو خود میں بھینچ کر جذبات سے لبریز انداز میں بولا۔

"وہ۔۔۔مجھے لے جائے گا۔۔۔۔"_

وہ بے ہوشی میں دھیمی آواز میں کہہ رہی تھی۔۔

اسکے چہرے پر خوف کے گہرے سائے تھے۔۔ وہ اسکے سینے سے یوں لگی تھی جیسے تھوڑی سی بھی گرفت ڈھیلی پڑی تو کوئی اسے حیدر سے چھین کر واپس اسی دوزخ میں جھونک دے گا۔۔

"میرے ہوتے کوئی تمہیں آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے گا تو دوبارہ دیکھنے کے قابل نہیں رہے گا۔۔۔ وہ جنونیت آمیز انداز میں بولا

ذوالقرنین حیدر چینج کرنے کی غرض سے اٹھنے لگا تھا مگر رک گیا۔۔۔

"ننن نہیں جاؤ۔۔ مم مجھے چھوڑ کے"_

اسکا خود سے دور ہونا محسوس کرتی وہ اسکی شرٹ کو مٹھی میں دبوچ کے کرب سے بولی تھی۔۔

"اب۔۔۔ تم مجھے چھوڑ دو گے نا۔۔۔؟؟؟

"افق۔۔۔۔ جب تعلق روح کا ہو نا تو دل کبھی بھرا نہیں کرتا"

وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے آنچ دیتے لہجے میں بولا۔

"میری روح تو وہیں مر گئی تھی بڑی مشکل سے اپنی لاش اٹھا لائی تھی۔۔۔ وہ نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"میرے لیے سراپا محبت ہو، بہت خاص ہو، تم میری روح کی خواب گاہ ہو،

اس نے افق کو اپنے بانہوں کے حلقے میں لیا اور اسکے چہرے پر نرم سا لمس چھوڑا۔۔۔

وہ آنکھیں موندے پر سکون نیند کی آغوش میں جا چکی تھی۔۔۔۔

*_____________*_____________*

"کہاں گئے سب لوگ"؟

بلیک مونسٹر کے ایک آدمی نے گاڑی سے باہر نکل کر دیکھا کہ ان کے گھر کے گیٹ کو لاک لگا تھا۔۔۔۔

اس نے بلیک مونسٹر کے اشارے پہ ساتھ والے گھر سے معلومات حاصل کرنے کے لیے انکا دروازہ کھٹکھٹایا تو

اندر سے ایک آدمی نکلا۔۔۔۔

"وہ حفیظ صاحب کی فیملی کا پوچھ رہے ہیں آپ؟

"جی انہیں سے ملنا تھا۔ اس آدمی نے اسپاٹ لہجے میں کہا۔

"وہ تو اپنے علاج کے لیے بیرون ملک چلے گئے آج انکی فلائیٹ تھی۔۔۔۔

"اس کی بیٹی صنم کہاں ہے؟؟؟

بلیک مونسٹر جو گاڑی سے باہر نکل کر اس کے پیچھے آیا تھا۔۔۔ وہ خود آگے بڑھ کر اس شخص کا گریبان جھنجھوڑتے ہوئے برفیلے لہجے میں بولا۔۔۔

"ج۔۔۔جہ۔۔۔جی۔۔۔وہ۔۔۔وہ تو اس کی آج شادی ہو گئی ہم نے چھت سے دیکھا تھا اس کا نکاح ہوتے ۔۔۔۔۔"

اس نے بلیک مونسٹر کے خطرناک انداز سے ڈر کے گھگھیاتے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔

"تم میرے سوا اور کسی کی نہیں ہو سکتی صنم۔۔۔۔۔!!!!

"تم پہ تمہارے وجود پہ صرف و صرف میرا حق ہے۔۔۔۔ اگر میرے علاوہ کسی نے تمہیں چھوا بھی تو بلیک مونسٹر ساری دنیا کو جلا کر راکھ کر دے گا"

وہ اس آدمی کو جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے درشت آواز میں دھاڑا۔۔۔

*_______________*______________*

متواتر سگریٹ پھونکنے کے باوجود بھی اس کا غصہ کم نہ ہوا.. یہ کیا ہو رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا.. اس نے تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ ایسا بھی کچھ ہو سکتا ہے...

وہ تو اک عام سا سادہ سا انسان تھا، اس کی زندگی اپنی پیدائش کے مخمصے سے، شروع ہوئی، اور ماریہ کی بیوفائی کی وجہ سے نشے میں ختم ہو رہی تھی،،،، صرف افق کی دوستی اس کی بوسیدہ حال زندگی میں اک تازہ ہوا کا جھونکا بن کر آئی ----

جب ان دونوں کی دوستی ہجر میں بدلی تو اسے احساس ہوا کہ وہ جو اتنے سالوں سے ماریہ کے پیچھے نشے میں اپنی زندگی کا ضیاع کر رہا تھا، وہ تو محض اٹریکشن تھی، محبت کیا ہوتی ہے اس جذبے سے تو اسے افق نے روشناس کرایا تھا ۔ افق کی دوری نے اس کے دل میں پنہاں احساس کو جگا دیا تھا۔۔۔۔

اسکی گمشدگی پر وہ بہت افسردہ تھا۔ دل کسی بھی طور چین نہیں لے رہا تھا۔۔ ایسے لگ رہا تھا کہ وہ ایام کانٹوں پہ بسر کر رہا تھا۔ اسے ڈھونڈھنے کے لیے اس نے بہت تگ ودو کی مگر وہ اسے کہیں نہیں ملی۔ بالا خر ایک دن اچانک وہ اسے مل گئی تو اس نے بناء وقت ضائع کیے اسے اپنی زندگی میں شامل کر لیا۔۔۔

اس کی تو سوچ بھی وہاں تک نہیں تھی کہ اس کے ساتھ کچھ ایسا بھی ہو سکتا تھا۔۔۔ وہ تو خود حیران تھا۔ دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے اور ہم ہیں کہ اپنی دنیا میں ڈوبے دنیا و مافیہا سے بیگانہ ہیں۔۔۔

اس نے تھک کر رات کی سیاہی میں ڈوبے آسمان کی طرف دیکھا.. کچھ دیر یونہی بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور جا کر اپنا لیپ ٹاپ لے آیا اس نے اپنی نائٹ شفٹ کروالی تھی وہ رات کے وقت آفس ورک کرتا تھا.. نائٹ بلب کی روشنی اب بھی پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی.. اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس پہ یقین نہیں کرے گی اور اس سے دوری بنانے کے لیے نشے کا سہارا لے گی۔۔۔

اس نے بستر پر نظریں دوڑائیں وہ آرام سے سوئی ہوئی نظر آئی... اس کے سونے کے طریقے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ نشے کی وجہ سے گہری نیند میں ہے..

حفیظ صاحب سے بات کرنے پہ صرف اتنا پتہ چلا تھا کہ وہ انڈر ورلڈ گینگ کا سرغنہ ہے جس نے افق کے ساتھ کچھ برا کیا ہے جسکی وجہ سے اسکی یہ حالت ہے۔

ذوالقرنین حیدر کی انگلیاں مہارت سے لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پہ چل رہی تھیں۔۔۔ انسر ورلڈ کے لوگوں کے بارے میں اسے جو جو معلومات حاصل ہو رہیں تھیں وہ اسے چونکنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ اسکی صبیح پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔۔

"ایک عام انسان ایسے کسی بھی آدمی سے نبٹنے کے لیے ناکافی ہے۔۔۔۔ جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا ہو گا ۔ ایک ٹیم تیار کرنی ہو گی جو اس میں میری مدد کرے۔۔۔۔ اور خاص کر صنم کو مضبوط بننا ہو گا۔ جب تک وہ اپنا بدلہ خود اپنے ہاتھوں سے نہیں لے گی وہ ساری زندگی اس صدمے سے نہیں نکل پائے گی۔۔۔" اس کا ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔۔۔۔۔

بلیک مونسٹر کے دو آدمی منہ پر رومال رکھ کر ائیر پورٹ کے اندرونی حصے میں داخل ہوئے۔۔۔۔۔

انہیں یقین تھا کہ حفیظ صاحب اور ان کے بیوی دونوں یہیں موجود ہے پر اتنے لوگوں کے بیچ اسے کیسے پہچانا جائے یہ مشکل تھا۔۔۔۔۔۔

"تم الگ سے جاؤ اور دھیان رہے کہ وہ یہاں سے نکل نا پائے ورنہ آج باس کے ہاتھوں گئے ہم"۔۔۔۔۔ ایک آدمی نے کچھ جھک کر سرگوشی نما آواز میں دوسرے سے کہا کہ وہ سر ہلا کر الگ ہو گیا۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں وہاں موجود آدمی اور عورتوں کے بیچ سے ہوتے الگ الگ ہو کر ان کو ڈھونڈنے لگے۔۔۔۔۔۔

اس نے ابھی کچھ قدم بڑھائے ہی تھے کہ ایک آدمی ہاتھ میں بیگ لیے اسکے ساتھ ٹکرایا۔۔۔۔۔

"کیا مصیبت ہے"۔۔۔۔۔۔ غصے سے کہتے اسنے اسے خود سے دور پھینکا کہ اسکارومال جھنجھلاہٹ میں ساتھ اتر گیا۔۔۔۔۔

اس نے شرٹ کے نیچے چھپائی ہوئی گن نکال کر اس کی نال حفیظ صاحب کی پشت پہ زور سے لگائی۔۔۔۔ توانہوں نے فق نگاہوں سے اسے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔

"ک۔۔۔ کون ہو تم۔۔۔۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولے۔۔۔۔

"سب پتہ چل جائے گا۔۔۔ اور خبردار یہاں آواز نکال کر سیکیورٹی کو متوجہ کرنے کی کوشش کی۔۔۔ ورنہ جان سے جاؤ گے۔۔۔ اگر زندگی چاہتے ہو تو چپ چاپ میرے ساتھ چلو۔۔۔۔ وہ دھمکی آمیز انداز میں دانت پیس کر بولا۔۔۔۔

"چل بڑھیا تو بھی چپ چاپ ہوشیاری کیے بغیر۔۔۔۔ اس نے انہیں بھی دھمکایا تو وہ دونوں اسکے ساتھ ساتھ سپاٹ چہرے لیے باہر نکل گئے۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی باہر آئے ایک شخص جو سیاہ پینٹ اور سیاہ شرٹ پہ سیاہ جیکٹ پہنے اس پہ سیاہ ہی ہیٹ پہنے جس سے اسکا چہرہ صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ صرف ستواں مغرور ناک اور بھوری مونچھوں تلے عنابی سختی سے بھینچے ہوئے لب دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔۔

حفیظ صاحب نے اسے پہچاننے کی کوشش کی مگر انہیں کچھ سمجھ نہیں آیا کہ آخر وہ کون ہیں اور ان سے کیا چاہتے ہیں آخر وہ کیوں انہیں یہاں لائے ہیں۔۔۔۔

وہ ائیرپورٹ کا پچھلا حصہ تھا۔۔۔ قدرے کم لوگوں کا وہاں سے آنا جانا تھا۔۔۔

"بلیک مونسٹر۔۔۔ ایک بار ہی سوال کرے گا جواب دے گا تو ورنہ جان۔۔۔۔ !!!!

اس نے بر فیلے لہجے میں اپنا تعارف کروایا۔۔۔۔

"ب۔ب۔بلیک مونسٹر"۔۔۔۔۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولے۔۔۔

"صنم کہاں ہے"؟

وہ سرسراتی ہوئی آواز میں بولا تو انکے بدن میں بجلی سی دوڑ گئی۔۔۔۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔۔"

انہوں نے صاف انکار کر دیا۔۔۔ وہ فوراً خطرہ بھانپتے ہوئے اٹل بہادری سے بولے۔۔۔۔

"آخری موقع دے رہا ہوں وہ بھی صنم کی وجہ سے۔۔۔ سچ بتا کہاں ہے وہ؟؟؟؟

اس کے چہرے پر بلا کے پتھریلے تاثرات تھے۔۔۔۔

"نہیں جانتا میں۔۔۔ اگر جانتا بھی تو تمہیں کبھی نہیں بتاتا۔۔۔

لفظوں کا منہ سے نکلنا تھا کہ کسی نے حفیظ صاحب اور ان کی بیوی پہ فائر کھول دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔ پھر آہستہ آہستہ ساکت ہوئیں۔۔۔۔۔ اندھیرے میں ان کے جسم سے خون فواروں کی صورت میں نکلنے لگا اور وہ لہرا کر نیچے گرے۔۔۔۔۔۔

"You bastard....!!!!

وہ زہریلے انداز میں دھاڑا۔۔۔

اس کی وحشت زدہ آواز سے اسکے سب آدمی بھی سہم گئے۔۔۔ آج پہلی بار بلیک مونسٹر کے انداز میں جنون تھا وحشت ٹپک رہی تھی۔۔۔۔۔

"حرام خور۔۔۔۔۔۔!!!!!

"میں اپنے طریقے سے پوچھ رہا تھا نا تو نے کیوں مارا؟؟؟؟

اس نے آگ اگلتے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

اور اپنے اس آدمی پر گن سے اتنے فائر کیے کہ لمحوں میں موت کی آغوش میں چلا گیا۔۔۔۔۔

یہ وہی اس کا آدمی تھا جو نہیں چاہتا تھا کہ افق۔۔۔ بلیک مونسٹر کو واپس ملے۔۔۔ اس سے پہلے کہ بلیک مونسٹر اس کے باپ سے افق کے بارے میں کوئی انفارمیشن حاصل کر لیتا۔۔۔ اس آدمی نے حفیظ صاحب کو موت کی نیند سلا دیا۔۔۔۔ مگر اس کے اس عمل پہ بلیک مونسٹر کے اندر کا درندہ جاگ گیا تھا۔۔۔۔

صنم کی آنکھیں کسی چیز کے احساس سے کھلی تھیں.. وہ ہلکا سا کسمسائی تو اسے اپنے گرد کسی دوسرے وجود کا احساس ہوا.. اس نے گردن ترچھی کیے اپنے کمر کے گرد لپیٹے اس کے ہاتھ کو دیکھا جس کی پکڑ مضبوط لیکن نرم تھی.. گردن موڑ کر اپنے قریب لیٹے ذولقرنین حیدر کو دیکھا جس کے ہونٹ اس کی گردن کے قریب تھے اور اس کی گرم سانسیں اس کے چہرے کو چھو رہی تھیں.. گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس وقت اس کے چہرے پر بلا کی معصومیت تھی.. اس کے بال بے ترتیبی سے پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے..

"حیدر..!" اس نے دھیرے سے اس کا ہاتھ ہلایا تو وہ نیند میں ہی ہنکارا بھر کے سو گیا... اس نے دھیرے سے اس کا ہاتھ اپنی کمر پر سے ہٹایا اور اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گئی...

کمرے سے باہر آئی تو وہ لاونج میں موجود ٹیبل پہ ناشتہ سجائے بیٹھا اس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔۔

"آؤ ناشتہ کر لو"

"مجھے بھوک نہیں"

وہ لٹھ مار لہجے میں بولی۔

"لڑنے کے لیے ہمت کی ضرورت ہوتی ہے ناشتہ کر لو پھر چاہے جتنا مرضی لڑ لینا۔۔۔"

اس نے افق کا بازو پکڑ کر اسے اپنے ساتھ صوفے پر بٹھایا۔۔۔۔۔

اور اسکے ہاتھ میں سینڈوچ پکڑایا۔۔۔۔

حیدر نے ٹیبل پر موجود ریموٹ کنڑول اٹھا کر ٹی وی آن کیا تو نیوز چینل پہ ایک خبر چل رہی تھی۔۔۔۔۔

"یہ دیکھیں ائیر پورٹ کی بیک سائیڈ پہ گریں لاشیں"۔۔۔۔ان لاشوں پہ سفید رنگ کی چادر چڑھائی ہوئی تھی انکے چہرے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔۔۔۔۔

"ایک نامعلوم شخص جو اس موقع واردات پہ موجود تھا اُس نے اِس واقعے کی چھپ کر ویڈیو بنائی تھی۔ اور ہمیں بھیج دی۔۔1۔ دیکھیں کس طرح ان بے رحموں نے انکی جان لی ہے۔۔۔

اس ویڈیو میں جس پہ گولیاں چلیں تھیں ان لوگوں کے چہرہ بلر کر دیئے گئے تھے۔۔۔۔

جبکہ سامنے کھڑا ہیٹ میں چہرہ چھپائے کھڑے شخص کے ملتے ہوئے لب صاف دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔

"افق نے پہلی ہی نظر میں اسے پہچان لیا تھا۔۔۔۔۔

"حیدر۔۔۔۔!!!!

"یہ۔۔۔۔یہ۔۔۔۔و۔۔۔وہ۔۔۔وہی ہے۔۔۔۔میں کیسے اسے بھول سکتی ہوں۔۔۔۔۔

"یہ وہی ہونٹ ہیں۔۔۔۔۔!!!!

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اس کی ٹی وی سکرین پر چلتی ویڈیو دیکھ رہی تھی جہاں اس کے صرف ہلتے ہوئے لب دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔

"بس یہ فیصلہ ہوا کہ آج سے تم بلیک مونسٹر کے ساتھ رہو گی"

اسکے ہلتے ہوئے لب ابھی بھی اسے اپنی آنکھوں کے سامنے معلوم ہوئے۔۔۔۔

"اس حادثے میں ہوئے ہلاک افراد کے پاس سے انکے پاسپورٹ اور شناختی کارڈ ملے ہیں۔ جیسے ہی ان ہلاک ہونے والے کے نام سکرین پر نمودار ہوئے اور سنائی دیئے تو ذولقرنین حیدر اور افق دونوں کے دل کی دھڑکنیں رک گئی۔۔۔۔۔

دونوں نے فق نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔ ان دونوں کو اپنی سماعتوں پہ یقین کرنا ناممکن ہوا ۔۔۔۔ جیسے جیسے تفصیلات سکرین پہ چل رہی تھیں ان کے شک کی تصدیق ہو گئی تھی۔۔۔ وہ واقعی افق کے والدین ہی تھے۔۔۔۔۔

ان کے سر پہ تو جیسے ساتوں آسمان قیامت بن کر ٹوٹ پڑے تھے۔۔۔۔
افق یوں دھاڑیں مار مار کر روئی جس سے فلیٹ کے در و دیوار بھی ہل کر رہ گئے۔۔۔۔
دونوں کی دنیا زیر و زبر ہو کر رہ گئی تھی۔

انڈر ورلڈ سے تعلق رکھنے والے لوگ عورتوں کا عام استعمال کرتے رہتے تھے۔۔ ہر رنگ و نسل کی لڑکی سے اس کا واسطہ پڑا تھا، مگر اسے ان سب میں دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ اس نے کبھی کسی لڑکی پہ توجہ نہیں دی تھی۔ اسکی زندگی میں وہ پہلی لڑکی آئی تھی۔ اور اس کے دل کی دنیا زیر و زبر کر گئی تھی۔۔۔۔

"تمہاری پہلی نظر مجھے خود سے میرے مقصد سے جدا کر دیا۔۔۔۔

"تمہاری معصومیت نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔۔۔!!!

کیوں من بار بار بھٹک کر تمہیں ہی سوچتا چلا جا رہا ہے؟؟؟؟

کیسے اس دل کو سمجھاؤں جو پہلی بار تمہارے لیے سینے میں دھڑک اٹھا ہے۔ بولتے اسکی سانسیں ٹوٹنے لگی تھیں۔

پہلی بار اِس پتھر دل انسان کے دل پہ دراڑ پڑنے لگی تھی، کوئی تو اسکے دل میں جھانک کر اسکی روح تک رسائی پاتا ،اس کی چھلنی روح کو قرار دیتا۔ کیا کوئی اسکے لیے نہیں؟؟ کیوں نہیں؟؟؟

"کیا وہ اکیلا ہی اس دنیا سے چلا جائے گا؟؟؟؟

"برسوں سے پڑا مردہ دل دھڑکنے لگا تھا- میرا چین لے لیا۔۔۔کس جذبے سے واسطہ کروا دیا تم نے۔

وہ مشروب کا گلاس زمین پہ پھینک کر کربناک آواز میں چلایا۔۔۔۔ شیشے کا گلاس زمین پہ گرتے ہی چھناکے کی آواز سے کرچیوں میں منقسم ہو گیا۔۔۔۔

"صنم۔۔۔!!!!

اس کی آواز کمرے کی دیواروں سے ٹکرا کر واپس اسے سنائی دینے لگی۔

دیکھو تمہارا ہی نام میرے لبوں پہ ہے۔۔۔!

"تمہارا ہی چہرہ ہر طرف۔۔۔!!!

اسے ہر جگہ صرف اسی کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

"اگر یہ جذبہ پیار کا ہے تو مجھے نہیں پتہ تھا کہ اس میں ایسا درد ملتا ہے۔۔۔۔!

اسکی آنکھیں سُرخ ہو چکی تھیں۔ اسکا چہرہ تر تھا۔ وہ کب رویا اسے معلوم نہ ہو سکا۔ پہلے اسے لگتا تھا کہ وہ اسے تلاش کر لے گا۔ واپس ڈھونڈ نکالے گا۔ زمین آسمان ایک کر دے گا۔ بھلا کوئی کام ہے جو بلیک مونسٹر نہ کر سکے۔ مگر اب، اب بے بسی ہی بے بسی تھی۔ اسے نجانے آسمان کھا گیا تھا یا زمین نگل گئی تھی۔ کہیں اس کا نام و نشان نہیں مل رہا تھا۔

"تم کو لے کر یوں بچوں کی طرح رووں گا۔۔۔ میں نے کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تو اس گھمبیر آواز گونجی۔۔۔

"What happened?

"باس باہر ڈیلر آئے ہیں اسلحے کی سمگلنگ والے۔۔۔۔۔

اسکے آدمی نے آگاہ کیا۔۔۔

"ٹھیک ہے"

اسکی آواز سن کر وہ دروازے سے ہی پلٹ گیا کیونکہ اسکے کمرے میں کسی کو بلااجازت داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔۔۔

دس، پندرہ منٹ بعد فریش ہو کر اپنے مخصوص بلیک سوٹ میں ملبوس۔ برانڈڈ پرفیوم کی محسور کن مہک سارے فلور پہ بکھر رہی تھی جہاں جہاں سے وہ گزر رہا تھا۔ اسکے بھاری بوٹوں کی دھمک سے ہی اس کی آمد کا علم ہو جاتا ۔۔۔

اس بلڈنگ کا چپہ چپہ اسکے قدموں کی آواز سے آشنا تھا۔۔۔
وہ باوقار چال چلتے جیسے ہی لاونج میں موجود صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے شاہانہ انداز میں پورے طمطراق سے براجمان ہوا۔۔۔۔۔

اس بلیک مونسٹر کی آنکھ کے اشارے پہ پوراانڈرورلڈ چلتا تھا۔۔ جسکی دہشت سے بڑے سے بڑے غنڈے بھی کپکپا جاتے۔۔۔۔ جیسے ہی وہ اپنے ساؤنڈپروف کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اتر کر نیچے آرہا تھا اسکے کمرے کے دروازے کے باہر موجود باڈی گارڈ ہاتھوں میں رائفل تھامے اسکے پیچھے پیچھے اتر کر آئے اور اب اسکے صوفے کی دونوں اطراف میں الرٹ کھڑے تھے۔۔۔۔

یہ بظاہر نظر آتا مغرور شخص اندر سے کتنی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔ کوئی ذی روح اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا۔

"کتنے کا اسلحہ چاہیے"؟

بلیک مونسٹر کی بھاری آواز لاونج میں گونجی۔۔۔۔

"چار کروڑ کا"

"مل جائے گا۔۔۔۔"

وہ آدمی اس کا جواب سن کر مطمئن ہوئے چلا گیا۔۔۔۔

"افغانستان سے سے جو افیم، گانجا، چرس اور آئس کا مال آیا تھا وہ دبئی پہنچ چکا ہے یا نہیں"

اس نے اپنے آدمیوں سے برفیلے لہجے میں پوچھا۔۔۔

"جی باس وہ سارا مال پہنچ چکا ہے، مگر سیٹھ پیمنٹ دینے میں آنا کانی کر رہا ہے"

"فون ملاؤ۔۔۔۔"

وہ سرد تاثرات سجائے بولا تو اسکے آدمی نے کال ملائی اور سپیکر آن کیا۔۔۔۔

ڈاکٹر کچھ دنوں سے اسے کافی ویکنس محسوس ہو رہی ہے۔ اور سر چکرا رہا ہے، ابھی پھر بے ہوش ہو گئی ہے۔ آپ پلیز اس کا چیک اپ کیجیے، دیکھیں کیا پرابلم ہے، آپ جو بھی کہیں میں وہ سب ٹیسٹ کروا لیتا ہوں"

ذوالقرنین حیدر جو بیہوش افق کو بازوؤں میں اٹھا کر ہاسپٹل لایا تھا۔ ڈاکٹر سے پریشان کن آواز میں بولا۔

"اوکے آپ باہر ویٹ کریں"

وہ کوریڈور میں بے چینی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا، حفیظ صاحب اور افق کی والدہ کی وفات کے بعد افق کی حالت ناقابل دید حد تک آبدیدہ ہو چکی تھی۔ وہ ہر وقت بے جان وجود لیے بستر پر شکستہ سی لیٹی ہوتی رہتی۔۔۔۔

اور آج تو وہ باقاعدہ بیہوش ہو گئی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ واپس انکے روم میں داخل ہوا۔۔۔۔

"یہ آپ کی وائف ہیں؟"

انہوں نے اپنے پیشہ ورانہ انداز میں تصدیق کی۔

"جی میری وائف ہے۔۔۔

"دیکھیں ایسے کوئی مسلے والی بات نہیں انہیں کمزوری کی وجہ سے چکر آرہے ہیں، اب آپ کو ان کی ڈائیٹ کا خاص خیال رکھنا ہو گا۔۔۔ کیونکہ آپ دونوں والدین کے عہدے پر فائز ہونے والے ہیں۔۔۔ انہوں نے افق کی سماعتوں پہ گویا بم گرایا۔۔۔۔

افق جو ہوش میں آچکی تھی۔۔۔۔ انکی بات سن کر فق نگاہوں سے ذولقرنین حیدر کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

"ڈاکٹر مجھے یہ بچہ نہیں چاہیے اسے ابارٹ کر دیں"

وہ بیڈ سے نیچے اتر کر سوفٹی پاؤں میں اڑستے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں بولی۔

اب کے بار چونکنے کی باری ڈاکٹر کی تھی۔۔۔۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟؟؟
میں ایسا گناہ نہیں کرتی۔۔۔۔ آپ لوگ جا سکتے ہیں یہاں سے"
وہ کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

"افق میرے ساتھ چلو گھر چل کر بات کرتے ہیں۔۔۔۔
ڈاکٹر پلیز آپ میڈیسن لکھ دیں۔۔۔۔ میں دیکھ لوں گا سب"
انہوں نے ذوالقرنین حیدر کے سادہ لہجے کی وجہ سے اپنا غصہ دبایا اور پریسکرپشن لکھ کر اسکی طرف بڑھائی۔۔۔۔

تو افق اسے قہر بار نگاہوں سے دیکھتے ہوئے باہر نکل گئی۔۔۔۔ وہ بھی اس کے پیچھے ہوا۔۔۔

"کیا سوچ کر تم نے ڈاکٹر کے سامنے وہ فضول بکواس کی؟"
حیدر گھر آتے ہی تلخ انداز میں گویا ہوا۔۔۔۔

"تو کیا اس حرام کے بچے کو اس دنیا میں لاؤں اس درندے کے زنا کی نشانی کو"

وہ زخمی ناگن کی طرح پھنکاری۔۔۔۔

"تمہیں کوئی حق نہیں کسی معصوم کی جان لینے کا۔۔۔ جس نے ابھی تک اس دنیا میں قدم بھی نہیں رکھا"

افق نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں روز روز اسکا چہرہ دیکھ کر اسی آگ میں نہیں جلنا چاہتی۔۔۔۔ میں مٹا دوں گی اسکی ہر نشانی۔۔۔۔"

وہ کسی طور پر مان کے نہیں دے رہی تھی۔

"افق کسی معصوم کا قتل کر کہ گناہ مت خریدو۔۔۔۔ دیکھو دنیا میں کتنے ایسے بے اولاد جوڑے ہیں جو اولاد کی نعمت کے لیے ترس رہے ہیں، خدا تمہیں خود وہ عطا کر رہا ہے تو اسکی ناشکری مت کرو"

"میں نے کہا نا ایک بار تمہیں سمجھ میں کیوں نہیں آتا نہیں چاہیے مجھے۔۔۔ یہ ناسور بن کر مجھے میری رگوں میں اتر جائے گا۔۔۔ پیچھا چھڑوانا ہے مجھے اس سے۔۔۔۔"

وہ چلانے کے انداز میں بولی۔

"تم اسے پیدا کر دو، ہم اسے کسی ضرورت مند کو دے دیں گے۔۔۔۔"

اس نے رسان سے سمجھایا۔

"میں اس کی شکل بھی نہیں دیکھوں گی۔۔۔" وہ چلا چلا کر ہانپ چکی تھی تبھی صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ کر نیم رضامندی سے بولی۔۔۔ تو ذولقرنین حیدر نے گہرا سانس لیتے ہوئے خود کو نارمل کیا۔۔۔

یہ منظر ہے اسلام آباد کے ایک بڑے پارک کا منظر تھا جو سفیدے کے قد آور درختوں سے گھرا،یہ وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ جس کے ٹریک پہ ذولقرنین حیدر سلیولیس سیاہ شرٹ کے ساتھ سیاہ شارٹس اور جاگرز پہنے، سرخ و سپید رنگت میں ہلکا ہلکا گلابی پن اسکے تیز بھاگنے کی رفتار کے باعث پیدا ہوا تھا- اسکی کشادہ پیشانی پر ننھے پسینے کے قطرے نمایاں تھے- مغرور ناک اسکی شخصیت کو چار چاند لگاتی تھی- ورزشی جسم کے ساتھ وہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھا- پسینے کی بوندیں گردن اور شانوں پہ بھی نمایاں تھیں۔۔۔

km5.2

mm.ss32:37"

میں ؟؟؟؟

وہ اسکے ہاتھ میں موجود اسکا موبائل چھین کر دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

جس میں پیڈومیٹر ایپ انسٹال تھی وہ افق کے بھاگتے ہوئے قدموں کو گن چکی تھی۔۔۔

.....It's too much slow

تمہیں مزید تیز بھاگنا ہو گا۔۔۔۔۔"

اس نے ری سیٹ کر کہ دوبارہ موبائل اسکے ہاتھ میں دیا۔۔۔۔

افق نے اثبات میں سر ہلاتے ایک بار پھر سے کوشش کی۔۔۔ وہ ریڈ اور بیلک شرٹ اور ٹراؤزر پہنے بالوں کی ہائی ٹیل بنائے، اپنی پوری رفتار سے ایک بار پھر سے ٹریک پہ بھاگنے لگی۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے ایک بار پھر اس سے کافی آگے نکل چکا تھا۔۔۔ قریبا ایک کلومیٹر کا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ وہ پھولے تنفس سے ہانپنے لگی اور گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کر جھکی ہوئی اپنی منتشر دھڑکنوں کو بحال کرنے لگی۔۔۔۔۔

ذوالقرنین حیدر نے پلٹ کر دیکھا اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔ وہ ایک جگہ پہ رک چکا تھا مگر اسکے قدم وہیں اٹھ رہے تھے۔۔۔۔ جیسے وہ واکنگ مشین پہ قدم اٹھا رہا ہو۔۔۔۔۔ افق بھاگتے ہوئے جیسے ہی اس کے قریب پہنچی۔۔ اسکے پاؤں درد کی وجہ سے لڑکھڑانے لگے اور۔۔ وہ اسکے پاوں کے پاس گر گئی۔۔۔۔۔

"مجھ سے اور نہیں ہو گا۔۔۔۔۔"

اس نے زمین پہ ہاتھ رکھے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

"اٹھو".....

ذولقرنین حیدر نے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔۔

جیسے ہی افق کی نظر اسکے ہاتھ پہ پڑی۔۔۔

وہ اچھل کر جھٹکے سے یوں دور ہوئی تھی جیسے اس نے کچھ مافوق الفطرت دیکھ لیا ہو۔۔۔۔

"ی۔۔۔۔یہ۔۔۔۔ہاتھ۔۔۔۔۔۔!!!

"یہ اس کا ہاتھ ہے۔۔۔۔!!!

اس نے فق نگاہوں اور زرد پڑتے چہرے سے کہا۔۔۔۔۔

"کیا کہہ رہی افق۔۔۔یہ میں ہوں حیدر۔۔۔۔"

اس نے افق کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔بھول سکتی اس ہاتھ کو۔۔۔۔یہ بالکل ویسا ہے۔۔۔ان ہاتھوں سے مجھے بیدردی سے نوچا کھسوٹا گیا ہے، ان ہاتھوں سے تھپڑ کھائے ہیں حیدر۔۔۔۔میں جھوٹ نہیں بول رہی۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔یہ تمہارا ہاتھ کیسے ہو سکتا۔۔۔وہ بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اس نے پہلی بار ذولقرنین حیدر کے ہاتھ کو قریب اور غور سے دیکھا تھا۔ اس کا ہاتھ بالکل بلیک مونسٹر کے ہاتھ جیسا تھا۔ بس رنگت میں انیس بیس کا فرق تھا۔۔۔۔۔حیدر کا رنگ انیس تھا۔ شاید مگر ہاتھ کی بناوٹ ہو بہو تھی

۔۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا کر رہ گیا۔۔۔اس کو کسی اور کے بارے میں سوچتے دیکھ مگر اس نے مٹھیوں کو زور سے بھینچ کر اپنے آپ کو کنٹرول کیا۔۔۔۔

افق اسے زور سے پیچھا دھکا دیتے ہوئے بنا اسکی طرف دیکھے بھاگ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

دو سال بعد۔۔۔۔!!!!

"یہ گن کیوں خریدیں ہیں"؟

افق نے نا سمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"گن کیوں خریدیں جاتی ہیں؟؟؟؟ وہ الٹا اسی پہ سوال داغ گیا۔۔۔۔ ہے

"بدلہ لینے کے لیے سارے tact(چال آزمائی، ڈھنگ،) سیکھنے ہوں گے نجانے کس وقت کس کی ضرورت پڑ جائے"

"وہ سپاٹ انداز میں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔

ذوالقرنین حیدر نے ہاتھ میں موجود پسٹل کا میگزین کھولا۔

اس میں بلٹس ڈلتی ہیں۔۔ دھیان سے دیکھو اسے کیسے ڈالتے ہیں۔ پھر اس نے میگزین بند کر کے پسٹل لوڈ کرنا سکھائی۔

"یہ ٹریگر ہے، اسے پریس کریں گے تو فائر ہو گا"

"لیکن یاد رکھو فائر ایسے ہی نہیں کر دیا جاتا، اس کے لیے پرفیکٹ شاٹ (نشانہ) لگانا ہوتا ہے۔۔۔۔ سب سے پہلے اپنے قدموں کو زمین پہ مضبوطی سے جماو۔۔۔۔، وہ سامنے ایک بورڈ ہے اس پہ بنے سرخ نشان پہ نشانہ لگانا ہے۔

ذوالقرنین حیدر نے کہتے ہوئے گن اسکے ہاتھ میں تھمائی اور خود اسکے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔

دونوں ہاتھ سیدھے رکھو۔ اس نے ہدایت دی۔ افق نے عمل کیا۔

"نظریں ٹارگٹ پہ"

وہ اسکے پیچھے کھڑا گھمبیر آواز میں بول رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ افق کے کپکپاتے ہاتھوں پر رکھتے گن کو ٹارگٹ پر سیٹ کیا۔

گن اسے بہت وزنی محسوس ہو رہی تھی، زندگی میں اس نے پہلی بار انجیکشن اور قلم سے ہٹ کر کچھ نیا آزمایا تھا ، اس کے ذہن میں اسکے زہن میں گن سے نکلیں بُلٹس کی وجہ سے جب اسکے والدین کی موت ہوئی وہی ٹی وی سکرین پر چلتے ہوئے مناظر دکھائی دینے لگے۔۔۔ اور انکے جسم سے نکلتا ہوا خون۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر کے لب اسکے کان سے مس ہوئے۔۔۔

"سامنے موجود ریڈ ڈاٹ کو فوکس کرو۔ اسکی آواز سن کر افق چونک گئی۔۔۔

"صنم اپنی پکڑ میں مضبوطی لاؤ۔۔۔ ٹریگر کو پریس کرنے سے پہلے ریوالور پر گرفت مضبوط ہونی چاہیے۔

.....Be brave.... You can do it

وہ اس کی ہمت بندھا کر اس کے جوش کو بڑھا رہا تھا۔ جب کہ افق کا دم گھٹ رہا تھا اسکے حصار میں-

ریلیکس اسکے ماتھے پر پسینے کے قطرے دیکھتے وہ بولا۔

ٹریگر پریس کرو۔ اس نے ڈرتے ڈرتے عمل کیا۔

ٹھاہ! آآآآ گولی گن سے نکل چکی تھی مگر نشانے پہ لگنے کی بجائے اس کا ہاتھ ہلا اور وہ اڑتے ہوئے ایک پرندے کو زخمی کر کہ موت کے منہ میں دھکیل چکی تھی۔

"دھیان کہاں ہے تمہارا؟؟؟؟؟

وہ جو آنکھیں میچے اپنے والدین کے خون سے لت پت وجود دیکھ رہی تھی۔ اسکی دھاڑ پر یک دم خاموش ہو گئی اور آہستگی سے آنکھیں کھول کر اسکے سخت غصیلے چہرے کی جانب دیکھنے لگی-

"کب سے گائیڈ کر رہا ہوں میں۔ مگر پچھلی باتوں کو یاد کر کہ دکھی ہونے کی بجائے اس غم کو اپنی طاقت بناؤ، اسکے ظلم کو اپنے اندر لگی آگ سے جلا دو۔۔۔ اس نشانے پہ نظر رکھو۔۔۔ سمجھو کہ سامنے وہی شخص موجود ہے ۔۔۔ اور تمہیں اسی کو ٹارگٹ کرنا ہے، اپنی بے بسی غم و غصہ سب نکال دو اس پہ"

اس کے جذبات بھڑکانے والے الفاظ سن کر افق نے گن کو ٹارگٹ پہ سیٹ کیا۔۔۔ ہاتھ ابھی بھی ہلکے ہلکے کپکپا رہے تھے۔۔۔ آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہنے لگے۔

"تم بزدل نہیں ہو افق تمہیں اپنے اور اپنے والدین کے انصاف کے لیے سب کرنا ہو گا۔۔۔۔"

افق نے ریڈ ڈاٹ پہ نشانہ لگایا اور دونوں ہاتھوں سے گن تھام کر ٹریگر دبایا۔۔۔۔

گولی پرفیکٹ ریڈ ڈاٹ کو تو نہیں لگی۔ مگر نشانے کے کافی قریب تھی۔۔۔

"ویل ڈن۔۔۔۔!!!

"Practice makes a man perfect"

"کرتی رہو"

وہ اسے تنہائی فراہم کرتے خود وہاں سے نکل گیا۔۔۔ جبکہ افق کتنی دیر وہاں کھڑی ساری بلٹس اس ریڈ ڈاٹ کو بلیک مونسٹر کا دل سمجھ کر اس میں اتارنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔۔۔۔

تین سال بعد۔۔۔۔۔۔!!!!!

وہ دونوں رات کے پہر خالی فائٹنگ کلب میں آمنے سامنے موجود تھے۔۔۔

"Come on Hit me"

وہ پنچ بناتے اسے خود پہ حملہ کرنے کے لیے اکسا رہا تھا۔۔۔۔

"میں کیسے تمہیں ہٹ کروں؟

اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا اسے مارنا۔۔۔۔

" سمجھو تمہارے مقابل تمہارا دشمن کھڑا ہے اور تمہیں اس سے اپنا بدلہ لینا ہے تو سوچو کہ کیسے تم اس پہ attack کرو گی"

وہ بھاری آواز میں بولا۔

افق نے زوردار پنچ اس کے چہرے پہ مارنا چاہا مگر اس کا نشانہ خطا گیا وہ سرعت سے پیچھے ہو چکا تھا۔۔۔۔

اس نے دوسرا وار اپنی ٹانگ سے کیا جو اسکے پیٹ میں لگی۔ مگر اسے کوئی فرق نہ پڑتے دیکھ سخت بدمزہ ہوئی۔۔۔۔

"ابھی اور محنت کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔

"اب تمہیں ایک اور سب سے اہم ٹرک سکھاتا ہوں۔۔۔۔اس نے افق کے پیچھے سے آکر اسکی گردن کے گرد اپنی بازو سے جکڑ لیا۔۔۔۔اور دوسرے ہاتھ اسکی کمر کے گرد رکھا۔۔۔۔افق کے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی اسکے یوں چھونے پہ۔۔۔۔

اس نے مڑ کر اسکے چہرے کو دیکھا جہاں سنجیدگی کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔۔۔

"اب اپنا آپ چھڑواو مجھ سے"

افق اسکی گرفت میں جھٹپٹاتے ہوئے اپنا اپنا آزاد کروانے کی پوری کوشش کر رہی تھی مگر ناکام رہی۔۔۔۔

"تم میری جگہ پہ آؤ۔۔۔ اور میں تمہاری۔ میں بتاتا ہوں کیسے کرنا ہے۔۔۔"

اس نے گہرا سانس لیتے ہیں کہا۔۔۔

اور خود افق کے آگے آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔

"تم مجھ سے لمبے ہو میں کیسے اوپر جا کر تمہاری گردن پکڑوں گی"؟

اس نے پیشانی پر بل ڈالے کہا۔

رکو میں ہیلز پہن لوں پھر تمہارے برابر آ جاؤں گی۔۔۔۔ اس نے حل نکالا۔۔۔۔

"یہ ہیلز پہن کر کون فائٹ سیکھتا ہے"؟

وہ بیزاری سے بولا۔

"یہ نیا طریقہ میرا ہے"

وہ ناک سکوڑ کر بولی اور ہیلز پہن کر اسکے پیچھے آئی اور اسکی گردن کے گرد اپنی بازو ڈال کر اسے جکڑ لیا۔۔۔

"میں تم سے طاقت میں زیادہ ہوں۔ ایک جھٹکے میں اپنا آپ چھڑوا سکتا ہوں۔ لیکن میں اس وقت تم ہوں ۔۔۔ اور تم میں۔۔۔۔

" سمجھو تمہیں کسی نے یونہی جکڑا ہوا ہے اور تم نے خود کو اس سے چھڑوانا ہے تو ایک ہی بار ذہن اور جسم کو ایکٹو رکھتے ہوئے پہ در پہ وار کرنے ہیں کہ مقابل موجود شخصیت تمہیں چھوڑنے پہ مجبور ہو جائے۔۔۔۔

افق بغور اسکی بات سن رہی تھی۔۔۔۔

"ایسا کرنا ہے۔۔۔۔۔

حیدر نے ہوا میں اچھل کر اسکے بازو پہ دانتوں سے کاٹا۔۔۔ پاؤں اسکی دونوں ٹانگوں پر مارے اور کہنیاں اسکی پسلیوں میں ایک ساتھ ماریں۔۔۔ کہ اسے سنبھلنے کا موقع نا ملا اور وہ دھڑام سے زمین پر گری۔۔۔۔۔

وہ درد سے بلبلاتے ہوئے تند نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"اگر تم صرف کاٹتی تو اسے فرق نہیں پڑتا نا صرف تمہارے ٹانگ پہ حملہ کرنے سے اور نا ہی صرف پسلیوں پہ مارنے سے۔۔۔۔ اگر تم لڑکی ہو کر بھی کسی مرد پہ ایک ساتھ ہی ساری جگہوں پہ حملہ کرو گی، تو ضرور اسے شکست سے دوچار کرو گی۔۔۔۔

Understand....!!!!"

وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے اس کے قریب آیا ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا۔۔۔

"درد ہو رہی ہے"؟؟؟

اس کو اٹھاتے اسکی دونوں بازو اپنی گردن کے گرد باندھیں پھر پیار بھرے انداز میں بولا۔۔۔۔۔

افق کی آنکھوں میں آنسو جھلمل کر رہے تھے۔۔۔ مگر اس درد سے اسے واقعی ایک اچھی ٹرک سیکھنے کو ملی تھی

۔۔۔۔

"دل چاہتا ہے تمہیں اپنی پلکوں میں اسطرح چھپا لوں، جہاں کسی کی نظروں کی رسائی تم تک ممکن نا ہو" ذولقرنین حیدر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے دل میں کہا۔ مگر دل میں امڈتے ہوئے جذبات سے مغلوب ہو کر اس نے افق کے تھرتھراتے ہوئے ہونٹوں پر جیسے ہی اپنے لب رکھے۔۔۔ وہ یوں اچھل کر اس سے دور ہوئی

جیسے اسے سو والٹ کا کرنٹ لگا ہو۔۔۔۔ جب بھی ذولقرنین حیدر اس کی جانب کوئی پیش رفت کرتا، وہ یونہی اسے دھتکار دیتی۔۔۔۔

وہ اس کے سامنے تو نارمل رہتا۔۔۔ مگر اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا۔۔۔۔ دل چاہتا کہ کچھ پل کے لیے ان تمام جذبات سے آزاد ہو جائے۔۔۔۔ سیگریٹ کا نشہ کافی نہیں تھا۔۔۔۔ اس نے دنیا کا سب سے زور آور نشہ سانپ کے زہر کا نشہ کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔

چار سال بعد۔۔۔!!!!!

خیبر پختونخوا کا دورافتادہ پہاڑی ضلع چترال پیراگلائیڈنگ کے لیے ملک کا سب سے موزوں علاقہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کھیل میں عام طور پر پہاڑ کی چھوٹی یا بلند مقام سے ایک بڑے پیراشوٹ کے ذریعے سے پرواز کی جاتی ہے۔ غیر ملکی سیاح چترال کو پیراگلائیڈنگ کی جنت بھی کہتے ہیں۔ اگرچہ چترال کو اُڑان بھرنے کے لیے مشکل جگہ سمجھا جاتا ہے۔ ہوا میں اڑنے والے پرندوں کو خدا نے ایک شاندار صفت سے نوازا ہے، انسان کا بھی دل کرتا ہے وہ بھی ان پرندوں کی طرح ہوا میں اڑے، کھل کر سانس لے۔۔۔ مگر کئی لوگوں کو اونچائی سے ڈر لگتا ہے جیسے افق کو۔۔۔۔

وہ دونوں ایک ماہ سے یہاں تھے اور پیراگلائڈنگ سیکھ رہے تھے۔ اس میں پیراشوٹ پہنے ایک فرد ہیلی کاپٹر سے یا کسی اونچی جگہ سے چھلانگ لگاتا ہے، اور زمین سے ایک فاصلے پہ پیراشوٹ کھول دیتا ہے۔۔۔ اس طرح پیرا گلائڈر کے لیے ہوا میں پرواز کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ پیراشوٹ کو اسطرح ڈیزائن کیا گیا ہوتا ہے جس سے ہوا میں پرواز ممکن ہو سکے، اس کے لیے پیراشوٹ کے سامنے اور درمیانے حصے میں سوراخ رکھے جاتے ہیں۔ جب ہوا ان سوراخوں میں داخل ہوتی ہے تو ہوا کی ایروڈئنامک نیچے کی طرف بہتی پیراشوٹ کو اوپر اٹھا دیتی ہے۔ باوجود اسکے کہ پیراشوٹ میں کوئی انجن نصب نہیں ہوتا یہ کئی کلو میٹر کا سفر آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ پیرا گلائیڈنگ کوئی آسان کھیل نہیں اس میں کئی لوگ اپنی جانیں گنوا چکے ہیں۔

اسکی ٹریننگ سخت سے سخت ترین ہوتی جا رہی تھی سرد برفیلی ہواؤں کے تھپیڑوں نے افق کے گلابی گالوں کو سرخ قندھاری انار میں بدل دیا تھا- آج ان دونوں نے الگ الگ پیراشوٹ کی بجائے ایک ہی پیراشوٹ سے پیراگلائڈنگ کا نیا ریکارڈ قائم کیا تھا۔۔۔ کھلی ٹھنڈی ہوا میں اک ساتھ اڑنا۔۔۔ بہت محسور کن احساس تھا ۔۔۔ ان دونوں کے چہرے اک دوسرے کے بے انتہا قریب تھے۔۔۔ ذولقرنین کی بھوری نظریں اسکی براونش آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں۔۔۔

جس پر گھنیری پلکوں کی چھاؤں، وہ دل موہ لینے والا چہرہ رکھتی تھی۔۔۔ لاکھوں پرندوں پر مشتمل جھنڈ کے درمیان پیراگلائیڈنگ کا شاندار مظاہرہ کرتے پرندوں کے بدلتے رُخ کے ساتھ خود بھی اُسی سمت خلا میں اُڑے جیسے پرندوں کے ساتھ سیر کر رہے ہوں۔ وہ جیسے ہی زمین پہ اتری آج اس کی اونچائی کے ڈر کو بھی ذولقرنین حیدر نے ختم کر دیا تھا۔۔۔۔

پیراگلائڈنگ سیکھنے کے لیے جو بھی اخراجات تھے وہ ذولقرنین حیدر اپنی جاب سے پورا کر رہا تھا۔۔۔۔

پانچ سال بعد۔۔۔ !!!!

"انڈر ورلڈ میں داخل ہونے کے لیے ہمیں بظاہر ایسے کام کرنے ہوں گے جو غیر قانونی ہوں۔۔۔۔ لیکن اصل میں ہم وہ کام انسانیت کی فلاح کے لیے کریں گے۔۔۔

ذولقرنین حیدر نے جو گینگ بنایا تھا۔ وہ سب اس کے ہمراہ فلیٹ میں موجود تھے۔۔۔

"ہم ان لوگوں سے نپٹنے کے لیے الگ الگ شناخت بنانی ہوگی۔ اور اصل چہرہ چھپانا ہوگا۔ تاکہ عام زندگی میں اس سے کوئی فرق نا پڑے۔۔۔۔

"تو سینوریٹا کیا نام رکھنا چاہو گی"؟؟

وہ افق کو چپ چاپ کسی گہری سوچ میں غرق دیکھ کر پیار بھرے انداز میں مخاطب کیا تھا۔۔۔

افق نے چونک کر اس کے پکارے جانے والے طرز تخاطب کو بغور سنا۔۔

"جب خود ہی نام رکھ چکے ہو تو پوچھنے کا فائدہ۔۔۔"

وہ سپاٹ انداز میں پیش آئی۔۔۔

"ٹھیک ہے تو پھر میرا نام تم ڈیسائیڈ کرلو۔۔۔اس نے اجازت دی۔۔۔

"رکھ لو کچھ زہریلا سا نام۔۔۔ جیسے ہر وقت زہریلا چہرہ بنائے رکھتے ہو"؟

اس نے چبھتی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔

ذولقرنین حیدر کی صبیح پیشانی پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

اس کی نظروں کے سامنے سانپ کی شبیہہ لہرائی۔۔۔۔

"پائتھن۔۔۔۔۔!!!! اس نے خودی کے لیے نام کا انتخاب کیا۔۔۔

سب نے اپنے اپنے نام منتخب کیے۔۔۔ جن میں جوزف۔ جیفری۔ بروک اور مارک تھے۔۔۔

انہیں پتہ چلا کہ مال میں جیولری شاپ پہ بلیک مارکیٹ سے ڈائمنڈ نیکلس آیا ہے۔ جس کی قیمت کروڑوں میں ہے۔ ان سب نے اسے حاصل کرنے کا پلان بنایا۔۔۔ حیدر جیسے شارپ مائنڈڈ نے اپنے بنائے پلان کے تحت وہ حاصل کر ہی لیا۔ اس سے انہوں نے شہر میں ایک پلاٹ خرید لیا۔۔۔

پھر انہیں پتہ چلا کہ بینک کے پیسے چوری ہونے والے ہیں۔ انہوں نے اس شخص سے سارا پیسہ حاصل کیا اور اس سے انہوں نے اس پلاٹ پر عمارت کھڑی کر کہ نشے کے عادی لوگوں کے علاج کے لیے ایک ٹرسٹ بنوایا ۔۔۔ اسے ڈارک ویب سے میسج ملا تھا اگر وہ علیزے کو قتل کر دے گا بنا کوئی ثبوت چھوڑے تو وہ اسے انڈر ورلڈ میں داخل کر لیں گے ۔۔۔ ذولقرنین حیدر نے اسے ابدی نیند سلا دیا ۔۔۔ ایسی لڑکی جو اپنے ہی ملک کی لڑکیوں کو پارلر میں کام سکھانے کی بجائے ان سے دھندہ کروا رہی ہو پائتھن کی نظر میں اسے جینے کا کوئی حق نہیں تھا

۔۔۔

فرحان کو قید کرنے کے بعد ذولقرنین حیدر کو انڈر ورلڈ میں داخل ہونے کا ذریعہ مل گیا ۔۔۔ وہ اس کے زریعے انڈر ورلڈ سے تعلقات بنا سکتا تبھی ۔۔۔ انڈر ورلڈ کے لوگوں نے مارک کو فرحان کے بدلے اغواء کر لیا ۔۔۔ اب ذولقرنین حیدر عرف پائتھن ان لوگوں کی بتائی ہوئی جگہ ملائیشیا میں جا رہا تھا ۔۔۔۔

آج وہ سب ملائیشیا کے لیے نکل رہے تھے سب اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے، وہ پائتھن کے کمرے میں آئی تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا جبکہ واش روم میں سے شاور چلنے کی آواز سنائی دے رہی تھی ۔۔۔

اس نے دیکھا ٹاول تو بیڈ پہ پڑا تھا ۔۔۔ اس کے کمرے میں کوئی بنا اجازت کے نہیں آتا تھا تبھی وہ یوں لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا تھا ۔۔۔

"اس سے پہلے کہ پائتھن ٹاول لینے کے لیے یونہی باہر نکل آئے میں اسے پکڑا دیتی ہوں ۔۔۔ سینوریٹا نے دل میں سوچا اور ٹاول اٹھائے واش روم کی طرف بڑھی جیسے ہی دروازہ کھلا اس سے پہلے کہ پائتھن باہر نکلتا سینوریٹا نے دروازے کے ہینڈل کو تھام کر پورا کھلنے سے روک دیا اور ایک ہاتھ سے ٹاول اندر کیا ۔۔۔

"کیا کرنے آئی ہو"؟

اس کی سرد سرسراتی ہوئی آواز اندر سے آئی۔۔۔۔

"تمہیں الوداع کرنے آئی ہوں، سوچا تم نے تو ملنا نہیں جانے سے پہلے میں ہی مل لوں خود آ کر"

وہ شرارت آمیز انداز میں اپنے ہاتھ میں موجود ٹاول واپس کھینچ کر بولی۔۔۔۔

"الوداع کرنے کا مزہ فاصلوں میں نہیں چاہتوں میں ہے، اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی اوڑھ کھینچ لیا اور سارے فاصلے سمیٹتے ہوئے اسے اپنی آہنی بانہوں میں بھر لیا۔

"Hey.....!!!!

"۔۔یہ کیا بدتمیزی ہے؟؟؟۔تت۔۔تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ؟۔۔" سینوریٹا کی نظریں اسکے فراخ سینے پہ پڑیں جن پہ پانی کی بوندیں نمایاں تھیں، اس سے پہلے کہ نظریں بھٹک کر یہاں وہاں جاتیں اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔

"میں تو اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔۔۔۔ اور اسکے لیے مجھے تمہاری اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں، اب خود چل کر الوداع کرنے آئی ہو تو پاس آ کر کرو نا دور دور سے کون کرتا ہے" اسکی طلسم زدہ آواز اس کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔۔۔۔

سینوریٹا نے آنکھیں کھولیں۔

دل چاہ رہا تھا کہ اس کے بائیسپیس پہ بنے پائیتھن کے ٹیٹو کو ہاتھ بڑھا کر چھو لے۔۔ پر وہ ایسا کر نا سکی۔۔۔

"مجھے اس دو نمبر مکھوٹھے سے سجے چہرے والے پائتھن کو الوداع نہیں کرنا تھا۔۔۔ اپنے شوہر۔۔۔۔۔ اس نے سرگوشی نما آواز میں اس کا حقیقی نام لیا۔۔ ذولقرنین حیدر۔۔ جو صرف ان دونوں نے ہی سنا تھا۔۔۔ کو دیکھنا تھا اسکے اصلی چہرے کو۔۔۔۔

سینوریٹا نے اپنے آنے کی توجیہہ پیش کی۔۔۔۔

"بس دیکھنا تھا یا اور کچھ ؟؟؟" وہ خمار آلودہ نگاہوں سے اسکے دلکش سراپے کو دیکھتا اپنی انگلی اسکی پیشانی سے پھیر کر لاتے ہوئے اسکے لبوں پہ رکا۔۔۔۔

"اوورررر۔۔۔ کچھ نہیں۔" وہ اس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی تبھی کاٹ دار نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"مجھے کیوں لگتا ہے کہ میری قربت تمہیں کمزور کر دیتی ہے۔۔۔ تم خود کو کھونے لگتی ہو مجھ میں" وہ اسکی ناک پہ اپنی ناک رب کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"مجھے کسی کی بھی قربت سے ڈر نہیں لگتا" وہ بمشکل ہمت کیے آواز کو مستحکم بناتے ہوئے بولی۔۔۔

"اوہ۔۔۔ گریٹ۔۔۔ مجھے نڈر وائفی ہی پسند ہی۔ "اس نے انگلیاں اسکی صراحی دار نازک سی گردن پر پھیریں وہ سٹپٹا گئی۔۔

"تم نے اس رات آئل گرایا تھا پول کے پاس؟"

وہ سرد آواز میں بولا۔

"ہاں میں نے گرایا تھا، تم پہ گندی نظر ڈالنے والی کی اپنے ہاتھوں سے جان لینا چاہتی تھی۔۔۔ "اس نے بلا تعامل مان لیا۔۔۔۔۔

"آہ۔۔ "وہ جو علیزے اور پائتھن کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات کو سوچتے ہوئے ان خیالوں میں ڈوبی ہوئی تھی اچانک اسکے دانت اپنی گردن پہ گڑھے محسوس کیے وہ درد سے چیخ کر اچھل پڑی۔

"....You Wild man"

وہ غرا کر اس کو خود سے پیچھے دھکیلتے ہوئے خود دروازے سے جا لگی،،،

اپنی منتشر دھڑکنوں کا ارتعاش اسے اپنے روم روم میں سنائی دے رہا تھا۔۔۔

"اتنی زور سے کیوں کاٹا،؟؟؟

"دل کرتا ہے تمہارے ان بائیسیپس کی بوٹیاں نوچ لوں جنگلی انسان۔"

وہ اپنے کپکپاتے ہوئے وجود کو سہارا دے کر پر عزم انداز میں پھنکاری۔۔۔

گردن پہ ابھی بھی اسکے دانتوں کی وجہ سے جلن اور درد محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بہت کوشش کی مگر اسکی آنکھوں سے نا چاہتے ہوئے بھی آنسو نکل کر اسکے رخساروں کو بھگو گئے۔۔۔۔

"پائتھن سٹائل میں پیار کر رہا تھا۔۔۔ تمہیں اپنے شوہر والا پیار چاہیے تو اپنے اس چہرے سے بھی یہ میک اپ کی تہہ اتارو پھر جب حقیقی شوہر اور بیوی آمنے سامنے ہوں گے تب پیار کرنے کا بھی مزہ آئے گا" وہ اس کی کلائی سے پکڑ کر کھینچتا ہوا شاور کے نیچے لایا۔۔ شاور کھول کر پائتھن نے اس کا چہرہ سامنے کیا تو سینوریٹا کے چہرے پہ پانی فل سپیڈ سے گرنے لگا اور اسکے چہرے پہ چڑھے میک کی تہہ اترنے لگی۔۔۔ پائتھن اپنی پوروں سے اسکے گالوں کو سہلاتے ہوئے میک کو اتارنے میں مدد کر رہا تھا۔۔۔

اسکے بھیگے رخساروں پہ اپنے عنابی لب رکھے۔۔۔ سینوریٹا نے آنکھیں میچ لیں وہ کسی ٹرانس کی صورت اسکے ہر عمل پہ خاموش تھی۔

"ت۔۔۔تم کہیں بھی جاؤ گے"

وہ بمشکل لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔۔

"پھر"؟؟؟

وہ اپنے ہونٹ اسکی شہ رگ پر ثبت کیے آنچ دیتے لہجے میں بولا۔

"ات۔۔۔تنن۔۔۔نا۔۔۔یاد رکھنا۔۔۔۔کہ۔۔۔۔۔۔

اسکی جسارتوں پہ اسکی بولتی بند ہو گئی تھی۔۔۔۔

"تو؟؟؟"

وہ شانے سے شرٹ کھسکاتے ہوئے لبوں سے آگے کا سفر طے کر رہا تھا۔۔۔۔

"ک....کوئی ہے جو تمہارا منتظر ہے"

وہ اپنی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کو شمار نا کر پا رہی تھی۔۔۔۔

????Really"

وہ خمار زدہ نظروں سے اسکی تھوڑی کو چھو کر تھوڑا اوپر اٹھاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے دھیمے لہجے میں بولا۔

"ہممم"

وہ حیا بار نظروں سے دیکھتے اثبات میں سر ہلاتے اسی کے چوڑے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔۔

وہ اسکے گیلے بالوں کو شانے سے پیچھے سرکاتے ہوئے اپنے پر حدت لمس نوازنے لگا۔۔۔اور اپنی فولادی بانہوں کی گرفت اسکی کمر کے گرد مظبوط کر دی۔۔۔۔۔

"ک۔۔۔کیا کر رہے ہو؟" وہ اسکی جان لیوا قربت میں مچلتی ہوئی اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے کچلتے بولی

"تھکن اتار رہا ہوں"

وہ بوجھل آواز میں بولا۔

"ب۔بس۔۔۔کرو۔۔۔۔اسکی گستاخیاں بڑھتے دیکھ سینوریٹا نے اسکو روکنے کی سعی کی۔۔۔

"برسوں کی تھکن ہے اتنی جلدی کیسے اترے گی؟؟؟" وہ سرگوشی میں جواب دیتا دھیرے دھیرے اسکے بھیگتے لباس میں سے چھلکتی ہوئی رعنائیوں میں پور پور ڈوب رہا تھا۔۔۔۔

"میرے پیار کی گہرائی کو محسوس کرو صنم۔۔۔۔!!!

"نہیں۔۔۔۔!!!

وہ پھولے تنفس سے جھٹکے سے اس سے دوری بنا گئی۔۔۔

"ہر بار یہی کرتی ہو پاس آنا پھر سے دور جا کر تڑپانا کہاں سے سیکھی ہے یہ قاتل ادا؟؟؟

وہ اسکے بالوں کو نرمی سے مٹھی میں جکڑ کر اسکا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیے تپش زدہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے غرایا۔۔۔

وہ اسکی پکڑ پہ ایک بار پھر سے آنکھیں موند گئی۔۔۔

دونوں کی گرم سانسیں ایک دوسرے کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔

پاَتھن نے اپنے عنابی لب اسکے پنکھڑیوں کی مانند گلابی بھیگے لبوں پہ رکھے۔۔۔

مگر پچھلا واقعہ یاد آتے اسے جھٹکے سے چھوڑ کر پیچھے ہوا اور باتھ روب پہنا۔۔۔

سینوریٹا اب بھی آنکھیں بند کیے اسی جگہ ساکت کھڑی تھی۔۔۔

اس نے آنکھیں کھول کر اچنبھے سے اسے دیکھا جو باتھ روب کی ڈوریاں باندھ رہا تھا۔۔۔

"کیسے رہوں گی اتنے دن تمہارے بِنا۔۔" وہ بھاگنے کے انداز میں آ کر اسکے کشادہ سینے سے لگی آنسو بہانے لگی۔۔۔

اسکے رخساروں پر بھیگیں پلکیں لرز رہی تھیں۔۔۔

کمرے میں خاموشی کا پہرہ تھا، وہ خاموش تھی اور چاہتی تھی کہ اس بار وہ اس کے سوال کا جواب ضرور دے۔۔۔۔

پائتھن کے موبائل پہ کال آنے لگی تو اس نے بستر پہ پڑا فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔

"ہاں سن رہا ہوں تم بولو۔۔۔" وہ دوسری طرف وجود کے مخاطب پر بولا اور اسی مصروف انداز میں اپنا بازو سینوریٹا کی کمر میں حمائل کیے اسے خود سے قریب کیا۔۔۔۔

سینوریٹا کو اسکی پر تپش سانسیں اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھیں۔

"بلیک مونسٹر۔۔؟!!!"

"ٹھیک ہے باقی کی انفو راستے میں بتانا" وہ اس سے کہہ کر رہا تھا پائتھن کا دوسرا سر سراتا ہوا ہاتھ سینوریٹا کے رعنائیاں بکھیرتے ہوئے سراپے کو چھو رہا تھا۔۔۔۔

اسکے گال تپ اٹھے۔۔ وجود میں سرد سنسنی سی دوڑ گئی۔۔۔۔۔ اس نے پائتھن کے منہ سے بولے گئے الفاظ نہیں سنے تھے۔۔۔۔ اس کے کانوں میں۔ تو اپنی دھڑکنوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ جھٹپٹاتی ہوئی اسکی آہنی گرفت سے آزاد ہونا چاہتی تھی۔

"فرحان کو ساتھ لے کر جانا یا نا جانا یہ میرا فیصلہ ہے تم اس میں نا پڑو۔۔" وہ موبائل کی دوسری طرف موجود شخص سے سرد مہری سے پیش آیا۔

پائتھن نے کال ختم ہوتے اپنا موبائل واپس بستر پر پھینک دیا جس پہ اس کے کپڑے موجود تھے۔

اس نے سینوریٹا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھاتے ہوئے اسکے پاوں اپنے پاؤں پہ رکھے۔۔۔ تو دونوں بالکل برابر آ گئے۔۔۔

"پانچ سال میرے بنا کاٹ لیے تو آگے کیا مسلہ ہے؟" اسنے گھمبیر سرگوشی میں پوچھتے اسکی شفاف بے داغ گردن میں جھک کر وہاں اپنے ہونٹ رکھے۔۔ اور دوسرا بازو بھی اسکی کمر میں حائل کر دیا۔۔

"اب ایسا کیا ہوا کہ تم ہمارے رشتے کو مان کر آگے بڑھانا چاہتی ہو۔۔" وہ اسکی گردن پر جا بجا اپنی شدتیں لٹاتے ہوئے بولا۔۔۔

جیسے جیسے اسکی جسارتیں بڑھتی جا رہی تھیں سینوریٹا کی دھڑکنوں کی رفتار بھی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

"تم وہ سب چھوڑ دو"

وہ اسکی شدتیں جھیلنے کے ساتھ اپنا مدعا بیان کرنے لگی۔۔۔۔

"میں بہت آگے نکل چکا ہوں واپس آنا بہت مشکل ہے، اور اسکی ذمہ دار تم ہو"

وہ اسکے گالوں پہ شدت بھرا لمس چھوڑتے بولا۔۔۔

"میں ذمہ دار ہوں تو میں ہی تمہیں اس میں سے نکال لوں گی، تم ساتھ دینے کا وعدہ کرو۔۔۔۔۔"

وہ اپنے گالوں پہ اس کی شدتوں کو برداشت کرتی گہری مسکراہٹ سے مسکرائی۔۔۔

"وعدے تو بنے کی ٹوٹ جانے کے لیے ہیں۔۔"
پائتھن نے اپنے گاؤن کی ڈوری کھولی تو سینوریٹا فوراً پلٹ گئی اور آنکھیں بند کر لیں۔۔۔
پائتھن کے لبوں پر مسکراہٹ رینگی۔۔۔۔
اس نے چینج کیا۔۔۔۔

"زندگی نے ساتھ دیا تو واپس آ کر اس بارے میں سوچیں گے۔۔۔۔"

وہ اسکے شانے پہ ہاتھ رکھ کر اس کا رخ اپنی طرف کیے سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔۔
سینوریٹا نے سرعت سے اسکے لبوں پہ ہاتھ رکھا۔

"تم مجھ سے دور نہیں جا سکتے،،،، کہیں بھی چلے جاؤ لوٹ کر تمہیں میرے پاس ہی آنا ہو گا۔۔۔نا آئے تو یاد رکھنا۔۔۔!!!!!زمین آسمان ایک کر ڈالوں گی تمہیں واپس لانے کے لیے"

اسکے انداز میں سرد سی پھنکار تھی۔۔۔۔۔

"عشق کرتی ہو؟؟؟؟

وہ اسکی تھوڑی پہ لب رگڑتے ہوئے سوالیہ انداز سے بولا۔۔۔۔

"جب واپس آؤ گے تو جواب دوں گی"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے شرارت سے بولی۔۔۔

پائتھن نے اسکی تھوڑی کو دانتوں سے کاٹ لیا۔۔۔۔

"آہ۔۔۔۔ سینوریٹا نے سسکی بھری۔۔۔۔

"تمہاری ضد کا گفٹ دیا ہے صنم کے عاشق نے قبول کرو۔۔۔۔ شیشے میں اس نشان کو دیکھ کر ہر وقت یاد کیا کرنا اُسے"

وہ آنکھ ونک کیے بولا

پھر اپنے لبوں پہ انگلی رکھ کر پھر وہی انگلی سینوریٹا کے تھر تھراتے ہوئے لبوں پہ رکھی۔۔۔۔۔

"ملتے ہیں"

وہ جاتے ہوئے پلٹا۔۔۔۔

"میرے پیچھے مت آنا".....

وہ سرزنش کرنے کے انداز میں بولا۔۔۔۔

اور یہ لو۔۔۔۔

اس نے ایک کارڈ اسکی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔

"وقت ملے تو یہاں ضرور جانا کسی کو تمہاری ضرورت ہے۔۔۔۔۔

اور جیکٹ اٹھا کر باہر نکل گیا۔۔۔ جہاں باقی سب اسکا انتظار کر رہے تھے ملائیشیا کی فلائیٹ لینے کے لیے

۔۔۔۔۔۔

¤¤¤¤¤

وہ سیاہ چست جینز اور ٹی شرٹ پہنے چہرے پر ماسک لگائے، اندھیری رات کا حصہ معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔

"تھینک گاڈ ونڈو اوپن ہے. پیون نے ابھی تک بند نہیں کیا."

سینوریٹا کھڑکی کھلی دیکھ کسی کو نہ پا کر جلدی سے ماہرانہ انداز میں دیوار سے ملحقہ پائپ کے ذریعے اوپر چڑھ رہی تھی ایک ہی جست میں چھلانگ لگا کر وہ کھڑکی سے اندر داخل ہوئی تھی. لیب سے ایک محلول اٹھاتے وہ جیسے ہی پلٹی اُسے لیب کے دائیں طرف موجود کمپیوٹر روم میں کوئی سایہ سا محسوس ہوا تھا. کیونکہ لیب اور کمپیوٹر روم کے درمیان میں گلاس ڈور تھا۔۔۔۔

"کون ہے وہاں."؟؟؟

سٹوڈنٹس تو کلاسز لینے کے بعد جا چکے تھے. اور پیون کو ابھی اپنے سامنے اُس نے کوریڈور سے باہر جاتے دیکھا تھا تو پھر یہاں کون موجود تھا.

سینوریٹا مشکوک نظروں سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی آگے بڑھی.

وہ احتیاط سے گلاس ڈور سے جھانک کر پلٹی ہی تھی جب اُسے پیون کی آواز سنائی دی تھی. اس سے پہلے کے پیون اس کے بارے میں کسی کو بلا کر بتاتا۔۔ اُس نے بنا اک لمحہ ضائع کیے پیچھے سے اُس کے منہ پر اپنا مضبوط ہاتھ جماتے دوسرے ہاتھ سے اسے پیچھے گھسیٹتے ہوئے لیب میں لے آئی۔۔۔

اِس اچانک نازل ہونے والی افتاد پر پیون کی جان نکل چکی تھی. اُس نے آنکھیں پھاڑ کر مقابل کو دیکھنا چاہا تھا. جو اپنی سخت گرفت میں اُسے پوری طرح جکڑے ہوئے تھا.

مگر چاہنے کے باوجود وہ پیون اُس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا۔۔ تھی. ایک تو لیب میں نیم اندھیرا تھا۔۔ دوسرا اُس پکڑنے والے نے اپنا چہرہ سیاہ رنگ کے نقاب سے ڈھکا ہوا تھا. جس میں سے اُس کی سرخی مائل آنکھیں پیون کے چہرے پر گڑھیں اُس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر گئی تھیں. اُس کی گرفت میں پیون کا وجود دھیرے دھیرے کانپنے لگا تھا۔۔۔

پیون اِس اچانک پیش آنے والی صورتِحال سے بہت بُری طرح گھبرا گیا تھا. اُس نے خود کو آزاد کروانے کے لیے مزاحمت کرنی چاہی تھی. مگر مقابل کی گرفت اِس قدر سخت تھی. کہ وہ ایک انچ بھی ہل نہیں پایا تھا.

"اگر تمہاری زرا سی بھی آواز نکلی تو یاد رکھنا یہ تمہاری آخری سانسیں ہوگی."

اُس کی کان کے قریب کی گئی سرد ٹھٹھرا دینے والی سرگوشی پر پیون اندر تک کانپ اُٹھا تھا۔

سینوریٹا۔ نے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹایا وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا۔۔ اُس سے فاصلہ قائم رکھنے کے لیے وہ ڈرتے ہوئے دو قدم پیچھے ہوا۔۔۔

سینوریٹا اب مختلف محلول کی ٹیسٹ ٹیوب لیے۔ اسے ماپتے ہوئے۔۔۔ فینولز کے ذریعے ان کو ڈال رہی تھی کبھی ڈراپر کے زریعے دوسرا محلول اٹھاتے ہوئے اپنے کام میں بری طرح غرق تھی۔۔۔ وہ منہمک انداز میں مطلوب فارمولا تیار کر رہی تھی۔۔۔ اس دوران نظر اٹھا کر اسے بھی دیکھ رہی تھی جو چپ چاپ کھڑا اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔۔

اُس نے سینوریٹا کے عمل کو دلچسپی سے دیکھا تھا.

"کک کون ہو تم."

اپنے چہرے پر جمی اُس کی گہری نظروں سے گھبراتے پیون نے بہت ہمت مجتمع کرتے سوال پوچھا تھا.

"تمھیں بتانا ضروری نہیں سمجھتی، اپنی زندگی چاہتے ہو تو زبان بند رکھ کر یہیں کھڑے رہو ورنہ ایسڈ تمہارا منہ کھول کر گلے میں اتار دوں گی۔۔۔۔"

مقابل کا لہجہ ویسا ہی گھمبیر تھا. مگر الفاظ سن کر اسے جھٹکا لگا. وہ دانت پیس کر رہ گیا تھا. مگر اس کے خوف کی وجہ سے کچھ بول نہیں پایا تھا.

"مجھے تو جانے دو. وہ ہولے سے منمنایا تھا.

"جب تک میرا کام ختم نہیں ہو جاتا تم اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلو گے۔۔۔۔"

اس نے سپاٹ انداز میں کہا تو پیون جہاں تھا وہیں کا وہیں کھڑا رہ گیا۔۔۔۔

کچھ دیر میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں چمک اُبھری۔۔۔۔

سینوریٹا نے اسے ایک بوتل میں بھر کر اپنی جینز کی پاکٹ میں ڈالا۔۔۔

"....Thanks for cope rating"

وہ جس راستے سے آئی تھی اسی راستے سے کھڑکی کے زریعے پائپ سے نیچے اترتے ہوئے چلی گئی۔۔۔پیون نے اس انجان لڑکی کی ہمت کو داد دی جو یوں رات اندھیرے بنا اپنا چہرہ ظاہر کیے اندھیرے میں ہی اوجھل ہو چکی تھی ۔۔۔۔۔

اس نے اپنی جان بچ جانے پہ خدا کا شکرادا کیا اور باہر نکل گیا۔۔۔۔

"تم سب مجھ سے وقفہ بنائے رکھو گے، تم سب کے لیے ہوٹل میں ٹہرنے کا انتظام ہو چکا ہے، ہم فون پہ ایک دوسرے سے رابطہ رکھیں گے۔میرے پیچھے کوئی نہیں آئے گا۔۔یوں دکھاوا کرو گے کہ ہم سب میں سے کوئی ایک دوسرے کو نہیں جانتا۔۔۔ مجھ سے فاصلہ بنائے رکھنا۔۔۔ میں اکیلا اس سے ملنے جاؤں گا، جہاں لگے گا مجھے تم۔لوگوں کی ضرورت ہے میں خود بتاؤں گا تمہیں"

اس نے سب کو پلین میں ہی ساری ہدایات دے دیں تھیں۔۔۔۔

جیسے ہی پلین نے ملائشیا کے ائیر پورٹ پر لینڈ کیا۔۔۔۔

سب باری باری نیچے اترنے لگے۔۔۔۔۔

بلیو جینز پہ بلیک شرٹ اور لیدر جیکٹ پہنے، گلے میں بلیو مفلر گول گھما کر ڈالے، آنکھوں پہ گاگلز لگائے۔۔۔۔ جیسے ہی پائتھن نے پہلی سیڑھی پہ قدم رکھا۔۔۔۔ اس نے اپنی بھوری کانچ سی آنکھوں پہ موجود گاگلز اتارے ۔۔۔۔

اور ایک تفصیلی نگاہ ارد گرد کے مناظر پہ دوڑائی۔۔۔۔

تیز ہوا سے اسکے سلکی بال اُڑ اُڑ کر پیشانی چوم رہے تھے۔ دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھا۔۔۔

تبھی ایک ٹھٹھرا دینے والا تیز ہوا کا جھونکا اسکی آنکھوں سے ٹکرایا۔۔۔۔

اس جھونکے میں نجانے کیا تھا، اسے ایسا لگا جیسے اسکی آنکھوں میں کچھ چبھا ہو۔۔۔۔۔

باد مخالف نے اسے آگے کے راستے میں آنے والی سختیوں سے آگاہ کروایا تھا۔۔۔۔ یہ چبھتا ہوا جھونکا اسے کیا پیغام دے رہا تھا۔۔۔۔

نجانے اس سرزمین پہ پڑنے والے قدم اسے کس اوڑھ کے جانے والے تھے۔۔۔۔ زندگی یا موت۔۔۔۔ اسکا فیصلہ تو آنے والے وقت نے کرنا تھا۔۔۔۔

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب

یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے۔۔۔

اس نے سر جھٹکتے ہوئے باوقار انداز میں قدم سیڑھیوں سے نیچے رکھا۔۔۔۔

اور شاہانہ چال چلتے ہوئے وہ ائیرپورٹ سے نکل کر جیسے ہی چلتے ہوئے باہر آیا۔۔۔۔

کچھ آدمی اسے اشارے سے ایک گاڑی میں بیٹھنے کے لیے بول رہے تھے۔ وہ بنا ہچکچائے اس گاڑی میں بیٹھ گیا تو وہ گاڑی آہنی منزل کی طرف روانہ ہو گئی۔۔۔

ریڈ ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں وہ آج اپنے انسٹرکٹر کے ساتھ ایکسائز میں مشغول رہا۔۔ بائیسیپس والے مضبوط بازو اور کسرتی بدن اسکی ایکسائز کا منہ بولتا ثبوت تھے-ٹاول ہاتھ میں تھامے۔ اس سے پسینہ پونچھتا وہ ایکسائز روم سے نکل کر باہر لاونج میں آیا۔ جہاں اسکے خاص ملازم نے اس کے لیے جوس کا گلاس رکھا تھا۔ وہ ٹاول دور اچھال کر قیمتی نرم صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا-اپنا لیپ ٹاپ کھولا۔۔۔

ایک ٹاپ سِکرِٹ سگنل آیا جس میں ایک لمبے قد والے شخص کی تصویر سمیت مکمل بائیو ڈیٹا اور چال ڈھال کے بارے میں لکھا تھا کہ یہ شخص اب پاکستان سے ملائشیا آرہا ہے جو ائیر پورٹ پر اتر رہا ہے۔ اس کے بعد یہ فرحان کو دے کر مارک ان سے لینے آیا رہا تھا۔۔۔

میسج کون بھیج رہا تھا کہاں سے بھیج رہا تھا یہ صرف بلیک ورلڈ کے بلیک مونسٹر کو پتہ تھا۔ کیونکہ جس میڈیم پہ وہ میسج کر رہا تھا وہاں عام شخص کی تو کیا کسی خاص شخص کی بھی رسائی ممکن نہیں۔

ایک گھنٹہ بعد پھر سگنل آیا کہ اب بندہ ائیرپورٹ پہ اتر چکا ہے۔ اس کو ریسیو کیا گیا اور تھوڑی دیر تک یہاں سے نکل رہا ہے۔

اس کو دوبارہ اس سگنل کو ٹیکسٹ میں کنورٹ کر کے اسکی فارمیشنز کو سینڈ کیا

پھر کچھ دیر بعد میسج آیا کہ اس کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔۔۔۔

کچھ لوگ واقعی جنات ہوتے ہیں۔ کون ہیں؟؟ کیا ہیں؟؟ کیسے ہیں؟؟ کہاں ہیں؟؟ کس کو نہیں پتہ ہوتا۔ مگر وہ ہوتے ہیں اور ہر جگہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ بلیک ورلڈ کے کرمنلز ہوتے ہیں۔ جو بظاہر نظر نہیں آتے مگر چوری چھپے اپنے گناہوں کی فہرست میں اضافہ کرتے رہتے ہیں بے گناہوں کی جان لے کر۔۔۔۔۔

رات کو دیر تک پڑھائی کرنے کے بعد لیٹ سونے کی وجہ سے صبح اس کی آنکھ بھی لیٹ کھلی تھی۔ اس نے ٹائم دیکھا نو بج رہے تھے۔ وہ جلدی سے اٹھا، کمبل سائیڈ پر پھینکا اور شاور لینے کے لیے باتھ روم میں گھس گیا۔ پہلے تو اس وقت وہ مہد کے ساتھ ناشتہ کر چکا ہوتا تھا، یہ اس کی شروع سے روٹین تھی۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ شاور لے کے باہر نکلا تو اس کا سیل بج رہا تھا. اس نے نمبر دیکھا مہد کالنگ تھا۔ اس نے کال پک کر کے سیل کان سے لگایا..

”اسلام و علیکم۔۔! گڈ مارنگ اٹھ گئے تم۔۔۔؟“ جیسے ہی اس نے کال پک کی مہد نے سلام کر کے جھٹ پٹ سے پوچھا۔

''ہاں اٹھ گیا ہوں۔۔۔! تو بتا کدھر ہے تو؟ میں تیار ہوں بس ناشتہ کرنے لگا ہوں تم آ جاؤ اکٹھے ہی چلیں گے۔'' سعد نے اپنے بالوں کو سیٹ کرتے ہوئے اس کو جواباً کہا۔

''یار۔۔۔! تھوڑا سا مسلہ ہو گیا ہے۔'' مہد نے اس کی بات کے جواب میں افسردگی سے کہا۔۔

''کیا ہوا۔۔؟ مہد تم ٹھیک ہو؟ اس کی بات سن کر وہ اک دم سے پریشان ہو گیا اور تشویش بھرے انداز میں سوال کر ڈالا۔۔۔

''میں ٹھیک ہوں۔۔۔!۔'' اس نے جواب دیا۔۔۔

''تو پھر کیا مسلہ ہے؟ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔۔'' سعد نے اب کی بار غصے میں پوچھا۔ مہد ایسے ہی ہر بات میں سسپنس ڈالتا تھا۔

''وہ ہی پرانی بات یار۔۔۔۔! افق آپی نے اپنے بابا کے پرانے والے آفس جانے کو بولا ہے تم جانتے ہو، مجھے کتنا بورنگ لگتا ہے آفس جانا۔'' مہد نے بڑی بے چارگی سے دہائی دی۔۔ سعد نے اس کی پوری بات سنی۔ وہ بھی اچھے سے جانتا تھا کہ مہد آفس جانے سے کتنا چڑتا ہے۔

''تو یار مجبوری ہے تم چلے جاؤ۔ انہوں نے اتنے مان اور پیار سے بولا ہے۔۔'' سعد نے اسے سمجھایا۔۔۔

''ہمممم جانا تو مجھے پڑے گا۔ افق آپی نے بولا ہے۔ ان کی بات ٹال نہیں سکتا۔۔'' مہد نے اس کو تفصیل سے بتایا وہ جانے کے لیے راضی ہو گیا تھا۔

"آخر کب تک حیدر بھائی ہماری پڑھائی کا سارا خرچ اٹھائیں گے۔۔۔۔ جب سے ہاسٹل سے گھر واپس شفٹ ہوئے ہیں تھوڑا بہتر محسوس ہو رہا ہے کم از کم اب ہاسٹل کے اخراجات تو کم ہوئے۔۔۔۔ ہمیں اپنی سٹڈیز کے

ساتھ ساتھ بابا کا آفس سنبھال لینا چاہیے جو کب سے بند پڑا ہے، اپنے اخراجات خود اٹھانے چاہیے۔۔۔ حالانکہ پچھلی بار جب حیدر بھائی ہم سے ملے تو انہوں نے ہمیں سختی سے منع کیا تھا ایسا کچھ بھی سوچنے سے۔۔۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں صرف پڑھائی پہ فوکس کرنا ہے۔۔۔ مگر واقعی سب برا لگتا ہے ان پہ مزید بوجھ بننا۔۔۔۔ افق آپی نے ہمیں راہ دکھائی ہے آفس کی۔۔۔۔ تو ٹھیک ہے پھر۔۔۔۔

''گڈ۔۔۔! تم بھی فری ہو کر آجانا آفس بائے۔'' مہد نے کہا اور کال بند کرنے لگا جب سعد کی دھمکی بھری آواز آئی ی۔۔

''میں نہیں آؤں گا، جو کرنا ہے کر لو۔۔'' اس نے شرارت بھرے انداز میں کہہ کر کال بند کر دی۔۔۔

سعد جانتا تھا کہ وہ اس کو لیے بغیر نہیں جائے گا۔ اس نے جلدی جلدی تیاری کی اور کمرے سے باہر آ گیا۔

فجر کی آذان ہوئے ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی ی تھی جب اس کی آنکھ کھلی تھی. اس نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھنے لگ گ ئی ی۔۔

آج اس نے پائتھن کے بتائے گئے ایڈریس پہ جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔

کچھ ضروری کام نبٹا کر وہ کمرے میں آئی۔۔۔۔

اس نے خود کو آئینے میں دیکھا۔ اس کا لمبا قد، نمایاں ہو رہا تھا۔ اس کی گوری رنگت، بڑی بڑی گہری آنکھیں اور ستواں ناک بہت پیاری لگ رہی تھی اور جب وہ مسکراتی تھی تو اس کی آنکھیں بھی ساتھ ہی مسکراتی تھی۔۔۔

بہت ہی انوکھی چمک ہوتی تھی اس کے آنکھوں میں۔ مگر اب وہ چمک کہیں کھو سی گئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے سوچا کے جیفری کے بناوہ کیسے سینوریٹا کے روپ میں آئے گی۔۔۔۔ رات بھی وہ پائتھن کے جانے کے بعد ماسک لگا کر باہر گئی تھی۔۔۔۔ میک اپ تو جیفری کرتا تھا۔ اب وہ سینوریٹا کے روپ میں باہر نہیں نکل سکتی تھی۔۔۔ اور افق کے چہرے سے باہر نکلنا اسے بہت مشکل امر لگ رہا تھا۔۔۔ آج برسوں بعد اس نے کبرڈ میں سے اپنا عبایا اور سکارف نکالا۔۔۔۔۔

اس نے لائیٹ پنک اور وائیٹ کلر کے کمبینیشن کا سادہ سا سوٹ پہنا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اسکی گوری رنگت پر بڑا سوٹ کر رہا تھا۔ اس نے آنکھوں میں کاجل ڈالا اور اپنے گلے بالوں کی ڈھیلی ڈھالی چٹیا کرلی۔ اسکے بال بہت ہی خوبصورت لمبے، کالے، گھنے اور سلکی تھے۔ جو اسکی کمر سے نیچے تک آتے تھے۔ اس کی تیاری کمپلیٹ ہو چکی تھی۔۔

وہ عبایا اور سکارف پہننے کے بعد کلچ اٹھا کر باہر آگ ئی ی۔۔ اسے اتنے سالوں بعد عبایا پہن کر وہی پرانی افق جیسا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کا بتایا گیا ایڈریس آچکا تھا۔۔۔!

وہ ایک نرسری تھی شاید۔۔۔

اس کی عمارت بہت پیاری تھی، جو کہ افق کو بھی بہت اچھی لگی۔ وہ چلتے ہوئے گیٹ پر پہنچ گئی۔ وہاں گارڈز کھڑے تھے انہوں نے اس سے نام وغیرہ پوچھا اور اس کا آئی۔ ڈی کارڈ چیک کر کے اس کو اندر جانے کی اجازت دے دی۔ وہ گیٹ سے اندر آگئی۔۔

نرسری اندر سے کافی بڑی اور شاندار تھی۔ اس کے رائیٹ اور لیفٹ سائیڈ پر گراؤنڈز بنے ہوئے تھے جس میں چھوٹے بچوں کے لیے سلائیڈ اور جھولے لگے ہوئے تھے۔۔

راہداری کی چاروں طرف پھولوں کی کیاریاں بنی ہوئی تھیں جس میں بہت سارے پھول لگے تھے۔ افق ان پھولوں کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

”کتنی پیاری جگہ ہے نا۔۔۔؟“اس نے ساری نرسری کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد خود کلامی کے انداز میں کہا۔۔

جب وہ گھر سے نکلی تھیں تب دھوپ تھی لیکن اب آسمان پر کالے بادل نمودار ہو چکے تھے، جو کہ ادھر سے اُدھر اٹھکیلیاں کر رہے تھے اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اپنی مستی میں تھے۔ موسم کافی بدل چکا تھا۔ وہ خود بھی حیران ہو گئی موسم کو اچانک بدلتے دیکھ کر اس کو بہت اچھا فیل ہونے لگ گیا۔ وہ ایسے ہی گراؤنڈ کی طرف آ گئی۔۔

وہاں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا وہ چلتی ہوئی جھولوں کے پاس آ گئی اس کو اپنے بچپن کے دن یاد آ گئے۔۔۔

"مجھے یہاں کے سرپرست سے ملنا ہے"

اس نے ایک راہ سے گزرتی ہوئی عورت کو روک کر کہا۔۔۔۔

”آپ ان کو اندر بھیج دیجیئے۔۔۔۔۔ میں کرتی ہوں ان سے بات“ وہاں کی سرپرست اعلی نے میڈ کی ساری بات سننے کے بعد سنجیدگی سے کہا۔

”اوکے میڈم۔۔۔۔! میں بلاتی ہوں۔" کہتے ہی وہ باہر نکل گئی۔۔

”مس آپ اندر جائیں۔۔۔۔۔! مس صبا آپ کو بلا رہی ہیں۔۔“ وہ جو مختلف عمر کے بچوں کو ادھر ادھر جاتے دیکھ رہی تھیں اک دم سے میڈ کی آواز پر چونکی وہ اس کو پیغام دے کر جا چکی تھی۔۔

"مجھے ذولقرنین حیدر نے یہاں بھیجا ہے"

اس نے کارڈ نکال کر انکی طرف بڑھایا۔۔۔

انہوں نے اک دم سے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں حیرانگی تھی۔ جو افق کی نظروں سے نہیں چھپی نا رہ سکی تھی۔ اس لیے وہ بول پڑی۔۔

''اوہ تو آپ کا علاج مکمل ہو گیا؟؟؟ بہت اچھا لگا آپ کو ٹھیک دیکھ کر۔۔'' ان کو بولتے ہوئے افق نے بڑی حیرانگی سے دیکھا۔ لیکن وہ خاموش رہا۔۔ کچھ دیر بعد وہ بولی۔

''مگر مجھے کیا۔۔۔ ا۔۔ا۔۔ ہوا ہے؟؟؟'' اس نے کیا پر کافی زور دے کر کہا۔۔ نظریں اس کی اس عورت پر ہی تھیں۔

''اوکے۔! ایم سوری اگر آپ کو میرا یوں بولنا برا لگا تو۔۔'' انہوں نے افق کی طرف دیکھ کر کہا۔

"وہ دراصل آپکے بیٹے کو یہاں داخل یہی کہہ کر کروایا گیا تھا کہ آپکا علاج چل رہا ہے اور جب آپ ٹھیک ہو جائیں گی تو خود یہاں آکر اسے لے جائیں گی۔۔۔"

وہ رسان سے بولیں۔۔۔

جبکہ "آپ کا بیٹا" سن کر اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے اور دماغ کی شریانیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

"ذولقرنین حیدر۔۔۔۔!!!!

"....I will kill you"

وہ اونچی آواز میں دھاڑی کہ کمرے کے در و دیوار ہل کر رہ گئے۔۔۔۔

پھر عالمِ اشتعال سے سامنے ٹیبل پہ پڑے پیپر ویٹ کو اٹھا کر زور سے زمین پہ دے مارا۔۔۔ جو ٹھاہ کی آواز سے زمین پہ گرا پھر گول گول گھومتے ہوئے رک گیا۔۔۔

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی بنا ایک لفظ کہے جس راستے سے اندر آئی تھی اسی سے واپس نکل گئی۔۔۔ بنا کسی سے ملے بنا دیکھے۔۔۔۔

"اسے تو ابھی بھی علاج کی ضرورت ہے۔۔۔"

اس کے جاتے ہی وہ سرپرست اعلیٰ منہ میں بڑبڑائی۔۔۔

وہ آدمیوں کے ہمراہ ایک شاندار بلڈنگ میں داخل ہوا تو۔۔۔۔

"پائتھن۔۔۔۔!!!! تمہیں فرحان کو ساتھ لانے کو کہا تھا۔۔۔ پھر یوں اکیلے آنے کا مقصد۔" کسی کی سرد آواز اسکے کانوں میں پڑی، مردانہ آواز۔ مگر سامنے کوئی دکھائی نہیں دیا۔۔۔۔

"تم مجھے مارک دکھاؤ میں تمہیں فرحان کی جھلک دکھلاوں گا"
پائتھن نے جوابا برفیلے لہجے میں کہا۔۔۔۔

"یوں بل میں کیوں چھپے ہو سامنے آ کر بات کرو"۔۔۔

پائتھن نے اسے للکارا۔۔۔۔۔

کمرے کی گلاس وال

کے سامنے کھڑے جینز شرٹ اور جیکٹ میں ملبوس گریس فل پرسنیلٹی کا شخص سنجیدہ اور پُر سوچ انداز لیے اسکرین کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جہاں اسے آنے والا شخص صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

"بلیک مونسٹر کی دنیا میں آ کر اسکی حکم عدولی کرنے اور وعدہ خلافی کرنے کے بعد زبان درازی کرنے کی کیا سزا ہوتی ہے، پہلے اس کا سامنا کرو۔۔۔۔

"بلیک مونسٹر سے ملنا اتنا آسان نہیں۔۔۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز سنائی دی۔۔۔

اس کے گرد کھڑے آدمیوں کی کان میں لگی ڈیوائس کے ذریعے انہیں بلیک مونسٹر کا پیغام مل چکا تھا جس پہ وہ عمل کرنے جا رہے تھے۔۔۔۔

ایک نے اسکی جیکٹ اور شرٹ اتارنے کو کہا اسکی چیکنگ کی اسکے پاس کوئی ہتھیار برآمد نہیں ہوا۔۔۔ تو اسے ایک دروازے کے اندر دھکیل دیا۔۔۔۔

اور باہر سے دروازہ بند ہو گیا۔۔۔۔

پائتھن نے جانچتی نظروں سے وہاں کا جائزہ لیا تو بھوکے شیر کی غراہٹ سنائی دی۔۔۔۔ جیسے ہی وہ پلٹا۔۔۔۔

اس کے سامنے بڑا سا بھوکا شیر منہ کھولے غرا رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکی غراہٹ سے کمرہ گونج رہا تھا۔۔۔۔

وہ بلیک مونسٹر کا خاص شیر تھا۔۔۔۔

جسے وہ دس دن بھوکا رکھتا پھر اس پہ سٹہ بازی کھلیتا اور کروڑوں کماتا تھا۔۔۔۔

ہر دس دن بعد ایک آدمی اور اس شیر کا مقابلہ کیا جاتا۔۔۔۔

بلیک ورلڈ کے لوگ اس موت کے کھیل کو بہت شوق سے دیکھتے اور اس کھیل پہ سٹہ لگاتے۔۔۔۔

ابھی تک کوئی بھی شخص اس شیر سے نہیں جیت سکا۔۔۔ہر کوئی اس بھوکے شیر کا لقمہ اجل بن چکا تھا۔۔۔۔

اس کمرے میں کمیرہ فکس تھا۔ جہاں سے بلیک ورلڈ کے سارے لوگ لائیو یہ موت کا کھیل دیکھتے اور اس پہ سٹہ لگاتے تھے۔۔۔

آج بھی یہ مناظر لائیو شو کے طور پہ چلنے لگے۔۔۔۔۔

بھوکا شیر اپنا شکار دیکھ کر پائتھن پہ جھپٹ پڑا۔۔۔۔۔

اور اس پہ حملہ آور ہوئے اس کو زمین پر گرالیا۔۔۔۔

پائتھن زمین پہ اور شیر اس کے اوپر تھا، اس نے اپنے دونوں پنجے پائتھن کے بازوؤں پر مارے تو اسکے سفید بازوؤں پر سرخ خراشیں پڑ گئیں۔۔۔۔

اب شیر کا اگلا ہدف اس کا چہرہ تھا۔۔۔۔

سب لوگوں نے شیر پہ سٹہ لگایا ہوا تھا۔۔۔

وہ بہت غور سے سارا منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

بلیک مونسٹر کی بھوری نظریں سکرین پر مرکوز تھیں۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ شیر پائتھن کے چہرے کو زخمی کیے اس کا میک اپ ہٹا کر اسکے اصلی چہرے کو سب کے سامنے لے آتا۔۔۔

پائتھن نے شیر کے گرد بازو پھیلائے اور پوری قوت سے اسے جھٹکا دیتے زمین پہ گرایا۔۔۔

شیر کی دھاڑ گونجی۔۔۔۔

مگر پائتھن کی گرفت ڈھیلی نہیں پڑی وہ بھرپور طریقے سے اس کا مقابلہ کر رہا تھا تبھی اس کے مائنڈ میں کچھ کلک ہوا تو اس نے ایک چانس لیا۔۔۔۔اب پتہ نہیں اس کی یہ ٹِرک کام کرنے والی تھی یا نہیں۔۔۔۔

اس نے شیر کے بالوں والے چہرے پہ موجود آنکھوں میں تھوک دیا۔۔۔۔

شیر کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔۔۔

وہاں موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے پیچھے ہٹ گیا۔۔۔

یہ پہلی بار ہوا تھا کہ اس بھوکے شیر کے پہلے حملے سے کوئی بچ گیا تھا۔۔۔۔

سٹہ بازی میں کھیل بدلنے لگا۔۔۔۔سب نے پائتھن پہ سٹہ لگانا شروع کر دیا۔۔۔۔

بلیک مونسٹر کی صبیح پیشانی پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔۔

وہ ابرو اچکا کر سارا کھیل ملاحظہ کرنے لگا۔۔۔۔۔

اس شیر کو ٹھیک سے دکھائی نہیں دے رہا تھا، مگر پائتھن کو آئیں خراشوں سے نکلتے ہوئے خون کی مہک اسے اپنے شکار پہ جھپٹنے پر مدد دے رہی تھی، وہ ایک بار پھر چھلانگ لگا کر اس پہ حملہ آور ہوا۔۔۔

وہاں سے باہر نکلنے کا واحد راستہ ایک ہی تھا یا پائتھن کی موت یا اس شیر کی۔۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے گھتم گھتا ہوئے۔۔۔ کبھی پائتھن نیچے تو کبھی شیر۔۔۔۔ پائتھن کے شارپ مائنڈ میں اس اشیر کو ہرانے کا ٹرک آچکا تھا اس نے کھیل کا اختتام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔

اور شیر کی گردن کو مضبوطی سے دبوچے اس پہ اپنے دانت گاڑھ دیئے۔۔۔۔

جیسے جیسے پائتھن کا زہر اس کے جسم میں منتقل ہوا۔۔۔ شیر کی گرفت ایک بار پھراے ڈھیلی پڑنے لگی۔۔۔

اس کے جسم میں زہر سرایت کرتے ہی وہ فرش پہ ادھ مرا سا ہوا گر گیا۔۔۔۔

کچھ ساعتوں میں اسکی ادھ کھلی آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔۔۔۔

بلیک مونسٹر جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔۔۔

بے شک وہ سٹے بازی میں کروڑوں روپے جیت چکا تھا، مگر اس غیر معمولی انسان کو دیکھ کر بھونچکارہ گیا۔۔۔

آخر ایک انسان کیسے اس تربیت یافتہ شیر کو ہرا سکتا تھا۔۔۔۔

اس نے کمرے کے وسط میں موجود شیشے کے ٹیبل کو زوردار لات ماری کہ وہ اسکے غصے کی تاب نہ لاتے ہوئے بل کھاتے لہرا کر زمین پہ گرتے چھناکے کی آواز سے ان گنت کرچیوں میں منقسم ہو گیا۔۔۔۔

"تمہاری ہمت اور بہادری دیکھ کر میں تمہیں ایک آخری موقع دے رہا ہوں، کل تک فرحان زندہ سلامت مجھے مل جانا چاہیے ورنہ اس بار تمہاری سانسیں بلیک مونسٹر خود چھینے گا"

"مجھے میری بہادری کا انعام نہیں مل سکتا۔۔۔؟؟؟

پائتھن نے موقع دیکھ کر چوکا مارنے کی کوشش کی۔۔۔۔

"کیا چاہتے ہو۔۔۔ مارک اور فرحان کی ڈیل کے علاوہ؟؟؟؟

"مجھے انڈر ورلڈ میں شامل ہونا ہے"

اس نے اپنی بات رکھی۔۔۔۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔۔

"انڈر ورلڈ میں داخل ہونا بچوں کا کھیل نہیں"

دوسری جانب سے استہزایہ سا قہقہہ لگایا گیا تھا۔۔۔۔

"میری بہادری دیکھنے کے بعد بھی مجھے بچوں میں شمار کرنا۔۔۔۔ یہ بھی بچپنا ہی ہے۔۔۔۔۔ وہ تیکھے لہجے میں بولا

۔ کیونکہ اسے اپنا مذاق اڑانا زرا بھی پسند نہیں آیا۔۔۔۔

اب کی بار بلیک مونسٹر سنجیدہ ہوا۔ اس کے جواب پر۔۔۔

"ٹھیک ہے ایک موقع دیتا ہوں آج رات ہمارا مال بارڈ سے آنے والا ہے وہ تم وصول کر کہ بحفاظت ہم تک پہنچاؤ بنا فوج کی نظروں میں آئے تو سمجھو بلیک ورلڈ میں تمہاری اینٹری۔۔۔۔۔"

پائتھن نے اپنی بھوری آنکھوں سے کمرے کا جائزہ لیا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دیا صرف ایک بھاری آواز کمرے میں گونجی تھی۔ ساتھ ہی کمرے کا دروازہ کھل گیا۔۔

وہ جیسے ہی باہر نکلا۔۔۔ وہی آدمی اسکی شرٹ اور جیکٹ لیے کھڑے تھے۔۔۔

پائتھن نے شرٹ اور جیکٹ کو پہننے کی بجائے بازو پہ ڈالا اور جس راستے سے اندر آیا تھا وہیں سے اسے باہر نکال دیا گیا۔۔۔۔

جاتے جاتے آخری نظر اس قد آور عمارت کو دیکھنا نہیں بھولا تھا۔۔۔۔

جس کے باہر بھی کیمرے نسب تھے۔۔۔۔

مضبوط قدم اٹھاتا وہ ایک ہوٹل میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔

اسکے مخصوص کمرے میں وہ سب پہلے سے ہی موجود تھے، اسے دیکھتے ہی سب نے اسے دیکھتے ہی سلام کیا سر کو خم دے کر اس نے ان کے سلام کا جواب دیا۔۔۔۔

جہاں بروک، جیفری اور جوزف اس کے داخل ہوتے ہی الرٹ ہو کر کھڑے ہو گئے

وہ مضبوط قدم اٹھاتا اس کمرے کے وسط میں موجود ٹیبل کے گرد پڑی کرسی پر براجمان ہو گیا

اس کے چہرے پر غضب ناک تاثرات دیکھ کر کسی کی ہمت نہیں ہو رہی تھی آگے بڑھ کر کچھ کہنے کی، اسکے بازوؤں پہ خراشیں پڑی دیکھ کر سب نے استہفامیہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا، مگر خاموش رہے۔۔۔۔

"میں اسکی طاقت کا اندازہ لگانے ہی گیا تھا۔۔ وہ چاہتا ہے پہلے فرحان کو اس کے حوالے کیا جائے پھر ہی مارک وہ ہمیں واپس لوٹائے گا۔۔"

"تو کیا ہم فرحان کو واپس کر دیں گے"؟

بروک نے سوال کیا۔۔۔

اور پھر پائتھن کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لینے لگا جو کہ کافی حد تک پتھریلے تھے۔۔

"نہیں فرحان ہی تو حکم کا اکا ہے اسے اتنی آسانی سے واپس نہیں کریں گے۔۔"

وہ پراسراریت سے بولا۔۔

"مطلب میں سمجھا۔۔۔ نہیں۔۔۔"

جوزف نے ناسمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے انڈرورلڈ میں داخل ہونا ہے، اور بلیک مونسٹر کے زریعے اس کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد میں اس میں داخل ہو جاوں گا۔۔۔

"پائتھن مگر تم نے آج تک ہمیں یہ نہیں بتایا کہ تم انڈرورلڈ میں داخل کیوں ہونا چاہتے ہو۔۔۔؟؟؟

جیفری نے کب سے دماغ میں کلبلاتا ہوا سوال زبان پہ لایا۔۔

"بلیک ورلڈ کے کسی بندے نے سینوریٹا کے ساتھ کچھ بہت برا کیا ہے۔ مجھے اسے تلاش کرنا ہے،"

وہ سرد نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"تو تم ڈائریکٹ سینوریٹا سے اس کا نام پوچھ لو، اس طرح ڈھونڈھنے میں بھی آسانی ہو گی۔۔۔۔"

جوزف نے مشورہ دیا۔۔۔

"میں اسکے زخم پھر سے ہرے نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ فی الحال مارک کو واپس لانا ہے۔ اور انڈرورلڈ میں اپنا نام بنانا ہے۔ اپنا نام بنانے کے بعد اس کو بھی ڈھونڈھ لیں گے"

پائتھن نے سپاٹ انداز میں کہا۔۔۔

"پھر آگے کیا پلان ہے"؟

بروک نے پوچھا۔

"جیفری تم جوزف کو فرحان بنا دو یہ باڈی وائز اس سے میل کھاتا ہے۔ اسکے چہرے پہ ہو بہو فرحان کا چہرہ بنا دو ،، آج تمہاری مہارت کا اصل امتحان ہے۔۔۔

وہ گہرا سانس لیتے ہیں کرسی سے ٹیک لگائے بولا۔۔۔

جیفری نے پختہ عزم لیے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"ڈونٹ وری پائتھن۔۔۔"

اس نے تسلی آمیز انداز میں کہا۔

"Good"

"آگے کا پلان؟؟؟

بروک نے پوچھا۔۔۔

"ہم یہاں ہتھیار اپنے ساتھ نہیں لا سکے۔ ہمیں اس لڑائی میں ہتھیاروں کی ضرورت پڑے گی۔ جوزف جب تم فرحان بن کر بلیک مونسٹر کے پاس جاؤ گے۔۔۔ تو وہاں رہ کر اندر سے ہتھیار نکالنا اور ہم تک پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہو گی۔۔۔"

پائتھن نے اسے ذمہ داری سونپی۔۔۔

"او کے ڈن"

اس نے بھی سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

"یہاں پر غلطی کی کوئی گنجائش نہیں۔۔۔ سب کو اپنا اپنا کام نہایت ہوشیاری سے کرنا ہو گا۔۔۔"

"پائتھن سارا پلین ریڈی ہے۔۔"

جیفری کچھ دیر بعد، پائتھن کے تنے ہوئے چہرے کو دیکھ کر بتانے لگا۔۔۔

"مجھے اس بلڈنگ کا نقشہ چاہیے۔۔۔"

لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے اب پائتھن گویا ہوا تو سب جو پہلے ہی اس کی طرف متوجہ تھے اب اور زیادہ الرٹ ہو گئے۔۔۔

لیکن یہ بات ذہن میں رکھنا وہاں موجود لوگوں پہ تم نے بھروسہ نہیں کرنا۔۔ اور اپنے چہرے کی حقیقت کھلنے نہیں دینی ورنہ تم خود بھی مشکل میں پڑ جاؤ گے۔۔۔ پہلے ہی ہماری لاپرواہی کی وجہ سے مارک ان لوگوں کے قبضے میں ہے۔۔ باقی تم جانتے ہو تمہیں سب کیسے کرنا ہے۔۔ اس مشن کو تم لوگ جتنا ہلکا لے رہے ہو اتنا ہی اس میں خطرہ ہے۔۔ سو بی کیئر فل۔۔"

وہ ایک نظر سب کو دیکھتا بول رہا تھا وہ سب لوگ اس کے ٹیبل کے گرد کھڑے اسے بغور سن رہے تھے

"اوکے باس۔۔"
بروک اس کی بات کے اختتام پر گویا ہوا۔۔۔

"باس ہمیشہ کی طرح ہمارا یہ پلین بھی ضرور کامیاب ہو گا۔۔" جیفری نے کہا۔۔۔

پائتھن نے سارا سامان اپنی نگرانی میں لوڈ کروایا اور بلیک مونسٹر کے آدمی کو سارا سمجھا کر وہاں سے جانے لگا کہ موبائل کی بیپ پر دیکھا جہاں کی کال تھی۔ اُس نے یس کا بٹن پُش کر کے کان سے لگایا۔
"کام ہو گیا۔۔۔۔۔" بروک کی تشویش زدہ آواز اُس کے کانوں میں پڑی۔
"یہی سمجھو کہ بس ہو گیا، میں نے سارے مال کو اسطرح ٹرک میں چھپایا ہے کہ چاہے جتنی بھی چیکنگ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ مال پکڑا نہیں جائے گا۔۔۔"

"بہت اچھی بات ہے ہم سب تمہارے ساتھ ہیں، بس اب یہ آرمی کی چوکی سے گزر جائے تو سمجھو سارا خطرہ ختم۔۔۔۔۔ تم بلیک مونسٹر کی نظروں میں اپنا مقام بنا لو گے پھر اسکی دنیا میں قدم رکھ دو گے"

"اُسی لیے سب کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ تم لوگ صبح کے مشن کی تیاری کرو" کہتے ہوئے اس نے کال بند کر کے موبائل جیب میں رکھا اور سگریٹ کا کش لیتے ہوئے بلیک مونسٹر کے آدمی کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خُود دوسری گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی اُس جگہ سے نکال کر روڈ پر ڈال دی۔۔۔

تبھی اُس نے اپنے پیچھے ٹرک میں ایک زوردار دھماکے کی آواز سُنی پھرتی سے وہ گاڑی سے اُتر کر باہر نکلا اور دیکھا جہاں ٹرک سے آگ کے بڑے بڑے شُعلے نکلتے دکھائی دے رہے تھے وہ بھاگ کر قریب آیا اور ششدر رہ گیا وہ دھماکہ ٹرک میں ہوا تھا اور سب جل کر راکھ ہو گیا تھا اُس نے بلیک مونسٹر کے مال کی فکر میں آگے بڑھنا چاہا مگر آگ کے بلند ہوتے شعلے نکل رہے تھے جو ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے چُکے تھے۔۔۔

سارا مل ٹرک سمیت جل کر راکھ ہو رہا تھا۔۔۔۔

"بروک نجانے کیسے ٹرک کو آگ لگ گئی۔۔۔۔

اسکی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔۔۔

"پر یہ سب ہوا کیسے۔۔۔۔؟؟؟ کروڑوں کا مال تھا بلیک مونسٹر کا وہ تو چھوڑے گا نہیں۔۔۔ بروک نے اسے ڈرانا چاہا۔۔۔۔۔

"میں کسی سے ڈرتا نہیں۔۔۔۔ ضرور یہ بلیک مونسٹر کی کوئی چال ہو گی مجھے پھنسانے کے لیے۔۔۔ میں اپنے کام میں فئیر تھا۔۔۔۔

وہ سرد لہجے میں بولا۔۔۔۔

پائتھن کا پلان بالکل تیار تھا۔۔
وہ سب تیار تھے اپنی اپنی پوزیشن سنبھالنے کے لئے۔۔
میپ میں بلیک مونسٹر کی عالیشان بلڈنگ کے نقش پر بلیک مارکر سے دائرہ لگاتے۔۔

وہ ساری بلڈنگ کے نقشے کا بغور جائزہ لے رہا تھا، کچھ کمرے اور جگہیں ایسی تھیں جو اسے دکھائی نہیں دے رہی تھیں، یقیناوہ خفیہ کمرے تھے۔۔۔ جنہیں ریڈرومز کے طور پر تشدد کے لیے استعمال کیا جاتا ہو گا۔۔۔ خفیہ جگہ پر مارک کرتے اسنے میپ فولڈ کیا اور چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

"پلان کے مطابق صرف میں پہلے جاؤں گا۔۔۔ ان سے مارک کو واپس کرنے کی بات کروں گا۔ جب وہ لوگ فرحان مانگیں گے تو بروک تم

فرحان (مطلب جوزف) کو ساتھ لے کر وہاں پہنچو گے۔۔۔ اور تم جیفری دور رہ کر ساری کاروائی دیکھو گے۔ خطرہ بھانپتے ہی تم سامنے آسکتے ہو۔۔۔"
اس نے سپاٹ انداز میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔
رات کے مال جل جانے کی وجہ سے ہو سکتا ہے وہ مجھ پہ اٹیک کریں۔ سو بی کیئر فل۔۔۔۔

ہوٹل سے نکلتے ہی اس نے ایک میچ ہائیر کی اس نے ایڈریس بتایا۔۔

تو ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔

کچھ دیر کے بعد وہ ہوٹل سے نکل کر اب نئے راستوں پر گامزن تھا۔۔۔

وہ کسی گہری سوچ میں گم گاڑی کی پشت سے ٹیک لگائے آرام سے بیٹھا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد گاڑی ایک بلڈنگ کے سامنے رکی۔۔۔۔

وہ گاڑی سے نکل کر باہر آیا اور کوٹ کے بٹن بند کرتا اپنے لبوں پر اسرار مسکراہٹ سجائے اسنے قدم آگے بڑھائے۔۔

"مجھے بلیک مونسٹر سے ملنا ہے"؟

وہ گیٹ کے باہر کھڑا ہوا تھا اور وہاں لگے کیمرے میں دیکھ کر بولا۔۔۔۔

صرف چند سیکنڈ لگے تھے مین گیٹ کھلنے میں وہ اندر داخل ہوا۔۔۔ تو گیٹ بند ہو گیا۔۔۔

"بلیک مونسٹر سے کیوں ملنا ہے"؟

وہاں کھڑے رائفل تھامے دو آدمیوں میں سے ایک نے سوال کیا۔۔۔

"اسے کہنا اسکے فائدے کی بات ہے صرف اسے ہی بتاؤں گا"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

"اگر بات میرے فائدے کی نا ہوئی تو۔۔۔

آئے تو تم اپنا پاؤں سے چل کر ہو جاؤ گے میرے آدمیوں کے کاندھوں پہ"

تبھی وہاں لگے سپیکر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔۔۔۔۔

اسکے وجود میں کپکپی سی دوڑ گئی مگر اس نے خود کو سنبھال لیا۔۔۔۔

"مجھے یقین ہے کہ آپ کا مایوسی نہیں ہو گی۔"

وہ ہلکا سا مسکرا کر بولا۔۔۔

"آنے دو"

پھر سے گھمبیر آواز آئی تو وہ دونوں آدمیوں کے معیت میں لفٹ کے زریعے اوپر تک آیا۔۔۔

وہ اسے اندر چھوڑ کر خود وہاں سے واپس چلے گئے۔۔۔

اب کمرے میں صرف دو نفوس تھے۔ ایک بلیک مونسٹر اور دوسرا وہ بندہ جو اس سے ملنے آیا تھا۔

اس نے دیکھا بلیک مونسٹر کو تو چند لمحوں کے لیے ساکت سا رہ گیا۔۔۔ اسے امید نہیں تھی کہ بلیک مونسٹر دکھائی دینے میں ایسا ہو گا۔۔۔

اس نے تو اسے اس کے نام جیسا کالے رنگ کا موٹا سا بھدا سا ڈان تصور کر رکھا تھا۔۔۔۔

مگر وہ بلیک مونسٹر اپنے نام کی طرح بلیک ہونے کی بجائے اس سے الٹ شخصیت کا مالک تھا۔۔۔

انتہائی ہینڈسم اور سرخ و سفید رنگت والا تیکھے مغرورانہ نقوش لیے وہ شاندار صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے شاہانہ انداز میں بیٹھا سیگریٹ کے مرغولے بنا کر ہوا میں بل چھوڑتا ہوا وہ کسی سلطنت کے شہنشاہ سے کم نہیں لگ رہا۔۔۔ وہ تھا تو کنگ ہی چاہے بلیک ورلڈ کا ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔

"تمہارے دو منٹ شروع ہو چکے ہیں۔ تیسرے منٹ میں بات ختم نا کی تو یہیں سے اٹھا کر باہر پھینکوا دوں گا"

وہ ابرو اچکا کر سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔

"کل آپ نے جس پائتھن کو فرحان کو لانے کے لیے بولا ہے۔ وہ آپ کو دھوکا دینے والا ہے اصل فرحان واپس نہیں کرے گا مارک کے بدلے۔۔۔ وہ تیزی سے ایک ہی بار ساری بات بتا گیا۔۔۔۔

اس کے انکشاف پہ بلیک مونسٹر کے پتھریلے چہرے پہ مزید سختی اُمڈ آئی۔۔۔

"اگر تمہاری اطلاع غلط ہوئی تو بلیک مونسٹر کے قہر سے تمہیں بچانے والا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ mind it???
"

"وہ دھمکی آمیز انداز میں بولا۔

"ایک اور بھی راز کی بات بتانا چاہوں گا۔۔۔۔ وہ خباثت سے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"پائتھن کی منظور نظر کا پتہ ہے مجھے، سالی کو اپنے حسن پہ بڑا غرور ہے۔۔۔۔ اس کا غرور توڑنا ہے مجھے۔۔۔

اس پائتھن کے ساتھ رنگ رلیاں مناتی ہے، بنا شادی کے اور مجھے ہمیشہ اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنے کے بعد منہ پھیر لیتی ہے۔۔۔ اصل بدلہ تو مجھے اس سے لینا ہے۔۔۔ اس کی جان بستی ہے پائتھن میں،،، پائتھن کا کانٹا میرے راستے سے صرف آپ نکال سکتے ہیں۔۔۔ پھر اس سر پھری حسینہ کا غرور تو خاک میں۔۔۔ میں ملاؤں گا۔۔۔ اس کے بدلے ساری عمر آپ کا غلام بن کر رہوں گا۔۔۔ بروک منت بھرے انداز میں اسکے پاوں پکڑتے ہوئے زمین پہ بیٹھا۔۔۔

"ٹھیک ہے"

بلیک مونسٹر سپاٹ انداز میں فقط اتنا ہی بولا۔۔۔۔

"یہ بروک کیسا آدمی ہے، کہیں آپ غلط تو نہیں کر رہے اس پر اتنا اعتماد کر کے کہ اُسے وہ کام سونپ دیا جو ہمارے لئے خطرے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔۔۔۔۔۔" اپنے خاص آدمی کی بات میں چھپے ڈر کو سمجھتے ہوئے بلیک مونسٹر نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"میں نے ہر طرف سے پرکھا ہے اُسے وہ ہمارے کام کا آدمی ہے سب سے خاص بات اُسکی یہ کہ وہ پائتھن کا ڈسا ہوا ہے اور دشمن کا دشمن ہمارا اچھا دوست ثابت ہو سکتا ہے۔"

"پھر بھی اُس پر نظر رکھو، جو اس کا کھا کر اس سے غداری کر سکتا ہے اس پہ بھروسہ بھی نہیں کیا جا سکتا ۔۔۔، بروک کو بس پائتھن کے خلاف استعمال کرو، سمجھ رہے ہو نہ میری بات ۔۔۔" وہ اُٹھ کر کھڑا ہوا۔

"جی سمجھ گیا ہوں، آپ اُسکی فکر نہیں کریں میں اس پہ نظر رکھوں گا ۔۔۔۔"

"باس ہمارے مال کو آگ لگ چکی ہے ۔۔۔" جیسے ہی اسے فون پہ اطلاع ملی اس نے بلیک مونسٹر کو آگاہ کیا ۔۔۔۔

"میرے کروڑوں کے مال کو آگ لگا کر تم نے اپنی موت کو خود للکارا ہے پائتھن ۔۔۔۔!!!!

اس کا لہجہ آگ برساتا ہوا تھا ۔۔۔

یہ ملائیشیا کا قدرے کم گنجان آباد علاقہ تھا۔ دور دور تک درخت اور گھاس دکھائی دے رہی تھی کہیں کہیں اکا دکا مکان دکھائی دے رہے تھے ۔۔۔۔

پائتھن اپنی کلائی پہ بندھی گھڑی پہ اک سرسری سی نظر ڈال کر ادھر ادھر دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔

تبھی ایک سیاہ چمچماتی ہوئی مرسڈیز آکر رکی اسکے پیچھے سیاہ گاڑیوں کی لمبی قطار تھی ۔۔۔

وہ سیاہ جینز پہ سیاہ شرٹ اور سیاہ ہی لیدر جیکٹ، پاؤں میں برانڈڈ شوز پہنے جیسے ہی اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر قدم زمین پہ رکھا، پائتھن کی بھوری آنکھوں میں اس کے لیئے ستائش بھر گئی۔ اس کا فطری حسن تو قدرت کا عطیہ تھا ہی، لیکن کسرتی بدن کے خال و خد میں بھی وہ سراپا شاہکار تھا۔ قدرت کے عطیے پر اگر انسانی محنت ہو جائے تو بھی شاہکار وجود میں آجاتے ہیں۔ بلیک مونسٹر اپنے فطری حسن کی کشش سے آشنا تھا۔ سو وہ ستائشی نگاہوں سے بے نیاز،۔۔۔ شاہانہ چال چلتے ہوئے اس طرف آیا اسکے گارڈ اسکے دائیں بائیں ہاتھوں میں گن لیے کھڑے تھے۔۔۔ بلیک مونسٹر کے باقی آدمی بھی اس کے پیچھے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے۔۔۔

بلیک مونسٹر نے آنکھوں سے اشارہ کیا تو ان لوگوں نے پائتھن کو دائرے میں مقید کر لیا اور اسکے چاروں اطراف میں گن تانے کھڑے ہو گئے۔۔۔۔

"تم پہ اعتبار کر کہ بہت گھاٹے کا سودا کیا ہے،،، تمہاری وجہ سے میرا کروڑوں کا مال جل گیا۔۔۔۔ اس کی بھرپائی تو میں تم سے کروالوں گا۔۔۔ پہلے فرحان کو واپس کرو۔۔۔

"قسم خدا کی آج اگر تم نے فرحان کو لوٹانے میں دھوکا کیا تو تم بلیک مونسٹر کے ہاتھوں سے ایسی خوفناک موت پاؤ گے جو تم نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا ہو گا۔۔۔۔

اس کی سرد سرسراتی ہوئی وحشت زدہ آواز سے جیسے درختوں کے سوکھے پتے بھی کپکپا اٹھے۔۔۔

پائتھن متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بروک کا انتظار کر رہا تھا جو (جوزف) کو فرحان بنا کر لانے والا تھا۔۔۔

"تم مجھے مارک دکھاؤ میں تمہیں فرحان کی جھلک دکھاؤں گا۔۔۔ مارک جیسے جیسے میری طرف آئے گا فرحان تمہیں مل جائے گا۔۔۔۔ پائتھن چہرے پر سنجیدہ تاثرات سجائے کرخت آواز میں بولا۔

"بلیک مونسٹر اپنے وعدے سے کبھی پھرا نہیں کرتا۔۔۔۔"

وہ تلخ انداز میں کٹیلی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ اور انگلی سے اپنے آدمی کو اشارہ کیا۔۔۔۔

انہوں نے ایک گاڑی کا شیشہ نیچے کیا۔۔۔ گاڑی کی بیک سائیڈ پہ مارک کو ہاتھ پاؤں باندھ کر اور منہ پہ ٹیپ لگائے بٹھایا گیا تھا۔۔۔۔ وہ ادھ مرا سا لگ رہا تھا۔۔۔۔

پائتھن نے بروک کو کال ملائی مگر ان ریچ ایبل۔۔۔۔ اس نے پریشانی سے اپنی پیشانی کو پوروں سے مسلا۔۔۔۔

"یہ بروک کہاں رہ گیا۔۔۔۔ ؟؟؟

اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

"فرحان یہاں ہے ؟؟؟؟

ایک جانی پہچانی نسوانی آواز سن کر بلیک مونسٹر نے بنا پیچھے دیکھے ہی اسے پہچان لیا۔۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔ اس نے ٹھنڈا ٹھار ہنکارا ابھرا۔۔۔۔

"اس خوش بدن کی خوشبوان ہواؤں میں پھیلی ہوئی اس کی آمد کا پتہ دے رہی ہے۔۔۔۔۔۔

.......Wellcome back to Black monster 's world my princess"

وہ گردن ترچھی کیے پیچھے مڑا اور گلے میں موجود پلاٹینم کی چین کو دانتوں تلے دبائے سحر انگیزی سا مسکرایا۔۔۔

بلیک مونسٹر کے آدمیوں نے پہلی بار اسے یوں مسکراتے دیکھا تھا وہ سب ٹھٹھک گئے اپنی اپنی جگہ پہ۔۔۔

بلیک مونسٹر کو سامنے دیکھ کر سینوریٹا کے ہاتھ سے گن چھوٹ کر نیچے گری جو اس نے فرحان کی کنپٹی پر لگا رکھی تھی۔۔۔۔

"میری پرنسسز واپس آئی ہے اس خوشی میں۔۔۔۔

Fire"۔۔۔۔!!!!!!

وہ بلند آواز میں بولا تو اسکے آدمیوں نے اسکے حکم کو بجالاتے ہوئے گنز کا رخ آسمان کی جانب کیے ہوا میں فائر کیے ۔۔۔۔

فضاء میں فائر کا دھواں تحلیل ہوا۔۔۔۔ اور وہ ان کی سمیل سے بوجھل سی ہو گئی۔۔۔

وہ تو پائتھن کو مشکل سے نکالنے کے لیے فرحان کو اپنے ساتھ لائی تھی اسے یہ قطعاً علم نہیں تھا کہ آج اس کا سامنا ایک بار پھر سے اسی درندے سے ہو جائے گا۔۔۔

وہ ساکت سی اپنی جگہ کھڑی تھی۔۔۔

جیسے جیسے وہ اس کے قریب آرہا تھا سینوریٹا کے حواس مختل ہونے لگے تھے۔۔۔۔

"تم یہاں کیوں آئی؟؟؟

"میں نے تمہیں منع کیا تھا نا؟؟؟

پائتھن نے سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

سینوریٹا کی حالت اور بلیک مونسٹر کے الفاظ سن کر اسکے شارپ مائنڈ میں فورا کلک ہوا کہ۔۔۔۔۔

"کہیں یہی بلیک مونسٹر توافق کی اس حالت کا ذمہ دار تو نہیں۔۔۔۔؟؟.

"اگر ایسا ہے توافق نے بنا پلاننگ کے اسکے سامنے یہاں آکر اپنے ساتھ بہت برا کیا ہے۔۔۔۔ وہ دل میں ہی سوچ کر رہ گیا۔۔۔

پائتھن نے لمحہ ضائع کیے بنا گن ہولسٹر سے گن نکالی اور اس کا رخ بلیک مونسٹر کی طرف کیا۔۔۔۔

"وہیں رک جاؤ۔۔۔۔۔ میں کہہ رہی ہوں وہیں رک جاؤ۔۔۔۔!!!

سینوریٹا ہوش میں آتے ہی زوردار آواز میں چلائی۔۔۔۔

"واللہ۔۔!!!! ہم دونوں نے پہنے کالے کپڑے آج۔

اس نے میرے دِل کے جیسے، اور میں نے اسکے تِل کے جیسے۔۔۔۔۔!!!

وہ طلسم زدہ آواز میں بولتا ہوا بنا ہچکچائے اس کے قریب آرہا تھا۔۔۔

سینوریٹا نے اسکی ٹانگ پہ گولی چلائی۔۔۔ تاکہ اسکی طرف بڑھتے ہوئے بلیک مونسٹر کے قدم وہیں تھم جائے ۔۔۔

بلیک مونسٹر کو گولی لگی تو اسکی ٹانگ سے خون بہنے لگا۔۔۔

اس کے سب آدمیوں نے اپنی گن کا رخ سینوریٹا کی طرف کیا۔۔۔ مگر بلیک مونسٹر نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔۔۔ اور اپنے خاص آدمی کو کوئی مخصوص اشارہ کیا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

جیسے ہی سب کا دھیان سینوریٹا کی طرف ہوا۔۔۔ پائتھن نے کمال ہوشیاری سے پیچھے سے ہوتے ہوئے مارک کو گاڑی سے نکال لیا۔۔۔ اور اسکے ہاتھوں اور پاؤں کی رسیاں کھول دیں۔۔۔

بلیک مونسٹر کے قدم ڈگمگائے ضرور مگر تھمے نہیں۔۔۔

"ہماری پرنسز خالی ہاتھ نہیں آئی۔۔۔ دیکھو نا تمہیں میرا کتنا خیال ہے آتے ہوئے میرے لیے خاص تحفہ لائی ہو۔۔۔ وہ معنی خیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"پیچھے رہو۔۔۔ میں اسے مار دوں گی۔۔۔"

وہ فرحان کی گردن کو اپنے بازو میں دبوچ کر پھنکاری۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔!!!

ایک زوردار گولی چلنے کی آواز سن کر سب نے بلیک مونسٹر کی طرف دیکھا۔۔۔

پائتھن جو مارک کو رسیوں اے چھڑوا رہا تھا۔۔۔ اسے امید تھی کہ سینوریٹا اپنی حفاظت خود کر سکتی ہے۔۔۔ اسی لیے اس نے پہلے مارک کو چھڑوانا چاہا۔۔۔

"کہیں دور نکل جاؤ پھر رابطہ کرتے ہیں"

اس نے مارک سے کہا۔۔۔

فرحان کی پیشانی کے وسط میں بلیک مونسٹر کی گولی لگی۔۔۔ تو اس میں سے خون کا فوارہ پھوٹا۔۔۔ وہ ساکت نظروں سے لہراتا ہوا زمین پہ گرا اور اپنی زندگی کی جنگ ہار گیا۔۔۔

"میری پرنسسز کی ہر بات سر آنکھوں پہ۔۔۔!!!

"تم نے کہا تو میں نے مار دیا اسے۔۔۔۔!!!

اس نے سرد سا قہقہہ لگایا۔۔

سینوریٹا نے پھٹی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

اور قریب کھڑے بلیک مونسٹر کے منہ پر پنچ مارنا چاہا۔۔۔ بلیک مونسٹر نے آگے بڑھ کر اسکی کلائی کو اسکی پشت پہ لگایا اور اپنی پاکٹ سے سفید پاؤڈر نکال کر سینوریٹا کے ناک کے پاس کر دیا۔۔۔

وہ اپنی صنم کی ہر عادت کو جانتا تھا کہ وہ اس پاؤڈر کی اڈکٹ ہے۔۔۔ اسے گولی لگ جانے کی وجہ سے ٹانگ میں درد ہو رہی تھی تبھی اس نے صنم سے آرام سے بعد میں بات کرنے کا سوچتے ہوئے اسے فی الوقت وہ پاوڈر سونگھا دیا تاکہ وہ کچھ دیر کے لیے بیہوش ہو جائے۔۔۔

"بلیک مونسٹر۔۔۔!!!!

"چھوڑ دے اسے۔۔۔!!!!!

پائتھن گرجیلی آواز میں غرایا۔۔۔

بلیک مونسٹر بیہوش سینوریٹا کو اپنی بازوؤں میں اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔۔۔ جو اس نے اپنے آدمی کو اشارہ کر کہ منگوایا تھا۔۔۔

پائتھن نے برق رفتاری سے بھاگتے گن سے اس کے ہیلی کاپٹر پہ فائر کیے مگر اس کا کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا

وہ ہیلی کاپٹر دیکھتے ہی دیکھتے اسکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔۔

پائتھن شکستہ سا گھٹنوں کے بل نیچے گرا۔۔۔۔

"ایک دن پہلے !!!

وہ کھانے کی طلب میں ہوٹل سے ملحقہ ریسٹورنٹ آیا تھا آڈر لکھوا کر ٹائم گزارنے کو ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔۔۔۔

"یار میں تنگ آگیا ہوں، اس سینوریٹا کے رویئے اور اس کے انکار سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خدا کہیں مجھے بھی اس پائتھن کے جیسے خوبصورتی دے دیتا تو آج وہ میری بانہوں میں ہوتی۔" بروک سینوریٹا کو لے کر سخت جھنجھلایا ہوا تھا۔ جوزف جو اسکے پیچھے پیچھے کھانے کے لیے آیا تھا۔۔ اُسکی ٹیبل پر اسکے ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا

"تم کیوں سینوریٹا کا پیچھا چھوڑ نہیں دیتے۔ سنا نہیں تھا۔۔۔ پائتھن نے کہا تھا وہ اسکی بیوی ہے ۔۔۔۔۔۔" جوزف کے کہنے پر وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"اگر بیوی ہوتی تو اسکے کمرے میں ہوتی ہوں الگ الگ کمروں پانچ سال سے کیوں تیرے ہیں۔۔۔۔۔۔ جھوٹ بولا تھا پائتھن نے۔۔۔ مجھے اس سے دور رکھنے کے لیے"

تبھی اسکے فون پہ سینوریٹا کی کال آنے لگی۔۔۔۔۔

"ہیلو سینوریٹا۔۔۔ کیسی ہو؟؟؟؟" وہ سینوریٹا کی کال اسکے فون پہ آنے کی خُوشی میں حیرت کے ملے جلے تاثرات سے فرفر بولنے لگا۔۔۔۔

"پائتھن کہاں ہے؟

"میں تمہیں لوکیشن بھیج دیتاہوں سینوریٹا تم جلدی فرحان کو لے کر یہاں آجاؤ"

بروک نے ایک ہی سانس میں پوری بات بول دی۔۔۔۔

جوزف نے حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"یہ کیا کیا تم نے؟؟؟

"سینوریٹا کو کیوں بلایا یہاں۔۔۔۔۔؟؟.

"پائتھن کو پتہ چلا تو وہ تمہیں چھوڑے گا نہیں۔۔۔۔۔"

جوزف نے اسے حقیقت سے آگاہ کیا۔۔۔۔

"تم اپنی خیر مناؤ۔۔۔ پائتھن سے کیسے نپٹنا ہے وہ میں خود دیکھ لوں گا۔۔۔۔ ابھی ابھی اس بلیک مونسٹر کے مال کو جلا کر آرہا ہوں۔۔۔ جس کا ذمہ پائتھن پہ تھا۔۔۔۔۔ بلیک مونسٹر اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔۔۔ اور میں یہی چاہتا ہوں۔۔۔ وہ مر جائے۔۔۔ میری اور سینوریٹا کی زندگی کے درمیان کا کانٹا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکل جائے

۔۔۔۔

وہ مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے بولا۔۔۔۔ اور پھر گن نکال کر اسکے سر پہ اسکی پچھلی سائیڈ سے اٹیک کیا۔۔۔۔

جوزف کا سر چکرانے لگا درد کی شدت سے۔۔۔۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامے ٹیبل پہ ڈھ سا گیا۔۔۔

وہ دونوں قدرے کم رش والی جگہ پر بیٹھے تھے۔۔۔ بروک نے اسے اٹھایا اور گھسیٹنے کے انداز میں ہوٹل کی پچھلی جانب لے گیا۔۔۔۔ اور اسے ایک کمرے میں چھوڑ دیا۔۔۔ جوزف وہیں بے سدھ پڑا رہا۔۔۔۔

حال۔۔۔!!!

"تو اُس کا یہی مطلب بلیک مونسٹر کو پتہ چل گیا تھا ہمارے پلین کے بارے میں کہ ہم جوزف کو فرحان بنا کر لانے والے ہیں۔۔۔ پر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اسے کس نے ہمارے بارے میں بتایا۔۔۔؟؟؟.
اور عین وقت پہ سینوریٹا وہاں کیسے پہنچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"جیفری نے پُر سوچ انداز میں کہا جس پر پائتھن چونکا۔

"تُمہارا مطلب ہے ہم میں سے ہی کوئی ہے جس نے غداری کی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟"

"ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی، یا پھر اُس بلیک مونسٹر خُود شک پڑ گیا ہو گا،"جیفری نے اُس کے آگے سوچ کے تمام در رکھے۔

"نہیں اُس کا بس ایک ہی مطلب تھا مُجھ سے، فرحان کو واپس لینا اور اب تو اسکا وہ مطلب بھی نہیں رہا۔۔۔۔۔"پائتھن بے چینی سے اپنا لیپ ٹاپ لیے اسکی بلڈنگ کے نقشے کو دماغ کی میمری میں نقش کر رہا تھا، ساتھ ساتھ اسکی بات بھی سن رہا تھا۔۔۔

"جوزف اور بروک دونوں وہاں وقت پہ نہیں پہنچے۔۔۔۔ اور ابھی تک واپس ہوٹل بھی نہیں آئے۔۔۔ کدھر گئے وہ دونوں؟؟؟
پائتھن نے تشویش بھرے انداز میں پوچھا۔۔۔

"کہیں اس بلیک مونسٹر کے آدمیوں نے ان دونوں کو تو نہیں پکڑ لیا؟؟؟؟

"وہ آپ کو نُقصان پہچانا چاہتا ہے یا آپکی جان لینا چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ جو اس نے سینوریٹا کو بھی اغواء کر لیا۔۔۔"جیفری جو انکی دُشمنی کی اصل وجہ سے واقف نہ تھا اس لئے پوچھنے لگا جس پر پائتھن کے چہرے پر سرد تاثرات نمایاں ہوئے۔۔۔۔

"اسے میری جان سے غرض نہیں وہ سینوریٹا کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور ایسا میں کسی طور ہونے نہیں دوں گا"

"اگر وہ سینوریٹا کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو پائتھن تم اسکی خواہش کو مٹی میں ملا دو۔۔۔ اسے اسکی حرکت کا جواب پتھر کی بجائے اینٹ سے دو۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ہم سب تمہارے ساتھ ہیں"

مارک جو ابھی اندر آیا تھا انکی باتیں سن کر بولا تو پائتھن نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

"تم ٹھیک ہو"؟

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔ تم نے ایڈریس بتایا تو آ گیا ہوں یہی تمہاری مدد کے لیے۔۔۔۔ اور سب سے پہلے تو بہت شکریہ۔۔۔۔ یہاں آنے اور مجھے ان جانوروں کے شکنجے سے آزاد کروانے کے لیے۔۔۔۔ اگر تم چاہتے تو اپنی جان مشکل میں نہیں ڈالتے اور یہاں نہیں آتے مجھے بچانے لیکن تم نے ایسا کر کہ اپنی دوستی خوب نبھائی۔۔۔ آج مارک قرضدار ہو گیا ہے تمہارا۔۔۔۔۔

"دوستوں کے لیے پائتھن اپنی جان بھی قربان کر دے۔۔۔۔ یہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔۔

وہ اسکا شانہ تھپتھپا کر کر بولا۔۔۔۔

مارک کے سنجیدہ چہرے پر بھولی بسری مسکراہٹ ابھر آئی۔۔۔۔

"سنو مارک ایک کام کرو"

پائتھن نے اسے متوجہ کیے کہا۔۔۔۔۔

"ہاں کہو۔۔۔۔!

وہ دونوں ایک دوسرے سے کچھ اہم بات کرنے لگے۔۔۔۔

"پائتھن۔۔۔۔!!!!

کسی کی آواز سن کر سب نے دروازے سے اندر داخل ہونے والے جوزف کی طرف دیکھا۔۔۔۔

"وہ۔۔۔ بروک ٹھیک نہیں۔۔۔۔

اس نے فون کر کہ سینوریٹا کو یہاں بلایا ہے۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے وہ تمہارے خلاف کوئی گہری چال چل رہا ہے

۔۔۔۔

جوزف نے آتے ہی اسے بروک کی اصلیت سے روشناس کرایا۔۔۔۔

پائتھن لیپ ٹاپ چھوڑ کر سرعت سے اٹھا اور گن ہولسٹر میں ڈالے باہر نکل گیا۔۔۔۔

بلیک شرٹ بلیک پینٹ پر سلیولیس سیاہ لانگ کوٹ پہنے بالوں کی پونی ٹیل بنائے اپنے خوبصورت سراپے کے ساتھ اسکے سامنے بے سدھ پڑی تھی۔۔۔۔۔

بلیک مونسٹر کی نظروں میں وہ یادگار لمحے گذرے جب وہ پہلی نظر میں ہی اسے دیکھ کر بے خود ہو گیا تھا اور اسکے نازک موم سے وجود کو بانہوں میں بھرا تھا۔۔۔ اسکے بدن کو چھو کر محسوس کیا تھا۔۔۔ اس کے دور چلے جانے کے بعد اسے احساس ہوا تھا کہ اس نے کیا کھو دیا تھا۔۔۔۔

آج بھی اسے اپنے وجود پر اس کے مرمریں وجود کا ریشمی لمس اور دھڑکنوں کے مقام پر مدھم نرم گرم سانسیں محسوس ہوتی اسکے نازک بدن سے پھوٹتی صندلی مہک آج بھی اسے اپنے بستر سے اٹھتی ہوئی محسوس ہوتی۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ دل پھینک تھا یا ذانی تھا۔۔

وہ ایسا ہرگز نہیں تھا کیونکہ اسنے بلیک ورلڈ میں آدھی زندگی گزاری تھی جس میں بے شمار لڑکیاں تھیں جو اسکی ایک نگاہ الفت کیلئے ترستی تھیں۔ اسے خاموش سنجیدہ، اکھڑ مزاج، مغرور اور اسکی وجاہت سے متاثر ہو کر کتنی لڑکیوں نے خود اسے پرپوز کیا تھا۔۔۔ بڑی بڑی پارٹیوں میں کئی ماڈرن رئیس زادیاں اسے دیکھتے ہی دل ہار جاتی ۔ مگر وہ عورت کے وجود سے دور اپنی سیاہ دنیا میں مگن رہا۔۔۔۔۔

لیکن جب صنم اسکی دنیا میں آئی اس کی بے مقصد زندگی کو جیسے مقصد مل گیا تھا،

وہ اپنی ٹانگ سے بلٹ نکلوا کر مرہم پٹی کروائے اس کے پہلو میں دراز ہوا۔۔۔

اور وہی سرخ ریشمی آنچل سے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔۔۔۔۔ جو پہلی بار صنم یہاں پہن کر آئی تھی۔ وہ اس نے ابھی تک سنبھال کرر کھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کے ساتھ گزارا ہوا ایک پل بھی بھلا نہیں پایا تھا۔۔۔

"کتنا ڈھونڈھا تھا میں نے تمہیں۔۔۔۔!!!!

وہ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیے مدھم آواز میں بولا۔

"دیکھو نا میری محبت سچی تھی۔۔۔ تبھی تم خود اپنے آپ میرے پاس واپس آگئی۔۔۔۔ میں اب تمہیں کہیں بھی نہیں جانے دوں گا"

سینوریٹا کو چہرہ پہ بھار سا محسوس ہوا تو اس نے اپنے سن ہوئے دماغ کو ہوش میں لانا چاہا۔۔۔ اور بوجھل آنکھوں کو دھیرے سے کھولا۔۔۔۔

بلیک مونسٹر کی سیاہ دنیا میں صبح کی روشنی بن کر آئی ہو"

وہ بوجھل آواز میں بولا۔۔۔

اور سب یاد آتے ہی چہرے پہ پڑا دوپٹہ اٹھا کر جھٹکے سے دور پھینکا۔۔۔۔ جو زمین پہ گرا۔۔۔۔۔

اپنے ساتھ بستر پر بلیک مونسٹر کو لیٹے دیکھ کر اسکی مندی ہوئی آنکھیں جھٹ سے پوری کی پوری کھل گئیں۔

۔۔۔۔

"تم۔۔۔۔ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے قریب آنے کی۔۔۔۔؟؟؟؟

اس نے بلیک مونسٹر کو خود سے پیچھے دھکا دیا۔۔۔۔

وہ حیران ہوا پھر ناگواریت سے اسے دیکھا۔۔۔

"ناخیریت پوچھی؟؟؟

"کہ اتنا عرصہ کیسے گزارا تمہارے بنا۔۔۔؟؟؟

"نا کیفیت پوچھی؟؟؟

"کہ تمہیں پھر سے دیکھ کر میری کیا حالت ہے۔۔۔؟؟؟؟۔!!!!

"آتے ہی ہمت کی باتیں۔۔۔!!پرنسز۔۔۔!!!

اسکے عنابی لبوں پہ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔

"اگر دوبارہ میرے قریب آنے کی جراءت کی تو ہڈی پسلی توڑ کر رکھ دوں گی۔۔۔

وہ تیکھے چتونوں سے گھورتے ہوئے بستر سے نیچے اتری۔۔۔

"عشق کی سازشیں تو دیکھو ہمیں پھر سے قریب لے آیا۔۔۔اسکا مطلب ہے میرا عشق سچا تھا۔۔۔۔جو آج تم میری پناہوں میں ہو"

۔"وہ اٹھ کر آہستہ آہستہ اس کے قریب آتا ہوا اسکی کلائی کو تھام کر بولا تو سینوریٹا کو تو اب صحیح معنوں میں تاؤ چڑھا تھا۔۔اب وہ اس کے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا تھا۔ اس نے مٹھی زور سے بھینچی اور اپنا پورا زور لگا کر اس کے ناک پر دے مارا۔۔۔جس سے اس کے ناک کی ہڈی اپنی جگہ سے ہل کر رہ گئی۔ اس نے سینوریٹا کی کلائی کو چھوڑنے کی بجائے اس پر اپنی گرفت مزید مضبوط کر لی۔ اس دھان پان سی دکھنے والی لڑکی نے اسے مکا مار کر اسے حیران

ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ اسے امید نہیں تھی، ہمیشہ اس سے ڈری سہمی رہنے والی اسکے ہر حکم کو بجالانے والی یوں بہادری سے اسکا مقابلہ کرے گی۔۔۔۔

"باقی کی ہڈیاں بھی تڑوانی ہیں تو بے شک پکڑے رکھو کلائی۔۔۔۔"

وہ تند نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے غصیلی آواز میں بولی۔۔۔۔

"اس کلائی کو تاعمر تھامنے کے لیے ساری ہڈیاں بھی تڑوانی پڑیں تو منظور ہے مجھے۔۔" اس نے سینوریٹا کے غصے سے لال انگارہ ہوتے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے وارفتگی سے کہا۔

وہ جان بوجھ کر اس سے مار کھا کر اپنا ہی ضبط آزما رہا تھا۔۔۔۔ اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک شاید وہ اسکے فولادی ہاتھوں سے ابدی نیند سو چکا ہوتا۔۔۔

"لگتا ہے نشہ کر رکھا ہے جو ایسی بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہو"۔۔۔

گھومتے ہوئے اچھل کر ایک ٹانگ اس کے سینے پر ماری۔ بلیک مونسٹر نے قدم مضبوطی سے زمین پر جمائے ہوئے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالا کر اسے دیوار سے لگایا۔۔۔۔

"ٹھیک کہا تم نے۔۔۔۔

""""I am hangover...your innocences

(مجھے تمہاری معصومیت کا نشہ ہے)

!!!____Hangover

تمہارے ان رسیلے ہونٹوں کا۔۔۔

وہ اسکے گلابی تھر تھراتے ہوئے ہونٹوں پر نظریں گاڑھے دھیمے انچ دیتے لہجے میں بولا

Hangover۔۔۔۔!!!!

تمہاری ان ریشمی زلفوں۔۔۔۔

وہ اسکے بالوں کو پونی ٹیل سے آزاد کرتے بوجھل آواز میں بولا۔

Hangover۔۔۔۔۔!!!

تمہارے ان جادوئی نینوں کا جس نے ایک پل کے لیے بھی مجھے چین نہیں لینے دیا۔۔۔

Hangover۔۔۔۔۔!!!

تمہارے ساتھ بتائی ہر رات کا۔۔۔۔

Hangover۔۔۔۔!!!!

تمہارے اس سیاہ تل کا۔۔۔

وہ خمارزدہ نظروں سے دیکھتے اسکی شہہ رگ پہ موجود آبنوسی تل پہ جیسے ہی اپنے لب رکھنے لگا۔۔۔ اب کی بار سینوریٹا نے اسکی پسلیوں میں زوردار پنچ مارا۔۔۔ مگر اسے زرا بھی فرق نہیں پڑا۔۔۔ سخت ورزش سے اس کا جسم ایسے وار جھیلنے کا عادی ہو چکا تھا۔ جبکہ اس کا ایک ہی وار مقابل کے ہوش ٹھکانے لگانے کے لیے کافی ہوتا۔

اس نے بدلے میں سینوریٹا کی کلائی مڑوڑتے ہوئے اسے جھٹکا دیا تو اپنا توازن کھوتے ہوئے پیچھے موجود دیوار سے لگی۔۔۔

سینوریٹا کو بھی کلائی اور کمر پہ سخت درد ہوا تھا لیکن اب وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی جو اتنا درد برداشت نا کر پانے پہ رونے یا چیخنے چلانے لگتی۔ وہ درد سہہ گئی تھی اور یہ بھی جان چکی تھی کہ وہ بھی اتنی آسانی سے ہار نہیں ماننے والا تھا

۔۔۔

وہ اس کے بالکل سامنے کھڑا تمسخرانہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"بہت بدل گئی ہو تم۔۔۔!!!

"میری معصوم سی پرنسز کی جگہ یہ کس جنگو لڑکی کو لے آئی ہو۔۔۔؟

"دیکھو تمہاری تصویر کے سہارے میں نے یہ سال گزار دیئے۔۔۔

اس نے سائیڈ ٹیبل پر موجود اسکی اور اپنی تصویر کی طرف اشارہ کیا۔۔

سینوریٹا نے پلٹ کر تصویر کو دیکھا۔۔۔ یہ اس دن کی پارٹی میں لی گئی تصویر تھی، جب وہ بلیک چولی اور لہنگے میں ملبوس تھی، ڈر گز لینے کی وجہ سے ہوش کھو رہی بلیک مونسٹر اس پہ جھکا ہوا۔۔۔

کچھ کہہ رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔ کسی نے ان دونوں کی تصویر لے لی تھی

۔۔۔۔

وہی پانچ سال پرانی تصویر اسکے زخموں کو پھر سے ہرا کر گئی۔۔۔

سینوریٹا نے پلٹ کر گھومتے ہوئے ایک ٹانگ پھر سے اس کے سینے پر ماری۔ وہ اس افتاد پہ سنبھل نہیں پایا اور زور سے پیٹھ کے بل پیچھے موجود بستر پہ گرا تھا۔

سینوریٹا نے زخمی مسکراہٹ لیے وہی پاؤں

اس کے سینے پر ٹکایا اور دوسرا زمین پر رکھا ہوا تھا۔۔۔۔

"میری خواہشوں کو یوں دوری کی سزا مت دو۔۔۔ پرنسز۔۔"

"آؤ اک دوسرے کی بانہوں میں سِمٹ کر خود کو مٹا دیں"

بلیک مونسٹر نے سینوریٹا کا وہ پاؤں اپنے ہاتھ میں جکڑ لیا جو اس کے سینے پر تھا۔

اور ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کیا تو سینوریٹا ڈگمگاتے ہوئے اسکے اوپر آن گری۔۔۔۔۔

" گھٹیا انسان۔۔۔۔"

سینوریٹا کے غصے کا گراف مزید ہائی ہوا اسکی اوچھی حرکت پہ۔۔۔۔

اس نے آو۔ دیکھا نا تاؤ۔۔۔۔ اسکے وجیہہ چہرے پہ زوردار تھپڑ جڑ دیا۔۔۔۔ اور بستر سے اٹھی۔۔۔۔

۔

میرا پہلا عشق اور آخری جنون ہو تم"

مجھے واپس درندہ بننے پہ مجبور مت کرو۔۔۔۔ صنم۔۔۔۔!!!!

بس یہیں تک اسکی حد تھی۔۔۔۔ بلیک مونسٹر نے خون آشام نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اٹھ کر گردن سے دبوچتے ہوئے غرایا۔۔۔

''تم جیسا درندہ صفت انسان محبت کرنا نہیں صرف نوچنا جانتا ہے۔۔۔۔

وہ بھی زخمی ناگن کی طرح پھنکاری۔۔۔۔

"صنم۔۔۔۔۔!!!

بلیک مونسٹر نے اس چہرے پر تھپڑ مارنا چاہا۔۔ لیکن سینوریٹا پہلے ہی اس سب کے لیے تیار کھڑی تھی۔۔۔۔ پہلی بار بھی اس نے ایسے ہی اسے تھپڑ مارا تھا۔۔۔۔ وہ اسکے کئی تھپڑ کھا چکی تھی۔۔۔۔ اور جانتی تھی کہ وہ اس بات پہ اسے ضرور تھپڑ مارے گا۔۔۔۔

وہ آگے کی جانب نیچے جھکی تھی اور بلیک مونسٹر کا وار خالی گیا۔ اب کی بار وہ حیران نہیں ہوا تھا۔ اسے پتہ چل گیا تھا وہ ضرور فل ٹریننگ لیے اس کے مقابل آئی ہے

"اس بار میں تمہیں کہیں جانے نہیں دوں گا۔۔۔۔ کہو گی تو میں ہمارے رشتے کو نام دوں گا۔۔۔۔ ہم شادی کرلیں گے۔۔۔۔ بولو کرو گی مجھ سے شادی۔۔۔۔۔"!!!!

"مر کر بھی نہیں۔۔۔۔

وہ قہر بار نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے دانت کچکچا کر بولی۔۔۔۔

"تمہیں پتہ ہے میرا کوئی نام نہیں۔۔۔۔

اس سیاہ دنیا میں رہتے یہاں کے لوگوں نے میرا نام بلیک مونسٹر رکھ دیا۔۔۔۔

"تم دنیا کی پہلی بیوی ہو گی جو اپنے شوہر کا نام رکھے گی۔۔۔۔

"بتاؤ کیا نام رکھیں نکاح نامے پہ۔۔۔۔۔!!!

وہ ایک بار پھر سے سب بھلا کر اسکے قریب آیا اور اپنے دل کی بات کہی۔۔۔۔

سینوریٹا جو کوئی گن یا اوزار تلاش کرنے کے لیے کمرے میں ادھر ادھر نظریں دوڑا رہی تھی۔۔۔ اسکی بات طرف متوجہ نہیں تھی۔۔۔۔۔

"بادشاہ۔۔۔!!!! رکھ لیں۔۔۔۔؟؟؟

"اس سیاہ دنیا پہ حکومت کی اب تمہارے دل کی سلطنت پہ حکومت کرنا چاہتا ہوں تو تمہارے دل کا "بادشاہ" ۔۔۔ کیسا رہے گا۔۔۔

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"تم جیسے زانی، بدکار، ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والے کسی کے دل پہ حکمرانی نہیں کرتے کتے کی موت مرتے ہیں۔۔۔۔ جن کا کوئی نام لینا والا نہیں ہوتا۔۔۔۔"

وہ بلند آواز میں حلق کے بل چلائی۔۔۔۔

"صنم میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ میرے پاس رہو۔۔۔۔۔ بھول جاؤ سب۔۔۔۔۔!!!

"دیکھو ناپرنسز اب اتنا برا بھی میرا چہرہ نہیں کہ تم یوں میرے منہ پہ انکار کرو۔۔۔۔۔"""""

وہ اسکی باتوں کو نجانے کیسے برداشت کر رہا تھا۔۔۔۔ یہ شاید اسکی محبت کا اثر تھا کہ وہ اسکی اتنی بڑی بات اور گالی کو خندہ پیشانی سے جھیل گیا تھا۔۔۔۔

"تھوکتی ہوں میں تمہارے اس چہرے پہ۔۔۔۔۔۔

اس نے جیسے ہی بلیک مونسٹر کے چہرے پر تھوکا۔۔۔۔۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

سینوریٹا نے آگے بڑھ کر کی ٹانگ پر اسی جگہ وار کیا جہاں گولی کا زخم لگا تھا۔ درد کی ایک لہر ٹانگ سے نکلتی سارے جسم میں پھیل گئی تھی۔

"تم نے بلیک مونسٹر میں سوئے ہوئے درندے کو خود جگایا ہے اب اپنے کیے کے نتائج کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔" اس نے طنزیہ گرجدار آواز میں کہا اور اس کی گردن کو قبضے میں لیے اس موجود ایک مخصوص رگ کو دبایا۔ اس نے بلیک مونسٹر کو خود سے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی تھی لیکن اعصاب جلد ہی اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ بلیک مونسٹر نے غضبناک تیوروں سے اسے ایک نظر دیکھا اور اپنی زخمی ٹانگ سے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے باہر نکل گیا۔۔۔

وہ بلڈنگ کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیتا واپس بلیک مونسٹر کے پاس آیا جہاں وہ اُسے پریشانی اور غُصے کے ملے جلے تاثرات لئے ادھر سے اُدھر ٹہلتا دکھائی دیا۔

"کیا ہوا باس۔۔۔۔۔۔۔"

"کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔"

"کون، صنم۔۔۔۔۔؟ وہ حیران ہوا۔

"ہاں وہی حسینہ، ۔۔۔۔"،

بروک نے استہزایہ انداز میں کہا۔۔۔

"آج ریڈ روم میں کمانڈ میری اور کام تمہارا۔۔۔۔!!!!

بلیک مونسٹر نے بنا سوچے سمجھے اک فیصلہ لیا۔۔۔اور بروک کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"میں سمجھا نہیں؟؟؟

"بروک نے نا سمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"میں کمانڈ سنبھالوں گا۔۔جو کہوں گا آج ریڈ روم میں تم وہی ٹارچر کرو گے۔۔۔

اور تمہارا شکار ہو گا۔۔۔

"صنم۔۔۔۔!!!!

بروک نے حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

اسکی آنکھوں کی چمک مزید بڑھی۔۔۔

"باس پہلے اسکے جسم سے کھیل کر پھر ٹارچر کر سکتا ہوں۔۔۔بڑی حسرت ہے اسے چھونے کی؟؟؟

اس کے مکروہ چہرے سے کمینگی چھلک رہی تھی۔۔۔۔

وہ خباثت زدہ آواز میں بولا۔۔۔

جیسے ہی ریڈ روم کا دروازہ کھلا اور بروک اندر داخل ہوا۔۔۔

سینوریٹا فرش پہ بیہوش پڑی تھی۔۔۔

وہ سارا فاصلہ مٹاتے ہوئے اسکے قریب آیا۔۔۔

پیچھے سے دروازہ بند ہو گیا۔۔۔۔

بلیک مونسٹر کے ساتھ ساتھ بلیک ورلڈ کے سارے لوگ جنہوں نے اس روم میں ہونے والے ٹارچر کو دیکھنے کے لیے بکنگ کروائی تھی۔ وہ سب لائیو یہ شو دیکھنے لگے۔۔۔۔

اور سب اپنی اپنی ڈیمانڈ بتانے لگے۔۔۔

تبھی دھاڑ کی آواز سے ریڈ روم کا دروازہ کھلا۔۔۔۔۔

اور پائتھن تیز قدموں سے اندر داخل ہوا۔۔۔

اس نے بروک کو سینوریٹا پہ جھکے دیکھا تو اسکا فشار خون بلند ہوا۔۔۔۔

اسکی بھوری آنکھوں میں شرارے پھوٹنے لگے۔۔۔۔

"غداروں کی نا میرے دل میں کوئی جگہ ہے اور نا اس دنیا میں۔۔۔۔!!!

اس نے گن ہولسٹر سے گن نکالتے ہی اسکے سینے پہ چھ کی چھ گولیاں اتار دیں۔۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔ ٹھاہ۔۔۔!!!

کی آوازوں سے ریڈ روم گونج اٹھا۔۔۔۔

"دیکھ لیا ٹارچر تم لوگوں نے لائیو۔۔۔۔؟؟؟

وہ کیمرے کی طرف چہرہ کیے برفیلے لہجے میں پھنکارا۔۔۔۔

اور جھک کر سینوریٹا کو اٹھا کر اپنے شانے پہ ڈالا۔۔۔۔ وہ بیہوش اسکے شانے پہ لٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔

"تو ریڈ روم میں ٹارچر کرواتا ہے اور خون بہاتا ہے نا۔۔۔۔!!!

"آج میں تجھے کھلم کھلا چیلنج کرتا ہوں۔۔۔۔۔

"تیرا ٹارچر روم میں نہیں کھلی فضاء میں سرِ عام کروں گا۔۔۔ان فضاؤں کو تیرے گندے خون سے نارنگ دیا تو پائتھن نام نہیں میرا۔۔۔۔۔!!!

وہ سرسراتی ہوئی آواز میں بولا اور ایک تلخ نگاہ کمرے میں ڈالتے ہوئے شاہانہ چال چلتے ہوئے وہاں سے باہر نکل گیا۔۔۔

بلیک مونسٹر کا رنگ پھیکا پڑا۔۔۔۔

"بھلا ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی ٹائٹ سیکیورٹی کے ہوتے وہ اس بلڈنگ میں داخل ہو گیا۔۔۔؟؟؟؟

"اور اس بلڈنگ کے کمپیوٹرلاکڈ سسٹم کو ہیک کیے۔۔۔اندر داخل ہو گیا۔۔۔؟؟؟.

کئی سوال اسکے دماغ میں گردش کرنے لگے۔۔۔۔۔

"بلڈنگ کے سارے بیرونی دروازے بند کر دو۔۔۔۔اندر سے کوئی باہر نا نکل سکے۔۔۔۔۔۔

اس نے سرد لہجے میں فون پہ سب کو حکم جاری کیا۔۔۔۔

"پائتھن جانتا تھا وہ اسے وہاں سے کبھی باہر نہیں نکلنے دے گا۔۔۔ تبھی اس نے اپنے شارپ مائنڈ کا استعمال کرتے ہوئے۔۔۔

نیچے جانے کی بجائے اوپر ٹاپ فلور کا رخ کیا۔۔۔۔

جیسے ہی وہ سینوریٹا کو لے کر ٹاپ فلور پر پہنچا۔۔۔

اس نے بلند و بالا عمارت کی پچھلی سائیڈ سے نیچے جھانک کر دیکھا۔۔۔۔

جہاں جوزف بھوسے سے بھرا لیے موجود تھا۔۔۔۔

پائتھن نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر چھلانگ لگادی۔۔۔۔

وہ دونوں سیدھا اس ٹرک میں گرے۔۔۔۔

سوری لیٹ ہونے کے لیے۔ لکھ رہی تھی۔ ابھی لکھ کر پوسٹ کی مجھے صبح لکھنے کا وقت نہیں ملا تھا۔
کیسی لگی آج کی قسط ضرور بتایئے گا فرینڈز میں انتظار کر رہی #ناول: تم روح کی خواب گاہ
#قسط:26
#از قلم: حنا اسد
میری اجازت کے بغیر کاپی پیسٹ مت کیجیے شکریہ۔

جیسے ہی وہ دونوں ٹرک میں گرے، بلیک مونسٹر کے آدمی جوان کا پیچھا کرتے ہوئے ٹاپ فلور پہ آئے تھے اور کچھ گیٹ سے باہر نکلے تھے ہتھیاروں سمیت۔۔۔۔ انہوں نے پائتھن پہ فائرنگ شروع کردی۔۔۔۔

مگر ٹرک کافی رفتار سے چل رہا تھا۔۔۔ پائتھن نے دیکھا تو ٹرک میں گنز موجود تھیں۔۔۔۔ اس نے وہ گن پکڑ کر جوابی فائرنگ کی۔۔۔۔۔

اس کے آدمی گاڑیوں میں سوار ہو کر انکے ٹرک کو پیچھا کرتے ان پہ فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔ مگر پائتھن ان کے نشانوں سے بچتا رہا۔۔۔

جب انہیں کام بنتا نظر نہیں آیا تو انہوں نے بڑی رائفل سے ٹرک کے ٹائروں کا نشانہ لیا۔۔۔

ٹرک جو ایک بڑے پُل کے اوپر سے گزر رہا تھا۔۔۔ ٹائر برسٹ ہوتے اپنا توازن برقرار نا رکھ پایا۔۔۔

اور گھومتا ہوا پل سے نیچے موجود سمندر میں گرا۔۔۔

شام ہو چکی تھی، چاروں طرف اندھیرا پھیلنے لگا تھا جس کی وجہ سے بلیک مونسٹر کے ان آدمیوں کو سمندر میں گرا ہوا ٹرک اور وہ لوگ نظر نہیں آئے۔۔۔
وہ لوگ انہیں ڈھونڈھنے لگے۔۔۔

جبکہ پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے سینوریٹا اور پائتھن دونوں کافی آگے بہہ گئے تھے۔۔۔
جب ٹرک الٹا تھا تب پائتھن نے پانی میں گرتے ہی سینوریٹا کے بیہوش وجود کو اپنی بازوؤں میں بھر لیا تھا۔۔۔

اسے سوئمنگ اچھی طرح سے آتی تھی اسی لیے وہ تیرتا ہوا اسے اپنے ساتھ لیے ایک کنارے تک پہنچ چکا تھا ۔۔۔ اس نے سینوریٹا کو ریت پہ لٹا دیا اور خود ایک پتھر سے ٹیک لگائے بیٹھا سانس لینے لگا۔۔۔۔ اس ساری کاروائی میں وہ بہت تھک چکا تھا۔۔۔

اس نے دیکھا سینوریٹا ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسکے گال کو تھپتھپا کر اسے ہوش میں لانا چاہا۔۔۔۔

"سینوریٹا اٹھو۔۔۔۔۔۔۔۔!!!!

"حیدر۔۔۔!!!!!" وہ گھبرا کر اٹھی۔۔ اسکے سر میں شدید درد تھا۔ اٹھتے ہی اسنے سر تھام لیا۔۔ ہر سو اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔ اسنے ٹھٹھک کر آس پاس دیکھا۔۔

تو سامنے اسے بیٹھا پایا۔۔۔

وہ ہراساں نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔۔۔

"ت۔۔ تم نے مجھے اس جہنم سے نکال لیا؟؟؟؟

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"ہممم.....

اس نے فقط مختصر سا جواب دیا۔۔۔

"کیسے؟؟؟؟

"وہاں کا سیکیورٹی سسٹم۔۔۔؟؟؟؟

"اور آدمیوں کی فوج؟؟؟؟

اس نے پہ در پہ سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔۔۔

"ذوالقرنین حیدر کی سافٹ ویئر انجینئرنگ کب کام آئے گی۔۔۔۔۔؟؟؟

" کبھی کبھی اچھے کے لیے غلط راستے کا انتخاب بھی کرنا پڑتا ہے۔۔۔ میں نے اس کا سارا سسٹم ہیک کر لیا تھا

۔۔۔۔

وہ گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔۔

سینوریٹا کو ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی چیز اس کی کمر پہ کاٹ رہی تھی۔۔ اسے چبھن ہو رہی تھی۔۔۔۔

"پاُتھن۔۔!!!! سینزریٹا نے اس کو پکارا۔۔

"ہمم۔۔۔ کیا ہے؟"

وہ گہری سوچ میں گم تھا اسکی آواز پہ چونک کر بولا۔۔۔۔

"پاُتھن میری کمر پہ کچھ چبھن سی ہو رہی ہے۔۔۔۔ جیسے کوئی چیز کاٹ رہی ہے۔۔۔۔۔۔ وہ روہانسی آواز میں بولی۔۔۔۔

"!..Ok ....!Let me check"

اس نے سینوریٹا کی پشت اپنی جانب کی اور پیچھے سے اسکی شرٹ اٹھا کر کمر پہ دیکھا اندھیرے کی وجہ سے کچھ واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا، مگر چاند کی روشنی میں اس نے کچھ اندازہ لگایا۔۔۔

"سینوریٹا ہو سکتا ہے واٹر ورمز (پانی کے کیڑے) ہوں۔۔۔ ایسا کرو تم شرٹ اتار کر جھاڑ لو۔۔۔۔۔
اس نے اپنے تئیں اسے مشورہ دیا۔۔۔

"اففف۔۔۔۔ ایسے کیسے۔۔۔۔؟؟؟
اس کے چہرے پہ درد کے آثار نمایاں ہوئے۔۔۔
مگر اسکا مشورہ اسے پسند نہیں آیا۔۔۔

"ٹھیک ہے مت کرو پھر کیڑے تمہیں خودی کاٹ کھائیں گے مجھے کیا؟
وہ لاپرواہی سے شانے اچکا کر اسکے چہرے کا پھیکا پڑتا ہوا رنگ دیکھنے لگا۔۔۔

"اچھا تم اپنا چہرہ ادھر کرو"
اس نے منہ بسور کر کہا۔۔۔

"میں کیوں بات مانوں تمہاری۔۔۔۔؟؟؟

"میرا چہرہ میری آنکھیں۔۔۔ میری مرضی۔۔۔؟؟؟

وہ جان بوجھ کر اس کی کیفیت کا مزہ لے رہا تھا۔۔۔

"تم شروع سے ہی ایسے ڈھیٹ ثابت ہوئے ہو۔۔۔ آج کوئی نئی بات نہیں۔۔۔ زرا نہیں بدلے تم۔۔۔ اب نا کرنا چہرہ ادھر۔۔۔

وہ اپنی شرٹ اتارنے لگی تو پائتھن نے چہرے کا رخ دوسری طرف کر لیا۔۔۔

"آہ۔۔۔ہ۔۔۔ہ۔۔۔ہ۔۔۔!!!

سینوریٹا کی چیخ کی آواز سن کر پائتھن نے واپس چہرہ موڑا اور اسکی طرف دیکھا جو درد سے بلبلاتے ہوئے رونے لگی تھی۔۔۔

"پائتھن۔۔۔!!!

مجھے کسی چیز نے کاٹ رکھا ہے۔۔۔ دیکھو کیا ہے اسے کھینچ کر اتارو۔۔۔ ورنہ میں مر جاؤں گی۔۔۔ مجھے بہت ڈر لگتا ہے ایسے کیڑوں سے۔۔۔۔"

"ایک منٹ۔۔۔!!!!

یہ شرٹ دو مجھے۔۔۔۔"""""

اس نے سینوریٹا کے ہاتھ سے اسکی شرٹ سے اسکی کمر پہ چپکے ہوئے چھوٹے چھوٹے ورمز کو رگڑ کر اتارنے شروع کیا۔۔۔

"پائتھن۔۔۔۔ تم کچھ د۔۔۔ دیکھنا۔۔۔۔ مت۔۔۔ پلیز۔۔۔۔
گھبراہٹ میں آدھی ادھوری باتیں کرنے لگی, پھر وہ ایک دم۔سے کھڑی ہو کے اپنی جینز کو جھاڑنے لگی مگر کچھ نہیں گر رہا تھا۔ کبھی اپنے کندھے پر ہاتھ مارتی کبھی کمر پر۔ کب سے اس کی یہ حرکتیں دیکھتے ہوئے پائتھن کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔۔۔
اس نے ایک ہی جست میں سینوریٹا کا بازو کھینچ کے اسے واپس سمندر کی طرف لے گیا۔۔۔ پھر اسے سختی سے تھامے ہوئے کہا۔

ششششش۔اب ہلنا مت افق ورنہ ایک لگاؤں گا۔۔۔اس نے سینوریٹا کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے کہا۔۔وہ اس کے مضبوط حصار میں مچلی۔۔
۔حیدر!!!!...نہیں۔۔
پائتھن نے اس کے سفید کمر پہ نظر دوڑائیں۔۔ سینوریٹا حیا کے بارے اس کی قربت میں کسمسائی۔۔۔
"پائتھن پلیز!!!!افق نے آہستہ سے پکارا

ششش ریلیکس!!!! کچھ بھی نہیں ہو گا یار۔۔۔۔ پائتھن نے اسکی میدے جیسی سفید کمر کو سمندر کے پانی سے ہاتھ لگا کر دھونا چاہا تاکہ اس پہ چپکے ہوئے کیڑے اتر کر پانی میں بہہ جائیں۔۔۔۔

پائتھن کا ایک بازو اسکی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا۔۔۔ جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ اسکی کمر سہلا رہا تھا۔ سینورہٹا کا پورا جسم اس وقت گھبراہٹ سے کپکپا رہا تھا۔۔۔

چاند کی روشنی میں اس کا بے داغ بدن دمک رہا تھا۔۔۔

"مجھے پتہ نہیں تھا تمہیں بلیک کلر اتنا پسند ہے کہ تم نے باہر سے اندر تک سارا سامان ہی بلیک کلر کا پہن رکھا ہوتا ہے"

وہ اسکی کان کی لو کو نرمی سے چوم کر سرگوشی نما آواز میں بولا تو سینوریٹا کی تو یہ حالت تھی جیسے کاٹوں تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔۔

وہ شرم کے باعث خود کو زمین میں گڑھتا ہوا محسوس کرنے لگی۔۔۔

"تم بہت ہی واہیات باتیں کرنے لگے ہو"

وہ پلٹ کر غصے سے لال انگارہ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"اب اپنی بیوی سے واہیات باتیں نہیں کروں گا تو کیا پڑوسن سے کروں گا"

وہ اسکی حالت سے محظوظ ہوتے ہیں مسکرا کر بولا۔۔۔

"کر کہ تو دکھاؤ یہ جو تیکھی ناک ہے نا اسے ایک پنچ سے دو کر دوں گی۔۔۔۔

وہ دھمکی آمیز انداز میں بولی۔۔۔۔

جب پائتھن اسکے مرمریں نازک بدن کی رعنائیوں میں کھو رہا تھا۔۔۔۔

سینوریٹا نے جب اسکی نظروں کا ارتکاز محسوس کیا تو اناری چہرہ لیے سرعت سے رخ پلٹ گئی۔۔۔

"یہ لو میری شرٹ پہن لو۔۔۔ تمہاری تو ورمز سے بھری ہوئی تھی وہ میں نے پانی میں ہی بہادی۔۔۔

پائتھن نے اسے اپنی شرٹ اتار کر دی۔۔۔

سینوریٹا نے اسکے ہاتھ سے شرٹ لے کر پہن لی۔۔۔۔

وہ دونوں پانی سے باہر نکل آئے۔۔۔۔

"فی الحال ہمیں رات اسی جنگل میں گزارنی ہوگی، صبح ہوتے جب روشنی ہوگی تو کوئی راستہ ڈھونڈ کر یہاں سے نکلیں گے اور باقی سب سے رابطہ کریں گے"

وہ دونوں درختوں میں سے ہوتے ہوئے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔۔۔۔

"مگر اس جنگل میں کیسے رات گزاریں گے۔۔۔۔؟؟؟

"مجھے تو بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے پائتھن۔۔۔ اس نے اپنی دونوں بازوؤں کو اپنے سینے پہ لپیٹتے ہوئے کہا۔۔۔

"دیکھتے ہیں کچھ دیر اور چل کر شاید کوئی ٹھکانہ مل جائے۔۔۔۔۔

وہ دونوں جھاڑیوں کو ہٹاتے ہوئے اب ڈھلوان سے ہو کر آگے بڑھنے لگے۔۔۔

"پائیتھن میں تھک گئی ہوں۔۔۔۔"

وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر سانس لینے لگی۔

"وہ دیکھو۔۔۔۔ٹری ہاؤس۔۔۔۔(درخت پہ بنا گھر)

پائیتھن نے پگڈنڈیوں سے ہوتا ہوا ایک راستہ دیکھا۔۔۔جس کے سرے پہ ایک بڑا سا درخت تھا اور اس پہ لکڑی کا ایک ٹری ہاؤس بنایا گیا تھا۔۔۔۔

وہ دونوں ہمت مجتمع کیے لکڑی سے بنی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آئے۔۔۔۔

تو وہاں بھوسہ پڑا تھا۔۔۔اور شکار کے آلات وغیرہ بھی بکھرے پڑے تھے۔۔۔۔

وہ ٹری ہاؤس اوپر سے اوپن تھا، ایک سرد ہوا کے جھونکے نے اسکے وجود کو چھو کر استقبال کیا، وہ کپکپا اٹھی۔۔اس کے نم بال ہوا کے دوش پہ لہرانے لگے جنہیں سمیٹ کر اس نے اپنے شانے کی ایک طرف رکھ لیا۔۔پائیتھن کی شرٹ اسے کافی بڑی اور کھلی تھی۔اس نے اپنے ٹھنڈے پڑتے ہوئے ہاتھ شرٹ کی آستین میں چھپا لیے۔۔ بانہیں اپنی گرد لپیٹ لیں۔۔

اسنے نظریں اٹھا کر ٹری ہاؤس سے باہر دیکھا، مگر اگلے ہی لمحے دھک سے رہ گئی۔۔ چہار سو اندھیرا تھا مگر چاند کی چاندنی ہر سو پھیلی ہوئی اک فسوں خیز ماحول پیدا کر رہی تھی۔۔۔ ٹھنڈی ہوا کے باعث درختوں کے پتوں کی سرسراہٹ بخوبی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ زمین سے کافی اونچائی پہ تھے۔۔۔

"ہم کافی اونچائی پہ ہیں ؟؟؟

اس نے پلٹ کر پائتھن کو دیکھا۔۔۔

جو شرٹ لیس تھا اور اب اپنے گیلے شوز اور سوکس بھی اتار کر ایک طرف رکھ رہا تھا۔۔۔۔

"یہ اونچائی تو کچھ بھی نہیں محترمہ جب دسویں منزل سے چھلانگ لگائی تھی تب آپکو پتہ چلتا اونچائی کا۔۔۔۔! مگر آپ تو ہمیشہ عین موقع پہ ڈر کز لیے بیہوش ہو جاتی ہیں"

وہ اس کا مذاق اڑاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"زیادہ شوخے مت بنو۔۔۔

وہ اپنے بالوں شانے سے جھٹکتے ہوئے ناگواری سے بولی۔۔۔

"میری ایک مانو گے ؟

افق کچھ دیر بعد سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے پوچھنے لگی۔

"آگے کبھی کوئی ٹالی ہے جو ایسے پوچھ رہی ہو؟

وہ ابرو اچکا کر بولا۔

"بنا کوئی سوال کیے جو میں کہوں گی وہ کر لو گے۔۔۔۔؟؟؟

اس نے پھر سے سوال کیا۔

"کوئی شک؟؟؟؟

وہ سپاٹ انداز میں بولا۔

"یہ لو۔۔۔۔اسے پی لو"

اس نے اپنی جینز کی پاکٹ میں سے ایک شیشی نکال کر اسے تھمادی۔۔۔۔

پائتھن نے وہ شیشی لے کر اسکا ڈھکن کھولا اور بنا کوئی سوال کیے اس بوتل کو منہ سے لگا لیا۔۔۔۔

اسے اپنا سر بھاری ہوتا ہوا محسوس ہوا آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔۔

سارے بدن میں عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی۔۔۔۔۔

وہ اپنے قدم جمانے میں ناکام رہا۔۔۔اور ڈھیلے پڑتے وجود سے بھو سے پہ گرا۔۔۔۔

"پائتھن۔۔۔۔؟!!

سینوریٹا بھاگنے کے انداز میں پانچ قدم کا فاصلہ مٹاتے ہوئے اسکے قریب آئی۔۔۔

مگر پائتھن کی آنکھیں بند تھیں۔۔۔۔

وہ اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر بیٹھ گئی اور اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے رونے لگی۔۔۔۔

"تم میری زندگی کا سب سے خوبصورت باب ہو ذولقرنین حیدر"
اس نے اپنے جلتے ہوئے لب اسکی صبیح پیشانی پر رکھ دیئے۔۔۔۔

اور لکڑی کی بنی ہوئی دیوار سے ٹیک لگالی۔۔۔دو گھنٹے ہو گئے تھے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئے۔۔۔اب سینوریٹا تو تشویش ہونے لگی کچھ غلط ہونے کا احساس اسے کچوکے لگانے لگا۔۔۔۔

!!!wake up Pithon

!!!please. wake up

آنکھیں کھولو پائتھن۔۔ سینوریٹا نے اسے کندھوں سے ہلا کے اسے اٹھانا چاہا۔
پائتھن کی آنکھیں دھیرے دھیرے کھلنے لگیں۔۔۔

صنم!!!!...ذولقرنین حیدر نے سرگوشی میں غائب دماغی سے اس کا نام پُکارا پھر اس کے چہرے پہ لیٹے ہوئے اپنی انگلیاں پھیری۔۔

میں یہیں ہوں! سینوریٹا نے اسکی انگلیاں تھام کر اپنے لبوں سے لگائیں۔۔۔ اور نم ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"تم ٹھیک ہو نا پاٸتھن۔۔۔۔؟؟؟

وہ سوالیہ انداز میں بولی۔۔۔

"ہاں میں بلکل ٹھیک ہوں،، تم رو رہی کیوں رہی ہو کیا ہوا؟؟؟؟ اسے کندھوں سے تھام کے بیٹھ گیا اور پھر پوچھا۔۔

وہ پاٸتھن!!!! وہ حیدر! میں نے تمہیں اینٹی ٹوڈ دیا تھا تاکہ تمہارے اندر موجود سانپ کے زہر کا اثر ختم ہو جائے۔۔۔۔ مجھے لگا میرے ہاتھوں سے کچھ غلط ہو گیا ہے۔۔۔۔ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاتی۔۔۔۔ وہ روہانسے لہجے میں بولی۔۔۔۔

"کچھ نہیں ہوا مجھے دیکھو میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اگر تمہارے ہاتھوں سے زہر پی کر مر جاتا تب بھی مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں ہوتا۔۔۔"

اس نے روتی ہوئی افق کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے اوپر جھکایا۔۔۔ آج پھر سے ایک بار اس کے آنسو ذولقرنین حیدر کی آنکھوں میں گر کر قید ہو گئے تھے۔۔۔۔

ششششش۔۔

"اب بس کرو صنم۔۔۔ دیکھو میں زندہ سلامت تمہارے پاس ہوں۔۔

"مگر۔۔۔ اس نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے تھے۔۔۔۔

"نو اگر مگر۔۔۔ اب اگر بولی تو لپس لاک کر دوں گا۔

پائتھن کی اس دھمکی پہ افق جو زور و شور سے رو رہی تھی ایک دم سے خاموش ہوئی پھر اس کے حصار سے نکلنے لگی تو پائتھن نے اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ اس کی اتنی سی قربت اس کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔۔

اس گھنی مژگانیں عارضوں پہ سایہ فگن لرزنے لگیں۔۔۔

پائتھن اسکے چہرے سے چھلکتے ان دھنک رنگوں کے اس حسین امتزاج کو دیکھ کر مسمرائز ہوا۔۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کو اپنی اوڑھ کھینچ لیا۔۔۔ اب وہ پائتھن کے بائیسیپس والے سفید بازو پہ سر رکھے اسکے پہلو میں لیٹی تھی۔۔۔ اس نے سینوریٹا کی کمر کے گرد اپنی دوسری بازو کا حصار بنایا۔۔۔ جس سے افق کی سانسیں منتشر ہوئیں۔۔ پائتھن کا چہرہ اس کے چہرے کے بلکل نزدیک تھا, اس کی گرم گرم سانسوں سے افق کا چہرہ جھلسنے لگا۔۔۔۔۔

"آج سارے وعدے وعید، حدود و قیود توڑنے کا دل کر رہا ہے۔۔۔ وہ فسوں خیز آواز میں بولا۔

"توتوڑ دو۔۔۔ روکا کس نے ہے؟؟؟؟

افق کے لبوں سے آواز نکلی۔۔ اس کے تھرتھراتے ہوئے نازک پنکھڑیوں سے لب دیکھ کر پائتھن کو اپنے اوپر بند باندھنا مشکل لگ رہا تھا وہ دھیرے سے اس کے اور نزدیک ہوا۔۔

سینوریٹا میری آنکھوں میں دیکھو!!!! پائتھن نے سرگوشی کی۔۔

اس نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔

"افق دیکھو۔۔۔

افق نے اسکی گرفت میں موجود کانپتے ہوئے اپنی ذرا سی نظریں اس کی طرف اُٹھائیں جو وارفتگی سے اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔۔

"سینوریٹا بن کر میرا ساتھ دو گی؟؟؟

"یا ڈری سہمی، گھبرانے والی افق بن کر شرماتی رہو گی؟؟؟

وہ ذو معنی انداز میں بولا تو سینوریٹا نے شرم کے باعث اپنے سرخیاں چھلکاتے ہوئے چہرے کا رخ موڑ لیا۔۔۔۔

"تنگ مت کرو"

وہ آہستگی سے بولی۔۔۔

"ابھی تو شروع بھی نہیں کیا، تم ابھی سے ڈر گئی۔۔۔۔؟؟؟

وہ اس کے کان کی لو کو دانتوں سے ہلکا سا کاٹ کر بولا اور جھٹکے سے اسکے دونوں ہاتھوں کی کلائیاں جکڑ کر اسکے سر کی جانب رکھ کر اس پہ قابض ہوا۔۔ وہ اس افتاد پر اپنی سانس روک گئی۔۔ اس افتاد پہ افق کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔۔

"توڑنا چاہتے ہو مجھے؟

وہ گہری نظروں سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے دھیمے سے بولی۔۔۔

"توڑنا نہیں جوڑنا۔۔۔۔

"تمہارا نصیب اپنے نصیب سے۔۔۔ تمہاری سانسیں اپنی سانسوں سے۔۔۔ تمہاری روح کو اپنی روح سے۔۔۔"

وہ اسکی گردن پہ ناک رگڑتے وہاں سے اسکے بال پیچھے کھسکاتے اپنے دہکتے ہوئے لب اسکی صراحی دار نازک سی گردن پر رکھ کر جابجا اپنے پر حدت لمس چھوڑنے لگا۔۔۔۔

افق کی دل کی دھڑکنوں میں اتھل پتھل ہوئی۔۔۔۔ اور سانسوں کی مالا ٹوٹنے بکھرنے لگی۔۔۔۔ وہ کان کی لووں تک سرخ ہونے لگی۔۔۔۔

"بے شک مجھے توڑ دینا، مگر کبھی مجھے چھوڑنا نہیں"

اسکے دل میں دبی آس الفاظ بن کر اسکے لبوں پہ آئی۔۔۔۔

"جو امتحان لینا ہو گا لے لینا کبھی مایوس نہیں کروں گا۔۔۔۔"

اسکے ہاتھ افق کی شرٹ کے بٹنوں کو کھولنے میں مگن دیکھ کر اسکی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلیں ۔۔۔۔اسکے تیور اور بڑھتی ہوئی خماری دیکھ وہ سٹپٹا کر نظریں جھکا گئی۔۔۔۔

"بہت خواہش تھی تمہیں ہمارے رشتے کی خوبصورتی کا احساس دلانے کی۔۔۔۔ تمہیں یہ شدت اور میرا ساتھ قبول ہے۔۔۔؟؟؟
وہ بھاری لہجے میں کہتا اسکی کانپتی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھانے لگا۔۔

"بہت خواہش تھی تم پر اپنا حق جتانے کی۔۔ تمہیں میرا عشق و جنون قبول ہے۔۔۔؟؟؟
دونوں کی پیاسی نگاہیں ایک دوسرے سے ابجھتے ہوئے سیراب ہو رہی تھیں۔۔

"بہت خواہش تھی لمحہ بہ لمحہ تمہاری روح میں اتر جانے کی۔۔
تمہیں یہ رات اور ملاپ قبول ہے۔۔۔؟؟؟"

پائتھن خمار زدہ آواز میں بولا تو سینوریٹا نے حیا بار نظروں سے دیکھتے ہوئے اسکے دل کے مقام پر تھر تھراتے ہوئے لب رکھتے اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔۔۔

"ہماری محبت اور قبولیت کا خدا، اور یہ چاند گواہ ہے"
وہ شرٹ کو اسکے کاندھے سے سرکاتے وہاں اپنے لبوں سے مہکاتے ہوئے طلسم زدہ آواز میں بولا۔۔۔۔

"دیکھو آج یہ چاند ستارے ہمارے ملن پہ باراتی بن کر آئے ہیں۔۔۔ وہ اسے کھلے آسمان پہ ٹمٹماتے ہوئے ستاروں کی طرف اشارہ کیے بوجھل آواز میں بولا۔

سینوریٹا اپنے شانے سے سرکی ہوئی شرٹ کو درست کرتی اسکی ڈھیلی پڑی گرفت سے نکلتے ہوئے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔۔۔۔

"کہاں چلی محترمہ؟" پائتھن نے اچانک اسکی کلائی پکڑ کر واپس اپنی طرف کھینچا وہ لڑکھڑاتی کچی ڈال کے مانند واپس اسکے چوڑے شرٹ لیس سینے سے لگی۔۔
"م۔۔۔ مجھے واش روم جانا ہے"

???...Oh... hhhh.... Really

وہ ابرو اچکا کر سوالیہ انداز میں بولا۔۔۔

"واش روم جانے کی ضرورت تو صبح ہو گی جاناں۔۔ اتنی جلدی کیوں؟؟؟"

وہ شرارت آمیز انداز میں بول کر اسے سٹپٹانے پہ مجبور کر گیا۔۔۔

"حیدر۔۔۔۔!!!

"......I will kill you"

وہ اسکے سینے پہ مکے برساتے ہوئے خفگی سے چلائی۔۔۔۔

"رومینٹک موڈ کا ستیاناس مارنا تو کوئی آپ سے سیکھے۔۔۔۔ پائتھن نے خفگی سے کہتے تاسف سے سر ہلایا۔۔۔

"اور باتوں سے بہلا پھسلا کر اپنے دام میں پھنسانا کوئی تم سے۔۔۔!!!

وہ دو بدو ناک سکوڑ کر دلکش ناز و ادا سے بولی۔۔۔۔

"اچھا تو میں نے تمہیں اپنی باتوں سے پھنسا لیا تھا۔۔۔۔؟؟؟

وہ کڑے تیوروں سے گھورتے ہوئے بولا۔

"ہاں تو اور کیا۔۔۔۔!!! مجھ جیسی معصوم دیکھو پھنسنے بھی لگی تھی اگر۔۔۔۔۔!!!

وہ بولتے ہوئے رکی۔۔۔۔

"اگر کیا۔۔۔؟؟؟

پائیتھن نے سوال کیا۔

"اگر وہ نا آتا"

وہ زور سے کھل کر کھلکھلائی۔۔۔اس کی کھکھلاہٹوں کی کھنکھتی آواز کی بازگشت یوں لگی جیسے کہیں بجتی نقرئی گھنٹیوں کی جلترنگ۔۔۔۔

وہ اسکی شفاف ہنسی پہ دل میں صدقے واری گیا۔۔۔۔

سینوریٹا نے سوکھی گھاس ہاتھوں میں بھر کر شرارت سے پائیتھن کے چہرے پر اچھالی۔۔۔۔

جواباً وہ دل سے مسکرایا۔۔۔۔

"اچھا جاؤ"

اس نے اجازت دی۔۔۔توافق اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

رات کے سناٹے میں اس گھنے جنگل میں دور سے کہیں جنگلی جانوروں کی عجیب و غریب آوازیں سنائی دیے رہی تھیں۔۔۔۔

"تم نہیں چلو گے؟

وہ پلٹ کر بولی کیونکہ اندر سے وہ جنگلی جانوروں کا سوچ کر ڈر چکی تھی۔۔۔

"Are you sure"???

پائتھن نے آنکھ ونگ کیے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

"تم اپنا منہ دوسری طرف رکھنا",

وہ دانت کچکچا کر بولی۔

"یار کتنی دفعہ کہا ہے میرا منہ میری مرضی۔۔۔!!!

"آگے تمہاری مرضی۔۔۔ساتھ لے کر جانا چاہتی ہو یا نہیں۔۔۔

وہ چہرہ سپاٹ کیے بولا۔۔۔ مگر دل ہی دل میں اسکی پتلی حالت کا حذ اٹھا رہا تھا۔۔۔۔

"اچھا چلو"اس نے ہی ضد چھوڑ دی۔۔۔اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔۔۔

دونوں وہاں سے اتر کر گھنے جنگل کی طرف آئے تو پائتھن ایک جگہ پہ کھڑا ہو گیا اور سینوریٹا کو آگے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آئی۔۔۔۔

"پائتھن۔۔۔۔!!!

وہ واپس ٹری ہاؤس کی طرف بڑھ رہے تھے تو اس نے ایک بار پھر اسے مخاطب کیا۔۔۔

"ہممم۔۔۔۔

"مجھے بھوک لگی ہے"

اس نے اپنے کل سے خالی پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔

کل سے اس نے کچھ کھایا پیا نہیں تھا اب اسے بھوک لگ رہی تھی۔۔۔۔

".....Not again"

وہ بیزاری سے بولا۔

"یار اس جنگل میں کہاں سے لاؤں کھانا"؟؟؟

اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"فرہاد نے شریں کے لیے نہر کھودی تھی۔۔۔

اور ایک تم ہو، جو اپنی عاشقی کا دعویٰ کرتے پھرتے ہو۔۔۔۔ زرا سا کھانا نہیں کھلا سکتے۔۔۔۔۔

"اچھا تو پھر تم سوھنی بن جاؤ اور میں مہینوال۔۔۔ تمہیں اپنی تھائی سے گوشت اتار کر اسکے کباب بنا کر کھلاتا ہوں۔۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔ اب مجھے اتنی بھی بھوک نہیں لگی۔۔۔۔

افق ڈر کر ایسے اچھلی جیسے اسے چار سو چالیس والٹ کا کرنٹ لگا ہو۔۔۔۔

"اففففف۔۔۔۔ انسانی گوشت کون کھاتا ہے۔۔۔!!!

وہ ہراساں نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"میں نے سنا ہے انسانی گوشت بہت مزے کا ہوتا ہے۔۔۔ ٹرائی کرو نا اپنے عاشق کا گوشت۔۔۔۔۔"

وہ اب درخت سے لٹکی ہوئی شاخیں کھینچ کر اتارتے ہوئے ان کا گھٹا بنا رہا تھا آگ جلانے کے لیے۔۔۔۔

"ابھی اس پہ تمہیں اپنا گوشت روسٹ کر کہ کھلاتا ہوں۔۔۔۔

"بس کرو حیدر۔۔۔۔ چلو یہاں سے۔۔۔ میری بھوک مر گئی ہے۔۔۔۔",

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچنے لگی اور واپس ٹری ہاؤس کی طرف جا رہی تھی۔۔۔۔۔

پائتھن کا قہقہ جنگل میں گونجا۔۔۔۔

وہ واپس اوپر آئے تو پائتھن وہاں پڑے بھوسے پہ گرنے کے انداز میں لیٹ گیا۔۔۔۔

جبکہ افق سامنے کھڑی انگلیاں چٹخانے لگی وہ آنے والے لمحات سے خوفزدہ تھی۔۔۔۔

"مجھے بھی بہت بھوک لگ رہی ہیں تمہیں سارا کا سارا کھا جانا چاہتا ہوں آج۔۔۔۔"

اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے اوپر گرایا۔۔۔۔

"آج تمہاری سانسوں کو پی جانا چاہتا ہوں۔۔۔

اس نے اپنی ستواں ناک سینوریٹا کی ناک سے جوڑتے ہوئے اسکی مہکتی ہوئی سانسیں اپنے اندر کھینچ لیں۔۔۔۔ تو سینوریٹا نے بھی اس کی سانسوں کو اپنے پور پور میں جذب ہوتا محسوس کیا۔۔۔۔

"تم واحد ہستی ہو میری دنیا کی جس سے میں نے بے تحاشا، بے پناہ محبت کی ہے، آج اس محبت کو تم پہ جی جان سے لٹانا چاہتا ہوں۔۔۔ محسوس کرو میری شدتوں کو"

وہ اسکے چہرے کے نقش کو اپنی پوروں سے سہلاتے ہوتے مدھم آنچ دیتے لہجے میں بولا۔

سینوریٹا نے آنکھیں زور سے میچ لیں۔۔۔۔

????...Are you agree"

جیسے ہی اس نے اپنا بھار اس کے نازک سراپے پہ منتقل کیا۔۔۔ سینوریٹا کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی اور اسکے بھاری وجود تلے سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی دل تھا کہ سوکھے پتے کی مانند کپکپا رہا تھا۔۔

"I don't know۔۔????"

وہ شرم سے دوہری ہوتے ہوئے خود میں سمٹ کر رہ گئ۔۔۔۔۔

"صاف صاف بتاؤ یار۔۔۔ ہاں یا نا۔۔۔"

اس نے جان بوجھ کر اسے بولنے پہ اکسایا حالانکہ وہ جان چکا تھا اسکی رضامندی۔۔۔۔۔

پائتھن نے اپنی بئیرڈ اسکے گلابی رخساروں پر رگڑتے ہوئے کہا تو اس کی سانسیں رک گئی۔۔

"آج اپنے دل کی سنو۔۔" وہ جھجھک کر کہتی اسکے سینے میں چھپنا چاہتی تھی مگر اس نے یہ بھی کوشش ناکام کر دی۔۔

"مگر مجھے تمہارے دل کی سننی ہے۔۔۔۔"

وہ اسکی انگلیوں میں انگلیاں پھنسائے طلسم زدہ آواز میں بولا۔۔۔۔ اسکے الوہی جذبات کی آنچ اسے خاکستر کیے دے رہی تھی۔۔۔۔

دونوں کی محبت کا جادو ایک دوسرے کے سر چڑھ کر بولنے لگا۔۔۔۔۔

رفتہ بہ رفتہ اسکی فرار کی راہیں مسدود ہوتی جا رہی تھیں، اور سینوریٹا کی دھڑکنیں منتشر ہوتی جا رہی تھیں۔۔

"میری شدتوں کو برداشت کرنا تمہارے پیار کا امتحان ہے۔۔۔ اس پہ ثابت قدم رہنا ڈگمگا مت جانا۔۔۔۔۔ وہ اسکے تھرتھراتے ہوئے لبوں کو اپنے فوکس میں لیکر جھک گیا۔۔

وہ اسکے جنون پہ مچل اٹھی۔۔ مگر پائتھن نے مسکراتے اسکے نازک ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں جکڑ لیا اور اسکی مخروطی انگلیوں پر گرفت مزید بڑھادی۔۔۔

وہ اس شدت اور بھاری بوجھ تلے کانپنے لگی۔۔ جوں جوں وقت گزر رہا تھا اسکی شدتوں میں کمی کی بجائے مزید جنونیت چھلکنے لگی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسکی جان لیوا قربت پہ مرنے والی ہوگئی تھی۔۔۔ اسکی سانسوں کو ڈوبتا ہوا دیکھ پائتھن نے مسکراتے اسکے ہونٹوں کو آزاد کیا۔۔ وہ گہرے سانس لینے لگی۔

"میں مر جاؤں گی حیدر۔۔۔۔ !!!

وہ گہرے سانس لیتے ہوئے آنکھیں میچے ہوئے بولی۔۔۔۔

"ری لیکس یار کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔"

"تمہاری سانسیں تمہارا یہ وجود میرے لیے بہت قیمتی ہے، اسے اپنی محبت کی شدتوں سے سینچوں گا، مجھ پہ بھروسہ رکھو۔۔۔۔"

اس نے بوجھل آواز میں اسکے کان کے قریب چہرہ کیے کہا۔۔۔۔

"یہ تمہارے دل کی دھڑکنوں کی آواز ہے یا میرے"

سینوریٹا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔۔۔۔

اس خاموشی میں ان دونوں کے تیز دھڑکتے دلوں کی دھڑکن کی صدا واضح سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔

"دونوں کی دھڑکن ایک ہونے کا وقت ہے سینوریٹا۔۔۔۔"
آہستہ سے اپنے ہونٹ اسکے ہونٹوں پر رکھے۔۔ وہ اسکے مضبوط تنگ بازوؤں کے حصار میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔۔

وہ مسکرایا اس سے ڈرتے ہوئے اسی کی پناہوں کا سہارا لینے پہ۔۔۔"۔
اسکی آنکھوں سے نکلنے والے موتیوں کو پائتھن نے اپنے لبوں سے چن لیا۔۔۔ اور اسکی پیشانی پہ اپنے لب رکھتے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔۔۔ وہ اسکی جذبے لٹاتی ہوئی آنکھوں کی تاب نالا پائی۔۔ اسی کی نرم گرم آغوش میں سکون پاتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔۔

پائتھن کی دلربا سلگتی ہوئی قربت میں وہ پگھل چکی تھی، اس کی میٹھی میٹھی پیار بھری سرگوشیاں اسکے کانوں میں رس گھول رہی تھیں۔۔۔۔
پیار کا اظہار اس خاص انداز اور نرمی سے کیا جاتا ہے، اس نے آج محسوس کیا تھا۔۔۔ وہ کیسے اسے نازک کانچ کی گڑیا کے مانند نرمی سے چھو رہا تھا۔ جیسے ذرا سی غفلت سے وہ کانچ کی گڑیا چھنک کر ٹوٹ جائے گی۔۔۔۔ سینوریٹا کو آج اپنا آپ اسکی شدتوں اور جسارتوں پہ معتبر محسوس ہوا۔۔۔
"اتنا مجھے پیار نا دو وحیدر کے تمہارے بنا مر جاؤں"""""
وہ اسکے سینے پہ سر رکھے بھاری آواز میں بولی۔

"بے شک ہمارے وجود کا ملن آج ہوا ہے مگر ہمارے دل وروح بہت پہلے سے ہی ایک ہو چکے تھے۔۔۔ اس بار ہم جدا ہونے کے لیے نہیں ایک ہوئے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک مضبوط بندھن میں بندھ گئے ہیں"

وہ فسوں خیز آواز میں بولا تو سینوریٹا نے اسکی بانہوں میں اپنا آپ ہار دیا۔۔۔

صبح جیسے ہی سورج کی تیز روشنی اس پہ پڑی تو سینوریٹا نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولیں،، اس نے اٹھنا چاہا مگر اس کا بازو اسکی کمر کے گرد حمائل تھا اور بھاری ٹانگ بھی اسکی ٹانگوں پہ تھی۔۔۔ اس نے اچھے سے بیدار ہوتے ہی ٹھٹھک کر پیچھے مڑ کر دیکھا وہ اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیے اس پہ پوری طرح اپنی گرفت جمائے گہری نیند کی وادیوں میں گم تھا۔۔۔۔۔ سینوریٹا نے ایک نگاہ اپنی کمر کے گرد اسکے بائیسیپس والے بازو پہ ڈالی ۔۔۔ اس نے پائتھن کا بازو پیچھے ہٹانا چاہا مگر اسکی نیند میں بھی پکڑ اتنی مضبوط تھی۔۔۔ کہ وہ اپنے آپ کو آزاد نا کروا سکی۔۔۔ یہ اٹھے گا تو ہی مجھے چھوڑے گا"

سینوریٹا نے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے اپنے چہرے کا رخ اس کی جانب کیا تو اسکی سلگتی ہوئی سانسیں اسکے چہرے کو جھلسانے لگیں۔۔۔

"حیدر۔۔۔۔!!!!۔"

سورج سر پہ چڑھ آنے کا احساس کرتے اس نے حیدر کا گال تھپتھپاتے پیار سے پکارا پر دوسری جانب سے جواب ندارد۔۔۔

"پائتھن اٹھ بھی جاؤ۔۔۔ بہت دیر ہو گئی ہے اس جنگل سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈھنا ہے ابھی۔"

اس نے ذوالقرنین حیدر کے شانے سے ہلاتے پھر سے ایک کوشش کی جس پر وہ کسمساتے ہوئے اسے اپنے ہاتھ سے جھٹکا دے کر اپنے اوپر گراتے بازوؤں میں بھر گیا۔۔۔۔۔

"کیا ہے یہ ؟؟؟

"پہلے تو کبھی اتنا نہیں سوئے آج کیا مسلہ ہوا ہے اٹھ بھی جاؤ نا"

وہ اسکی گرفت میں جھٹپٹاتے ہوئے بولی۔۔۔

"جو نشہ تمہاری قربت میں ملا ہے، وہ دنیا کے کسی نشے میں نہیں تھا۔۔۔ اسی لیے اب تک اسی نشے میں مدھوش ہوں"

وہ بوجھل آواز میں بولا تو سینوریٹا اسکے جذبات کی آنچ کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں جھکا کر لرزنے لگی۔۔۔۔

پائتھن نے اس کے چہرے پہ بکھری لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے اس کے گلابی ہوتے گال پہ لب رکھ کر انہیں اپنی بیئرڈ سے سہلایا۔ وہ اس کی بئیرڈ کی چبھن سے مچل اٹھی۔

"تمہاری یہ شکل دیکھ کر لگتا نہیں تھا کہ تم اتنے بے شرم نکلو گے۔"

اس نے پائتھن کی نظروں کا ارتکاز محسوس کیے فورا شرٹ کے بٹن بند کیے۔۔۔

"بے شرمی کا کونسا سرٹیفیکیٹ ملتا ہے؟ یہ تو مقابل موجود شخصیت کو دیکھ کر اپنے آپ ہو جاتی ہے۔۔۔ تم نے بہکایا تھا مجھے۔۔۔ اپنے ہوشربا سراپے سے۔۔۔ الزام میرے سر پر نا لگاؤ".

پائتھن نے اس کی کان کی لو کو اپنے دانتوں تلے دبایا۔۔۔

جس سے اس کی ماتھے پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"ہاں اتنے تم معصوم اور بہک جانے والے۔!!!! اٹھونا"

وہ اسے جگانے کی بھرپور کوشش کررہی تھی، مگر وہ اپنی پوزیشن سے ٹس سے مس نہ ہوا۔۔ اس نے بنا کوئی تاثر دیئے واپس آنکھیں موندتے اسے خود میں زور سے بھینچ لیا۔۔۔۔

"حیدر چھوڑو مجھے ورنہ کاٹ لوں گی سچی۔"

اس نے منمناتے ہوئے کہا پھر بات نا بنتے دیکھی تو آخر میں دھمکی دے ڈالی۔۔۔۔۔

"ان قربت کے لمحوں کو اور محسوس کر لینے دونا۔۔ نجانے پھر یہ لمحہ ملے نا ملے۔

وہ ذومعنی انداز میں بولا۔۔ پھر اس کے گرد ایک مضبوط حصار باندھتے اپنا چہرا اس کی گردن میں چھپا کر گہرا سانس بھرا۔ بیئرڈ والا گال اس کی گردن پر سہلایا۔۔۔ اور وہاں اپنے سلگتے لب رکھ کر آنکھیں موند لیں۔۔۔۔

"فضول باتیں مت کیا کرو اٹھو پلیز۔"

اس نے دوبارہ اپنی جانب سے کوشش کی پر حیدر کو ہنوز ویسے ہی آنکھیں موندے پایا۔ اس نے اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی تو۔۔ وہ واپس اپنی منمنانیوں پر اتر آیا تھا اس نے دونوں ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کر اسے دور کرنا چاہا جس پر پائتھن نے مسکراتے ہوئے اپنا حصار مزید تنگ کیا اور والہانہ نگاہیں اس کی چہرے پہ ٹکاتے اس

کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے لبوں سے چھوا۔ وہ اسے دوبارہ رات والی حالت میں آتا دیکھ پریشانی سے لب دانتوں تلے دبا گئی۔

"پائتھن پلیز بس کرو۔"

اس نے کچھ جھجھکتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اتنی جلدی کس چیز کی ہے یار، بس کچھ دیر اور۔۔۔۔۔"

وہ اپنی انگلی سے اسکی تھوڑی کو اوپر اٹھاتے زرا ڈپٹنے کے انداز میں بولا۔۔۔۔۔

پھر واپس اپنا چہرا اس کے بالوں میں چھپا لیا اور اس کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارنے لگا۔۔۔۔۔

"م۔۔۔مجھے بھوک لگی ہے حیدر۔۔۔۔"

اسے دوبارہ سے رات والے موڈ میں آتا دیکھ کر اب کی بار سینوریٹا کے صبر کا پیمانہ چھلکا۔۔۔۔اس کے بائیسیپس پہ دانتوں سے کاٹ لیا۔۔۔۔

مگر وہ بنا ہلے وارفتگی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

"بے شرمی کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں تم نے۔"

اس نے شرم سے سرخ پڑتے چہرے سمیت دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

"نا بے شرمی کے ریکارڈ توڑے نہیں بلکہ نئے ریکارڈ قائم کرنا چاہتا ہوں تم مچھلی کی طرح ہاتھوں سے پھسلتی جا رہی ہو۔۔۔۔مگر ابھی مچھلی کو یہ نہیں پتہ وہ کس کے ہاتھوں میں ہے،

وہ اس کی سرخ ناک کو لبوں سے چھوتے اسکی دھڑکنیں منتشر کر گیا۔ اس کا نرم گرم سلگتا لمس سینوریٹا کو سٹپٹانے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ اپنے خرافاتی دماغ میں کچھ سوچتے شرارت سے مسکرائی۔۔۔ جس سے اس کی آنکھیں بھی شرارت سے چمکنے لگیں تھیں۔۔۔ اس نے اپنے بالوں کو اکٹھا کیے اسکے کان میں لگایا۔۔۔ جسکی چبھن سے اس نے جھٹ آنکھیں کھولیں۔۔۔

"آہ۔۔۔۔ہ۔۔۔ہ۔۔

پائتھن نے اسکی شہ رگ پہ دانت گاڑھے تو وہ جھٹپٹاتی ہوئی چلائی۔۔۔۔

"اچھا چلو ابھی کے لیے معاف کیا۔۔۔ جاو"

اس نے اپنی گرفت اسکے گرد سے ڈھیلی کر دی۔۔۔ تو سینوریٹا اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور ایک توبہ شکن انگڑائی لی۔۔۔۔ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اسکے وجود سے ٹکرایا تو اسکے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔۔۔

اس نے دیکھا چاروں طرف گھنے درخت، اور سبزہ ہی سبزہ تھا۔ تازہ ہوا اور لہلاتے درخت بہت بھلے معلوم ہو رہے تھے۔۔۔۔

وہ دونوں ٹری ہاؤس سے نکل کر نیچے آئے۔۔۔۔۔

پائتھن آگے آگے چلنے لگا تو سینوریٹا اسکے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔ اس نے درخت سے لٹکی ہوئی ایک شاخ توڑی اور اسے ہاتھ میں جھلاتے ہوئے چلنے لگی۔۔۔۔

اسکی نظر اچانک روشنی میں پائتھن کی شرٹ لیس باڈی پہ پڑی تو اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔۔ وہ پتھرائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

"پائتھن۔۔۔۔!!!!

"ی۔۔۔یہ۔۔۔نشان۔۔۔۔تو بالکل۔۔۔بلیک مونسٹر جیسا ہے۔۔۔۔۔"!

سینوریٹا نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا اور اپنی جگہ ساکت سی کھڑی رہ گئی۔۔۔

پائتھن نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔

"کیا کہہ رہی ہو؟"

اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ جو نشان تمہارے جسم پہ ہے بالکل ویسا ہی بلیک مونسٹر کے بھی تھا۔۔۔م۔۔۔میں۔نے خود دیکھا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر کے لیے وہ بھی سوچ میں پڑ گیا۔۔۔اس کے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔۔۔اور اپنے والد ہارون صاحب کی باتیں دماغ میں گردش کرنے لگیں۔۔۔

اس نے پلکیں جھپک کر خود کو نارمل کیا۔۔۔مگر خاموش رہا۔۔۔۔

"کیا تم اس بارے جانتے ہو کچھ۔۔۔۔؟؟؟

وہ ابھی تک حیرت میں مبتلا تھی۔۔۔۔۔تبھی استفسار کیا۔

"بعد میں بتاؤں گا۔۔۔ اس نے فی الوقت اسے ٹالنا چاہا۔۔۔ تبھی بات بدلتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"تم نے بھی تو نہیں بتایا کہ پیار کرتی ہو مجھ سے یا نہیں۔۔۔۔"

"بتادوں گی اتنی جلدی بھی کیا ہے" وہ نخرہ دکھاتے ہوئے ادا سے بولی۔۔۔۔

"یہ جلدی ہے؟؟؟؟

"چار سال ہماری دوستی میں گزرے اور پانچ سال ہماری شادی کو ابھی تمھیں یہ جلدی لگتی ہے"

وہ تلملا اٹھا اسکے جواب پر۔۔

"اچھا پہلے تم اظہار کرو"

وہ درخت سے ٹیک لگائے بولی۔۔۔۔

"یار ساری رات جو تھا وہ میرے پیار کا اظہار ہی تھا تمہیں نہیں لگا تو پھر سے۔۔۔۔

وہ کہتے ہوئے اسکے قریب آیا اور اسکے ارد گرد اپنے بازووں کا گھیرا بناتے ہوئے ہاتھ درخت پہ رکھ کر اسے قید کر لیا۔۔۔۔

"ن۔۔۔ نہ ءں۔۔۔ نہیں۔۔۔ ٹھیک ہے اسی پہ گزارا کر لیتی ہوں۔۔۔

وہ اسکے خطرناک تیور دیکھ کر جلدی سے بولی۔۔۔

"میرے پاس بالکل بھی کمی نہیں پیار، عشق، محبت کی، بے پناہ لٹا سکتا ہوں بس تم اجازت دو۔۔۔۔"

وہ خمار زدہ آواز میں بولا تو سینوریٹا نے آنکھیں جھکا لیں اسکی لرزتی ہوئی پلکوں کا رقص اسے بہت دلکش لگا۔۔۔۔

"مجھے عشق ہے تیری یادوں سے
مجھے عشق ہے تیری باتوں سے۔۔
تیرے نیند میں آتے خوابوں سے۔۔۔۔
تیرے ساتھ ہوئی ملاقاتوں سے۔۔۔۔۔
وہ فسوں خیز آواز میں گنگنانے لگا۔۔۔۔۔
سینوریٹا نے حیا بار نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

مجھے عشق ہے تیرے چھونے سے۔

مجھے عشق ہے تیرے ہونے سے۔۔
تیرے ہاتھ میں اپنے ہاتھوں سے
تیرے ساتھ کٹے دن راتوں سے۔۔۔۔

اس نے دھیمی کپکپاتی ہوئی آواز میں جواباً گنگنایا۔۔۔۔

دونوں کتنے ہی لمحے ایک دوسرے کو بنا پلکیں جھپکائے دیکھتے رہے۔۔۔۔

سرد ہوا کے جھونکے نے انہیں ٹھٹھرنے پہ مجبور کر دیا تو وہ ساتھ ساتھ چلنے لگے۔۔۔۔۔

اب وہ جنگل سے تقریباً باہر نکلنے والے راستے پہ آ چکے تھے۔۔۔۔۔

"سینوریٹا اب مجھ سے گلہ مت کرنا کہ میں نے تمہیں کہیں گھمایا نہیں۔۔۔۔ ہماری گولڈن نائٹ پلس ہنی مون جنگل میں ہی ہو گیا۔۔۔۔۔"

"ایویں ہی۔۔۔۔!!!"

اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شاخ اسکی پشت پہ ماری۔۔۔۔

"اتنے سیانے مت بنو۔۔۔۔ کون سا تم لائے تھے مجھے ملائیشیا۔۔۔ یہ تو میں خود آئی ہوں۔۔۔ اور اس جنگل میں بھی قسمت لے آئی۔۔۔۔ اب یہاں سے واپس چل کر اچھی سی جگہ ڈیسائیڈ کروں گی وہاں لے جانا پڑے گا۔۔۔۔"

وہ فرمائشی انداز میں بولی۔۔۔

"ٹھیک ہے تو پھر جگہ تمہاری پسند کی ہو گی مگر مرضی میری چلے گی۔۔۔ جیسے کہوں گا ویسا کرنا پڑے گا۔۔۔۔"

اس نے اپنی بات اسکے سامنے رکھی۔۔۔۔

"بہت شارپ اور چالاک ہو۔۔۔ ہر بات میں اپنا فائدہ ڈھونڈھ لیتے ہو"

وہ کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔۔

وہ چلتے ہوئے رک کر اس کی جانب مڑا جو اس کے رکنے پہ ناسمجھی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی پائتھن نے اس کے قریب ہوتے اس کے ماتھے کو لبوں سے چھوتے مسکراتے ہوئے پیچھے ہوا اور دوبارہ ہاتھ تھامتے راستے کی جانب چل دیا جبکہ پائتھن کے ایسا کرنے پر وہ اپنا گلابی پڑتا چہرا جھکا گئی، اسکی خوبصورت جسارت نے سینوریٹا کے چہرے کی مسکراہٹ کو گہرا کر دیا۔۔۔۔

"سنو پائتھن۔۔۔!!!

"تم نے نشان والی مسٹری بتائی نہیں۔۔۔۔"

وہ دونوں ایک ہوٹل میں پہنچ چکے تھے، اور پائتھن نے ٹیلی فون بوتھ سے مارک، جیفری کو وہیں اس ہوٹل میں بلا لیا تھا، کیونکہ اسے لگتا تھا کہ پرانے ہوٹل کا شاید بلیک مونسٹر کو علم نا ہو گیا ہو۔ وہ دونوں فریش ہوئے اب ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوٹل کے روم میں ہی ناشتہ کر رہے تھے کہ سینوریٹا کو یاد آیا تو اس نے اپنا وہی سوال واپس دہرایا۔۔۔۔

اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔ پھر بتانا شروع کیا۔۔۔۔

بیرسٹر اعظم درانی جواب جسٹس کے عہدے پہ فائز ہوئے تھے فون ریسیو کرتے ہی مقابل موجود شخص بولا تھا۔

جبکہ اعظم صاحب پریشانی سے فون کان سے ہٹاتے نمبر دیکھنے لگے جوان نون تھا۔

"کون ہو تم اور یہ کیا بکواس ہے۔؟"

وہ پریشانی سے بولے۔

"نا۔۔نا۔۔۔نا۔۔۔۔ جسٹس صاحب پہچان تو گئے ہی ہو گے تمہاری یہ ایکٹنگ میرے ساتھ نہیں چلے گئی، مجھے سلاخوں کے پیچھے بھیج کر، کیسے سکون کی نیند سو سکتے ہو۔۔۔اس غلطی کی سزا تو تمہیں ملے گی ہی اعظم صاحب۔

وہ پھنکارا تھا۔

جبکہ اعظم صاحب خوف زدہ ہوئے۔

"بکواس بند کرو تمہاری میرے بچوں سے کوئی دشمنی نہیں، جو بدلہ لینا ہے مجھ سے لو۔۔۔اور۔۔ تم جیل میں ہوتے ہوئے مجھے کال کیسے کر رہے ہو۔؟

وہ بھی نفرت سے بولے۔

"بڑے سورسز ہوا کرتے ہیں ایسے پیشہ ور مجرموں کے اور تمہیں تو تمہارے فیصلے کے لیے میں کتے کی موت ماروں گا۔ تیری اولاد کا نام ونشان مٹا دوں گا۔۔۔۔

وہ نفرت سے بولتا فون رکھ چکا تھا۔

"یااللہ۔۔۔!!!!! میرے بچوں کی حفاظت کرنا اس شیطان صفت انسان سے۔

وہ پریشانی سے بولے تھے۔

ہارون صاحب ان کے پرسنل اسسٹنٹ تھے، جب انہیں پتہ چلا کہ اعظم درانی کو دھمکی ملی ہے، تو وہ بہت پریشان ہوئے۔۔۔۔

انہوں نے فوراً سے بیشتر ہارون کو ہاسپٹل جانے کے لیے کہا اور خود پولیس کو کال کرنے لگے اپنی فیملی کی پروٹیکشن کے لیے۔۔۔

جیسے ہی ہارون صاحب ہاسپٹل پہنچے، ان کے دو ننھے منے جڑواں بچوں کے پیدائش ہو چکی تھی۔۔۔

انکی بیوی دوائیوں کے زیراثر غنودگی میں تھیں، جبکہ پاس پڑے کارٹ میں ایک بچہ خاموشی سے لیٹا ہوا تھا جبکہ دوسرا اگلا پھاڑ پھاڑ کر رو رہا تھا۔۔۔ دونوں کے نین نقوش میں زیادہ تضاد نہیں تھا بس رنگت میں انیس بیس کا فرق تھا۔ دونوں کے جسموں پہ ایک ہی طرح کے مخصوص نشان تھے۔۔۔

"ڈاکٹر سے پتہ چلا ہے بچے اندر ہی ہیں، باس کا حکم ہے کسی کو زندہ نہیں چھوڑنا، نا اسکی بیوی کو اور نا بچوں کو۔۔۔۔ رات کے اس پہر خاموشی کی وجہ سے باہر موجود غنڈوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔۔۔

ہارون صاحب نے جو بچہ خاموش تھا اسے کمفرٹر میں لپیٹتے ہوئے اپنی گود میں بھر لیا۔۔۔ اور منہ چھپائے کھڑکی کے زریعے باہر نکل گئے۔۔۔

"اور تم جانتی ہو،،، وہ جو بچہ بچ گیا تھا جسے ہارون صاحب اپنے ساتھ لے آئے تھے، وہ کون تھا"؟

اس نے سوالیہ مگر افسردہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔۔۔"!

سینوریٹا نے نفی میں سر ہلایا۔

"وہ بچہ میں تھا۔۔۔"

اس نے گویا اسکے سر پہ دھماکہ کیا۔۔۔۔

"تو کیا تم ہارون انکل کے آگے بیٹے نہیں، بلکہ۔۔۔۔

وہ حیرانگی سے گویا ہوئی۔

"ہممم۔۔۔۔۔"

اس نے جواباً اثبات میں سر ہلایا۔

"اور تمہارے ماما، بابا،، وہ ٹھیک ہیں نا۔۔۔۔"؟

اس نے دماغ میں کلبلاتا ہوا سوال پوچھ لیا۔

"انہیں بہت بیدردی سے قتل کر دیا گیا تھا،"

اسکی بھوری آنکھوں میں نمی اتر آئی۔۔۔۔

سینوریٹا نے آگے بڑھ کر اسکے شانے پہ سر رکھ دیا۔۔۔۔

"تو وہ تمہارا دوسرا بھائی۔۔۔؟؟؟

کچھ دیر بعد اس نے سوال کیا۔۔۔۔

"اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں چلا تھا، کہ وہ زندہ ہے یا نہیں، کیونکہ اس کی باڈی نہیں ملی تھی۔۔۔۔"

اسے جو پتہ تھا اس نے بتا دیا۔۔۔۔

"اگر تم دونوں کا نشان ایک جیسا ہے، تو کہیں تم دونوں بھائی۔۔۔۔!!!؟؟؟؟

"شاید۔۔۔۔!!!

ابھی وہ مزید کچھ کہتا کہ دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے اپنی بھاری آواز سے اندر آنے کی اجازت دی۔۔۔

مارک اور جیفری اندر آ گئے۔۔۔۔

"یہ تمہارا فون اور لیپ ٹاپ" جیفری نے اسکی چیزیں اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

پائتھن نے وہ چیزیں لے کر ایک طرف رکھ دیں۔۔۔

"آؤ ناشتہ کر لو"

اس نے ان دونوں کو بھی پیشکش کی۔

"نہیں، ہم نے آتے ہوئے راستے میں کر لیا تھا،

"جوزف کہاں ہے؟؟؟

"وہ ٹھیک تو ہے نا؟؟؟

"اگر وہ کل ٹرک وقت پہ نا لاتا تو شاید ہم بچ نہیں پاتے۔۔۔۔"

"ہاں پائتھن وہ ٹھیک ہے، کل ریسکیو والوں نے ٹرک سمیت اسے پانی سے نکال لیا تھا، رات کو ہم جا کر اسے لے آئے تھے ہاسپٹل کچھ دیر رہنے کے بعد۔۔۔۔

تم نے مجھے کام دیا تھا ایک پاکستان جا کر کسی کو یہاں لانے کا۔۔۔ مگر جوزف ضد پکڑے بیٹھا تھا کہ یہ کام وہ کرے گا۔۔۔ اس لیے وہی چلا گیا ہے آج صبح کی فلائیٹ سے پاکستان کل ریٹرن ٹکٹ سے یہاں واپس آ جائے گا ۔۔۔ تم آگے کا پلان بتاؤ کیا کرنا ہے"

مارک نے بتایا۔۔۔۔

"ہمارے پاس ہتھیار نہیں اس شیطان سے لڑنے کے لیے زیادہ،

جیفری نے کہا۔۔۔۔

"غزوات میں بھی مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی، مگر فتح ہمیشہ سچ اور اسلام کی ہوئی تھی، ہم بھی اس برائی پھیلانے والے کا نام صفحہ ہستی سے مٹادیں گے "

پائتھن پر عزم انداز میں بولا۔

توسب نے توصیفی نظروں سے اسے اور اسکے اٹل ارادوں کو دیکھا۔۔۔

"پائتھن تم اسکا خون اپنے ذمے نہیں لوگے۔۔۔۔ ہم یہاں کی پولیس یا فوج کو اطلاع کردیتے ہیں، وہ ہمارا ساتھ دیں گے اور اسے اس کے کیے کی سزا بھی۔۔۔۔ سینوریٹا نے کھڑے ہوکر سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں۔۔۔ ہمارے ملک کے ساتھ غداری کرنے کے علاوہ وہ تمہارا دشمن ہے، تم اس سے بدلہ نہیں لینا چاہتی ؟؟؟.

پائتھن نے ابرو اچکا کر سپاٹ انداز میں پوچھا۔

سینوریٹا نے اس کے چبھتا ہوئے لہجے کا بغور جائزہ لیا۔۔۔

"میں کیسے بھول سکتی ہوں وہ سب۔۔۔۔؟؟؟.

"بتاؤ کیا کرنا ہے مجھے "

وہ میدان میں اتر آئی۔۔۔

پائتھن نے سرد لہجے میں سب کو آگے کا سارا پلان سمجھایا۔۔۔۔۔۔

"ہیلو"

اس کے فون اٹھاتے ہی اسکی دلکش آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔۔

"زہے نصیب۔۔۔۔ زہے نصیب۔۔۔۔!!!!!

"آج میری پرنسز کی پہلی بار کال آئی ہے۔۔۔۔!

"کہیں کیسے یاد کیا اس بندہ نواز کو۔۔۔۔"

وہ ذو معنی انداز میں بولا۔۔۔

"مجھے تم سے ملنا ہے"

سینوریٹا اپنی آواز چاہنے کے باوجود بھی نرم نہیں رکھ پائی۔۔۔۔ اسکے لب و لہجے میں سختی کا عنصر نمایاں تھا۔۔۔۔

"تو آجاؤ روکا کس نے ہے، بلیک مونسٹر کے گھر کے دروازے تمہارے لیے ہمیشہ کھلے ہیں"

وہ جو شاور لیے شیشے کے آگے کھڑے ٹاول سے بال رگڑ رہا تھا۔۔۔ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

"اس بار میں نہیں تم مجھ سے ملنے آؤ گے"

سینوریٹا نے اگلی بات رکھی۔

"کب اور کہاں آنا ہے، جگہ بتاؤ۔۔۔"؟

"وہ میں بتادوں گی پہلے پوری بات تو سن لو۔۔۔۔۔ اس نے بلیک مونسٹر کی بات درمیان میں کاٹ دی۔۔۔۔

"ہممم۔۔۔۔!!!

وہ شرٹ پہنتے ہوئے ایک ہاتھ سے اسکے بٹن بند کرتے ہیں ہوئے بولا۔۔۔۔

"میں تم سے اکیلے میں ملنا چاہتی ہوں، تم اپنے کسی آدمی کو ساتھ لے کر نہیں آؤ گے"

"ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔۔۔ اس نے قہقہ لگایا۔۔۔۔

"کیا کرنے کا ارادہ ہے اکیلے میں۔۔۔۔؟؟؟؟ کہیں میری قربت کی یاد تو نہیں ستا رہی۔۔۔۔"؟

وہ شرارت آمیز انداز میں بولا۔

"ٹھیک شام پانچ بجے۔۔۔۔ اس نے جگہ بتائی اور بنا اسکی بات کا جواب دیئے کال کاٹ دی۔۔۔۔

بیلک مونسٹر نے بے دریغ اپنے برینڈڈ پرفیوم کا چھڑکاؤ خود پہ کیا پھر بلیک لیدر جیکٹ پہن کر کلائی گھڑی باندھی خود کو آئینے میں جانچتی ہوئی نگاہوں سے دیکھ کر باہر نکل گیا۔۔۔۔

وہ دوسرا بچہ جوان غنڈوں کے ہاتھ لگ گیا تھا، انہوں نے بچپن سے ہی اسے کالے دھندوں کی طرف راغب کر دیا تھا، اسکی پرورش ہی ایسے ماحول میں ہونے لگی کہ وہ آج ان غنڈوں کو پیچھے چھوڑتے انڈرورلڈ کی دنیا میں اپنا ایک الگ مقام بنا چکا تھا۔۔۔۔

جیسے ہی اس کی مرسڈیز آ کر پہاڑیوں کے راستے پہ وسط میں رکی۔۔۔۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔۔ اور آنکھوں پہ موجود گاگلز اتار کر جیکٹ کی پاکٹ میں رکھے۔۔۔ شاہانہ چال چلتے ہوئے وہ اردگرد نظریں دوڑائے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ اور نیچے گہرائی میں سبزہ ہی سبزہ دکھائی دے رہا تھا، یہ جگہ زمین سے کافی بلندی پر واقع تھی۔۔۔۔

اس نے ابرو اچکا کر ایک نظر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پہ ڈالی۔۔۔۔

تبھی اسے پہاڑ کے عقب سے نکلتی ہوئی صنم دکھائی دی۔۔۔ جس نے جینز پہ شرٹ پہنے، بالوں کو ہائی ٹیل میں مقید کیے، لانگ بلیک ہائی پینسل ہیلز پہنے سبک روی سے چلتے ہوئے اسکے قریب آ رہی تھی۔۔۔۔

"شادی کے لیے اقرار کرنے کی خوشخبری سنانے آئی ہو"

وہ گھمبیر آواز میں بولا جبکہ آواز میں خوشی کا عنصر نمایاں تھا۔

"میری شادی ہو چکی ہے"

وہ سپاٹ انداز میں بولی پھر لب باہم پیوست کیے۔۔۔۔

"جھوٹ مت بولو صنم۔۔۔۔"

وہ دو قدم اسکے قریب آیا۔۔۔۔

"فار یور کائنڈ انفارمیشن۔۔۔۔ میں جھوٹ نہیں بولتی۔۔۔۔

آگے تمہاری مرضی یقین کرو یا مت کرو۔۔۔ وہ لاپرواہی سے شانے اچکا کر بولی۔۔۔

"میرے سوا تم کسی کی نہیں ہو سکتی۔۔۔ اور اگر غلطی سے ایسا کچھ ہوا بھی ہے تو پھر بیوہ ہونے کی تیاری پکڑ لو۔۔۔۔ وہ جو کوئی بھی ہے، میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچے گا۔۔۔ وہ دھمکی آمیز انداز میں ہولسٹر سے گن نکال ہوا میں فائر کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"تم صرف میری ہو گی اور کسی کی نہیں۔۔۔۔۔ وہ جنونیت آمیز انداز میں بولا۔۔۔

"یہ جھوٹی محبت کا دعویٰ اپنے جیب میں رکھو۔۔۔۔

"تب کہاں گئی تھی تمہاری یہ سو کالڈ محبت جب مجھے اس بھیڑیے کے آگے ریڈ روم میں ڈال دیا تھا۔۔۔۔ وہ آگے بڑھ کر اسکا کالر جھنجھوڑتے ہوئے پھنکاری۔۔۔

اسکی بھوری آنکھوں میں شعلوں کی سی لپک تھی۔۔۔۔۔

"غلطی تمہاری تھی تم نے مجھے گالی دے کر غصہ دلایا تھا، ویسے بھی میں وہ سب روکنے والا تھا، مگر تبھی وہ پائتھن نامی شخص وہاں پہنچ کر تمہیں مجھ سے دور لے گیا۔۔۔ ایک بار وہ سامنے باسٹرڈ میرے سامنے آ گیا تو میرے ہاتھوں سے بچ کر نکل نہیں پائے جو تمہیں مجھ سے دور لے جانے کا باعث بنا۔۔۔۔

"خبردار۔۔۔۔!!!! اپنی زبان کا لگام دو ورنہ تمہاری جان لے لوں گی۔۔۔۔۔

"شوہر ہے وہ میرا اسکے بارے میں ایک بھی لفظ بولا تو مجھ سے برا ہوئی نہیں ہوگا"

"پرنسز۔۔۔ مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تمہیں مجھے چھوڑ کر کسی اور کو اپنے دل میں جگہ دو۔۔۔"!

وہ اسکی طرف محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھا۔۔ مگر سینوریٹا نے دو قدم پیچھے لیے۔۔۔

"میری زندگی میں کوئی رشتہ نہیں سوائے تمہارے۔۔۔!!!

"میری زندگی میں پہلی تم لڑکی ہو جس نے میرے مردہ درندہ نما دل میں محبت کا احساس جگایا۔۔۔ آؤ ہم اپنی محبت کی تکمیل کر لیں۔۔۔ ایک ہو جائیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ تم جو کہو گی وہی کروں گا۔۔۔

وہ جذبات سے لبریز انداز میں بولا۔۔۔

"لعنت بھیجتی ہوں تمہاری دو ٹکے کی محبت پہ۔۔۔

اس نے مٹھی بھینچ کر پنچ بناتے ہوئے پوری قوت سے اسکے منہ پہ دے مارا۔۔۔ وہ اس افتاد کے لیے تیار نہیں تھا، اسکے ستواں ناک میں سے خون رسنے لگا۔۔۔

اس نے ناک سے نکلتے ہوئے خون کو انگوٹھے سے صاف کیا۔۔۔

"دوبارہ میرے سامنے اس جھوٹی محبت کی دہائی مت دینا۔۔۔ نفرت ہے مجھے تم سے شدید نفرت۔۔۔ تم سونے کے بھی بن کر آجاؤ گے نا تب بھی تم سے محبت نہیں کروں گی۔۔۔ میرا کوئی رشتہ نہیں تم سے اور نا کبھی بنے گا۔۔۔۔

"لیکن۔۔۔۔!!!! تمہاری زندگی میں ایک رشتہ تمہارا اپنا ہے۔۔۔۔ جسے تم چاہ کر بھی جھٹلا نہیں سکتے۔۔۔ وہ سپاٹ انداز میں بولی۔۔۔

وہ اسے پلان کے مطابق باتوں میں الجھائے اسکے ہتھیار کو ضائع کرنا چاہتی تھی، پائتھن نے اسے منع کیا تھا کہ پولیس کو اس معاملے میں نہیں ڈالیں گے۔۔۔۔ مگر سینوریٹا نے پولیس کو اطلاع کر دی تھی اور انہیں لوکیشن سینڈ کر دی تھی کہ انڈرورلڈ کی دنیا کا بے تاج بادشاہ کو پکڑنے کا آج سے اچھا موقع انہیں نہیں ملے گا۔۔۔۔

بلیک مونسٹر نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"ملنا چاہو گے اپنی ناجائز اولاد سے۔۔۔۔؟؟؟؟؟

وہ قہر زدہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے چہرے پر سرد تاثرات سجائے پھنکاری۔۔۔۔۔

"دیکھو تمہارے گناہ کی نشانی۔۔۔۔ تمہاری ناجائز اولاد۔۔۔۔۔

اسکی انگلی کے اشارے کے تعاقب میں جب بلیک مونسٹر نے پلٹ کر دیکھا تو پائتھن کے ساتھ اسکی انگلی تھامے ایک قریبا چار سالہ بچہ چلا آرہا تھا۔۔۔۔

پائتھن کو دیکھ کر اسکے چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہوئے لیکن جب نظر ساتھ چل کر آتے ہوئے اس بچے پہ پڑیں تو وہ ششدر سا رہ گیا۔۔۔۔

بالکل اسکی جیسی شاہانہ چال، ہو بہو ویسی سرخ و سفید رنگت، ستواں مغرور ناک، بلیک مونسٹر کے لب سیگریٹ نوشی کی وجہ سے عنابی تھے، جبکہ اسکے ہلکے گلابی رنگ کے،

جیسے جیسے وہ چلتا ہوا اسکے قریب آرہا تھا اسکے نقوش مزید واضح ہونے لگے، اس کی آنکھوں میں سیاہ پتلیاں جو سفید حصے پہ چھائی ہوئیں تھیں۔ بالکل بلیک مونسٹر کی طرح سیاہ پتلی بڑی تھی، بڑی بڑی گہری آنکھوں ہو بہو اسی کی طرح، وہ جینز اور ہڈی میں ملبوس بہت وجیہہ و پر کشش لگا۔۔۔

اسے دیکھ کر ہر کوئی بلا تعامل مان سکتا تھا کہ وہ بلیک مونسٹر کا بیٹا ہے،

"یہ آپ کے بابا ہیں۔۔۔!!!

"جاؤ ملو ان سے۔۔۔۔!!!

پائتھن نے تھوڑا سا جھک کر اس کے کان کے قریب چہرہ کیے سر گوشی نما آواز میں کہا۔۔۔

اس بچے کی بے تاثر آنکھوں میں چمک اُبھری۔۔۔ اس رشتے اور پیار کے ترسے ہوئے بچے کو پہلی بار تو اسے اتنا قریبی رشتہ ملا تھا۔۔۔

سینوریٹا کی آنکھیں بھی تحیر میں ڈوبی ہوئی تھیں۔۔۔ اس نے پہلی بار اس بچے کو دیکھا تھا۔۔۔

اس وقت جو بلیک مونسٹر کی حالت تھی وہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا اسکے ہاتھ سے گن چھوٹ کر نیچے گری۔۔۔۔

بے پایاں خوشی کی انتہا کے باعث اسکا چہرہ تمتمانے لگا۔۔۔

صدیوں کی تھکن، تڑپ، ساری اذیتیں اور تکالیف جیسے پل بھر میں دور ہو گئیں۔۔

بلیک مونسٹر نے اسے سر تا پا دیکھتے ہوئے اپنی بانہیں پھیلائے ہوئے اسے سر ہلا کر اپنی طرف بلایا۔۔۔۔

وہ بچہ بھاگنے کے انداز میں اسکے قریب آیا تو بلیک مونسٹر نے اسے قیمتی متاع کی طرح اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا۔۔۔۔

لہو جب لہو سے ٹکرایا تو دونوں کے بدن میں موجود رگوں کی گردش تیز ہوئی۔۔۔ وہ متحیر اور مسرور انداز میں اسے خود سے لگائے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیے اپنے بے قرار دل کو قرار دیتے ہوئے اس پر چٹاچٹ بوسوں کی بوچھاڑ کردی۔۔۔۔

اس کی خوشی دیدنی تھی۔

اس باپ بیٹے کے دلسوز ملن پر سینوریٹا کی آنکھیں لبالب اشکبار ہوئیں۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔ یہ غلط ہے۔۔۔۔ "اس ناجائز اولاد کے لیے میں کیوں رو رہی ہوں۔۔۔۔ یہ اس درندے کی درندگی کی نشانی ہے،،،، یہ بھی اسی کا گندا خون ہے۔۔۔ اسی کی طرح ہوگا۔۔۔ میں نہیں بھول سکتی وہ اذیت ناک یادیں۔۔۔۔۔ نہیں کبھی نہیں۔۔۔۔!!!

وہ زیر لب بڑبڑائی اور اپنی ہتھیلیوں سے اپنے رخساروں پر بہتے ہوئے آنسو پونچھ لیے۔۔۔۔۔

پھر جھک کر نیچے گری ہوئی اسکی گن اٹھا کر اپنی پشت سے پیچھے ہوا میں اچھال دی۔۔۔۔

جو نیچے گہرائی میں گرتی چلی گئی۔۔۔۔

"لٹل ماسٹر۔۔۔۔!!!!

"یہاں آؤ۔۔۔۔"

پائتھن نے اس بچے کو اپنی طرف کھینچ لیا۔۔۔۔۔

"صنم۔۔ آج میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔ تم نے مجھے بہت انمول تحفہ دیا ہے بدلے میں مانگو کیا مانگتی ہو۔۔؟؟؟

وہ اسکی طرف پلٹ کر فرط مسرت سے لبریز انداز میں بولا۔

"تمہاری موت۔۔۔۔"""""

"مر جاؤ تم۔۔۔۔یہی چاہتی ہوں میں"

وہ چہرے پہ پتھریلے تاثرات سجائے سرد لہجے میں غرائی۔۔۔۔

"مارک اسے لے جاؤ واپس پاکستان۔۔۔یہ ذمہ داری تمہاری ہے"

پائتھن نے اس بچے کا ہاتھ مارک کے ہاتھ میں دیتے ہوئے سپاٹ انداز میں کہا تو وہ اس بچے کو ساتھ لیے وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔

"ایسا مت کہو صنم۔۔۔!

"دیکھو اب تو ہماری فیملی بھی کمپلیٹ ہو گئی ہے، ہم شادی کر کہ یہاں سے کہیں دور چلے جائیں گے جہاں تم چاہو۔۔۔۔"!

بلیک مونسٹر نے سینوریٹا کی کلائی سے کھینچ کر محبت بھرے انداز میں کہا۔

"چھوڑ میری بیوی کا ہاتھ۔۔۔۔!!!

پائتھن نے پیچھے سے آکر بلیک مونسٹر کے آہنی ہاتھ پہ اپنا فولادی ہاتھ رکھا۔۔۔

بلیک مونسٹر نے لال انگارہ آنکھوں سے غصیلے انداز میں اسے دیکھتے ہوئے اسکے منہ پہ مکا دے مارا۔۔۔

"کہاں ہے میرا بیٹا۔۔۔۔؟؟؟؟

وہ پائتھن کا کالر جھنجھوڑتے ہوئے برفیلے لہجے میں غرایا۔۔۔۔

"جہاں اسے ہونا چاہیے۔۔۔"

وہ بھی جواباً گرجیلی آواز میں دھاڑا۔۔۔

"میں آخری بار پوچھ رہا ہوں، کہ میرا بیٹا کہاں ہے؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے جھٹکا دے کر پوچھا۔۔۔۔۔۔

بلیک مونسٹر واپس اپنے اصل غیض وغضب والے روپ میں آ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ اسے دوسرا پنچ مارنے ہی والا تھا کہ پائتھن نے شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے ہوا میں ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔۔۔۔

"Don't.... Don't to dare....

اسکی دھمکی آمیز آواز میں شیروں کی سی غراہٹ تھی۔۔۔۔

اسنے آرام سے ہوا میں ہاتھ نیچے کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اسکی سرخ ڈوروں والی آنکھوں میں اپنی سرد بھوری آنکھیں گاڑھیں۔۔۔۔۔

Your time is over now....

پائتھن نے اپنا کالر جو اسکے ہاتھ میں تھا ایک جھٹکے سے چھڑوایا۔۔۔۔۔اب دونوں مقابل تھے۔۔۔۔ایک سیر تھا تو دوسرا سوا سیر۔۔۔۔۔۔

ٹکر برابر کی تھی۔۔۔۔

جیسے ہی بلیک مونسٹر نے کک اسکے سینے پہ ماری۔۔۔ پائتھن نے اسے اپنے بازو پہ روکا۔۔۔ اور اچھل کر اسکے سینے پہ دونوں ٹانگوں سے وار کیا کہ بلیک مونسٹر کے قدم ڈگمگائے۔۔۔ مگر جلد ہی وہ سنبھل گیا اور اس پہ حملہ آور ہوا۔۔۔

دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوئے تھے۔۔۔ کبھی پائتھن اس پہ بھاری پڑنے لگتا تو کبھی وہ۔۔۔۔

سینوریٹا بے ساختہ ان دونوں کا موازنہ کرنے لگی۔۔۔

رنگت اور نقوش میں بلیک مونسٹر پائتھن سے کچھ زیادہ تھا،

مگر پائتھن کا خوبصورت دل، بلیک مونسٹر کے کالے دل سے بہت بہتر تھا۔۔۔

پولیس کی گاڑیوں کے سائرن کی آواز پہ بلیک مونسٹر اور پائتھن نے چونک کر بیک وقت رکتے ہوئے سینوریٹا کو دیکھا۔۔۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا پرنسز۔۔۔۔"

بلیک مونسٹر کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے اسکے پاس آیا۔۔۔

"ابھی بھی وقت ہے چلو میرے ساتھ۔۔۔"

بلیک مونسٹر نے پولیس کے نفری ہو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر اسے اپنے ساتھ آنے کو کہا۔۔۔

"ہر گز نہیں۔۔۔ میں تم جیسے درندے کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔"

"اگر میں درندہ ہوں تو۔۔۔ تم بھی کم ظالم نہیں۔۔۔۔ مجھے میری اولاد سے اپنی محبت سے دور کر رہی ہو۔۔۔۔

"تم بھی کسی کٹھور، سنگدل حسینہ سے کم نہیں۔۔۔"

اس نے اپنی گن تلاش کرنے کے لیے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔۔۔ مگر اسے کہیں کچھ دکھائی نہیں دیا۔۔۔

اس نے اپنے بھاری بوٹ میں سے تیز دھار خنجر نکال کر سینوریٹا کی شہ رگ پہ رکھا۔۔۔۔

"تم تو بہت معصوم تھی۔۔۔۔ یہ ذہین اور شاطر لڑکی تو کوئی اور ہی ہے، میں نے اس سے محبت نہیں کی۔۔۔

"وصل کے خوابیدہ لمحوں میں بھی اپنی ایک آنکھ کو ہجر کے وسوسے سے جگائے رکھنے والی، اب تم عشق و محبت کے دعووں پہ آنکھیں بند کر کے یقین کرنے کی بجائے لہجوں کو پرکھتی ہوئی عمل پہ کرنے پہ یقین رکھنے لگی ہو

۔۔۔۔

.....Leave her"

پائتھن نے آگے بڑھ کر بلیک مونسٹر ایک زوردار پنچ مارا کہ اسکے ہاتھ سے چاقو چھوٹ کر نیچے گرا۔۔۔ اور وہ اسکے دھکے سے پہاڑ کے بالکل کنارے پر تھا۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ تم کبھی میری پرنسز کو پا سکو گے۔۔۔۔۔۔۔۔ یا مجھ سے الگ کر سکو گے ۔۔۔۔۔۔۔ نہیں کبھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ اب اسے صرف میری موت ہی مجھ سے جدا کر سکتی ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پرنسز صرف بلیک مونسٹر کی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ صرف میری اور کسی کی نہیں کسی کی بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ جنونیت سے غرایا۔۔۔ پائتھن اسکی شدت پہ ششدر رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

اوراگر کسی نے میری پرنسز کو مجھ سے اسے جدا کرنے کی کوشش کی تو میں اس دنیا کو فنا کردوں گا۔۔۔۔۔۔۔
سب کچھ صفحہ ہستی سے مٹادوں گا میری پرنسز میری نہیں تو اس دنیا میں کچھ سلامت نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔۔
وہ سرسراتی ہوئی گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔۔۔۔۔۔سیاہ آنکھیں خطرناک حد تک سرخی مائل لہولہان ہو چکی تھی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

""""میری بیوی میری عزت ہے اسکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو تیری آنکھیں نکال دوں گا۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بے سروپا باتوں پہ پاُتھن کا فشار خون بلند ہوااوراس نے عالم اشتعال سے زوردار تھپڑ
اسے دے مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بلیک مونسٹر نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔۔۔۔
"نکال بھی دو گے تو یہ آنکھیں صرف میری پرنسز کو ہی دیکھیں گی۔۔۔۔جب تک میں زندہ ہوں میری آنکھوں
میں میری پرنسز کے علاوہ کچھ اور نہیں سما سکتا۔۔۔۔بلیک مونسٹر نے نہایت پھرتی سے اپنا چاقو پکڑ کر پاُتھن پہ
اس چاقو سے وار کرنا چاہا۔۔
"رک جاؤ۔۔۔۔!!!
"وہ۔۔۔وہ تمہارا بھائی ہے"
سینوریٹا کے منہ سے بلا اختیار یہ جملہ پھسلا۔۔۔۔
اس نے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ سے چاقو کھینچنا چاہا۔۔۔۔
"میرا کوئی نہیں۔۔۔۔ناہی کسی کو اپنا میں کچھ مانتا ہوں۔۔۔۔!!!تمہارے سوا۔۔۔۔!

تبھی پولیس کے کافی افراد ہتھیاروں سے لیس قریباان سب کے سروں پہ پہنچ چکے تھے۔

"تم مجھے مارنا چاہتی ہونا۔۔۔!!!

"تو ٹھیک ہے تمہاری یہ خواہش بھی پوری کیے دیتا ہوں۔۔۔۔"

"مگر میں اکیلا نہیں کروں گا۔۔۔۔ تمہیں بھی اپنے ساتھ لے کر مروں گا۔۔۔"

"ایک ساتھ جی نہیں پائے تو کیا ہوا۔۔۔!!!

"ایک ساتھ مرا تو جا سکتا ہے نا۔۔۔۔!!!

اس نے سرعت سے آگے بڑھ کر سینوریٹا کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔اور پہاڑ سے نیچے چھلانگ لگا دی۔۔۔۔

"میں نے تمہیں کہا تھا صنم میری بن جاؤ تم نہیں مانی۔۔۔۔ میں مر بھی گیا تو تمہارا پیچھا کبھی نہیں چھوڑوں گا ۔۔۔۔ایک دن تم خود اعتراف کرو گی مجھ سے محبت کا۔۔۔۔

"تم میری روح کی خواب گاہ ہو، میرے مرنے کے بعد میری روح تم میں ایسے بس جائے گی کہ تم چاہو بھی تو اسے خود کی روح سے جدا نہیں کر پاؤ گی۔۔۔ پھر تمہیں احساس ہو گا کہ میری محبت سچی تھی۔۔۔۔ بلیک مونسٹر کی گرم سانسیں اسکی گردن کو جھلسائے دے رہی تھیں۔۔۔ وہ دونوں ہوا میں معلق کئی ہزاروں میٹر کی بلندی سے نیچے کی طرف گر رہے تھے۔۔۔

نجانے کیوں دل پگھلنے لگا تھا اسکی محبت اسکے جنون پہ۔۔۔۔۔

مگر یکلخت ہی اسکی آنکھوں کے سامنے وہی مناظر گھومنے لگے جب اسکی ذات کی دھجیاں اڑائی گئی تھیں ۔۔۔ایک عورت سب بھول سکتی ہے، مگر اپنی عزت کو تار تار کرنے والے کو تاعمر بھول کر معاف نہیں کر سکتی ۔۔۔

اس نے لمحوں میں فیصلہ لیا اور اپنی بند آنکھوں کو کھولا۔۔۔ کہ یکا یک سینوریٹا نے ذوالقرنین حیدر کی بتائی گئی ٹرک پہ عمل کیا۔۔۔ چہرہ اسکے دائیں بازو پہ رکھا پھر بازو پہ کاٹ لیا۔۔۔ دونوں ٹانگوں سے اسکے ٹانگوں اور دونوں بازوں سے اسکی پسلیوں پہ ایک ساتھ وار کیا۔۔۔۔

وہ جو اسکی گردن سے اسے دبوچے ہوئے تھا۔۔۔ اک دم اتنے وار سہہ نہیں پایا۔۔۔۔

اسکے ہاتھ سے سینوریٹا کی گردن نکل گئی۔۔۔۔

اب وہ دونوں ہوا میں لہراتے ہوئے نیچے کی طرف گر رہے تھے۔۔۔۔

سینوریٹا نے اپنی پشت پہ ہاتھ مارا تو کچھ ہی لمحوں میں پیراشوٹ کھل گیا۔۔۔۔ وہ دونوں یہاں پوری تیاری سے آئے تھے۔۔۔۔

اب منظر یہ تھا کہ سینوریٹا دوبارہ پیراشوٹ کے زریعے اڑتی ہوئی واپس بلندی کی طرف آ رہی تھی۔۔۔ جبکہ بلیک مونسٹر گہرائی کی طرف نیچے گر رہا تھا۔۔۔

پائتھن نے سینوریٹا کے اس سے پیچھے ہوتے ہی اس پہ فائرنگ کر دی۔۔۔۔

جیسے ہی بلٹس اس کے وجود کے آر پار ہوئیں اس کے جسم سے خون کے فوارے چھوٹ گئے۔۔۔۔۔ فضاء میں اس کا سرخ خون بکھرنے لگا۔۔۔۔

اس کا سارا وجود پائتھن کی اندھا دھند فائرنگ کی وجہ سے چھلنی چھلنی ہو گیا تھا، مگر اسکے چہرے پہ زرا سی بھی شکن نہیں آئی تھی۔۔۔۔

پولیس نے پائتھن کو اس پہ فائرنگ کرنے سے منع کیا۔۔۔ وہ اسے زندہ سلامت پکڑ کر اس سے سارے راز اگلوانا چاہتے تھے۔۔۔ مگر پائتھون نے ان سنی کرتے ہوئے اسے ابدی نیند سلا دیا۔۔۔

اس کی آنکھوں کی پتلیاں صرف صنم کی طرف دیکھ رہی تھیں۔۔۔

جیسے ہی وہ پتھریلی چٹان پہ گرا۔۔۔ اسکی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں۔۔۔

مگر ان پتلیوں میں اب بھی صرف اس کی صنم دکھائی دے رہی تھی۔ جو لمحہ بہ لمحہ اس سے دور ہو رہی تھی۔۔۔

جیسے ہی پولیس کے افراد نے پائتھن کو روکنے اور ڈرانے کے لیے اس پہ گولی چلائی۔۔۔ تو وہ جو پہاڑ کی چوٹی کے کنارے پہ کھڑا تھا۔ گولی اسکی ٹانگ میں لگی اور وہ اپنا توازن برقرار نا رکھ سکا۔۔۔

جیسے بلیک مونسٹر اونچائی سے نیچے گرا تھا ویسے ہی پائتھن بھی لہراتا ہوا زمین کی طرف گر رہا تھا۔۔۔

یہ منظر دیکھتے ہی سینوریٹا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔ اس نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ ان سب میں اسکی جان بھی جا سکتی ہے۔۔۔۔

اسکی بھوری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔۔۔۔۔

بلیک مونسٹر کی سیاہ پتلیوں میں سینوریٹا کا چہرہ تھا، جبکہ سینوریٹا کی آنکھوں میں پائتھن کا چہرہ۔۔۔۔

وہ صرف اپنے بابا کی بیٹی تھی پھر قسمت نے اک عجب دلدوز کھیل کھیلا، پہلے اسکی عزت پھر اس کے بابا کو جدا کر دیا۔ ہاں قسمت نے اس کے لڑکپن میں ہی اس سے کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ زندگی نے اپنی تلخیاں دکھانا شروع کی۔ کالی راتوں کے سیاہ اندھیروں میں وہ ڈر ڈر کے روتی رہی۔۔ زندگی نے اسے اپنا اصل چہرہ دکھایا جس کے بے انتہا تلخ چہرے تھے وہ ہر چہرے کے کُھلنے پہ کانپ کے رہ گئی۔۔ کوئی تو اسے اندھیروں اور اماوس کی رات جیسی خوفناک زندگی سے بچا لیتا لیکن باپ اور چھوٹے بھائیوں سب کو اس قابل نا پاتی۔۔ لیکن پھر ذولقرنین حیدر جیسے بہترین دوست نما شوہر کا سہارا ملا جس نے اسے سہارا دیا کسی قابل بنایا۔۔۔۔

زندگی بھی عجیب چیز ہے روز ایک نیا امتحان لیتی ہے۔۔۔۔

جب لگتا ہے کہ اب سب ٹھیک ہونے والا ہے تو سب بگڑ جاتا ہے۔۔۔۔

ہم لوگوں کو ہر وہ چیز چاہیے جو ہماری نہیں ہے شاید یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ ناشکرا ہے اپنے پاس موجود نعمتوں کو دیکھتا ہی نہیں اور ہر اس چیز کی خواہش کرتا ہے جو اس کے اختیار میں نہیں ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیت نمبر 32 میں ہے کہ

"ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض"

ترجمہ: "نہ تمنا کرو جس چیز میں بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر (بعض کو بعض پر)"

اس لیے جو ہمارے پاس موجود ہے ہمیں اس پر صبر و شکر کرنا چاہیے۔

چاہے ہمیں وہ کتنی ہی ناگوار گزرے....!

بہت سی خواہشات بے حد چاہ کے باوجود بھی پوری نہیں ہوتی..

انتہائی اہم کام عمل تک رسائی نہیں کر پاتے...

بہت سے مقاصد بہت محنتوں کے باوجود پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتے...

بہت سی امیدیں شروع ہونے سے پہلے ہی دم توڑ دیتی ہیں.

بہت سے فیصلے تریاق کے گھونٹ کی طرح پینے پڑتے ہیں..

ہمارے زندگی کے منصوبے مٹی کے ڈھیر بن کر رہ جاتے ہیں..

ہمارے ارادے ٹوٹ جاتے اور ساتھ ساتھ شاید ہم بھی کہیں حد تک ٹوٹ جاتے ہیں۔۔ کیوں کہ بہت دکھ ہوتا ہے اپنی محنت کو صفر ہوتے دیکھنا..

ہم ٹوٹ بکھر کر اللہ سے اور قریب ہو جاتے ہیں، نہ جانے ہمیں ٹھوکر یا اداسی کا ہی کیوں انتظار ہوتا ہے اللہ کے قرب کے لیے..

ناجانے کیوں !؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قولِ مبارک ہے کہ:
میں نے رب کو اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا۔

ہماری سوچ اور پلانگز کچھ اور ہوتی ہیں اور اللہ کچھ اور چاہ رہے ہوتے ہیں..

تو بس اللہ کی رضا سمجھ کر صبر کر لیں۔ کچھ اور سوچیں اور نئی راہوں کا تعین کریں اللہ ہمیں نئے راستوں اور نئی منزلوں سے ملوائے گا انشاءاللہ.. آگے بڑھیں یقیناً اللہ نے بہت بہترین سوچا ہو گا ہمارے لیے جبھی اتنی محنت اور دعاؤں کے باوجود اس چیز سے محروم رکھا. وہ ہاسپٹل کے کیبن میں بیٹھی اپنی ڈائری پہ یہ الفاظ درج کر رہی تھی، پھر ٹیبل پہ موبائل اٹھا کر وقت دیکھا تو وہ جلدی سے ڈائری ٹیبل کے ڈراور میں رکھتے اپنا اوور آل بازو پہ رکھے اور شولڈر بیگ شانے پر ڈالے وہ سر پہ دوپٹہ اوڑھے سرعت سے باہر نکلی۔۔۔

"ڈاکٹر فضاء میں جا رہی ہوں ڈیوٹی میں بس آدھا گھنٹہ بچا ہے آپ پلیز دیکھ لیجیے گا۔۔۔ وہ آناً فاناً طوفانی انداز میں گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے کنڈر گارڈن کے باہر پہنچی۔۔۔

"مما۔۔۔ !!!!

اسے سکول گیٹ کے پاس گاڑی روک کر باہر نکلتے دیکھا تو گارڈ نے افق کو سامنے دیکھ کر انہیں باہر آنے کی اجازت دی۔۔۔

وہ دونوں سکول بیگز پہنے سکول یونیفارم میں ملبوس بھاگتے ہوئے آ کر افق کے ساتھ لگے۔۔۔۔

"مما آج بھیو کو ٹیچر سے ڈانٹ پڑی۔۔۔

"آئینہ "نے جھٹ اسے "اوج"

کی شکایت لگائی۔۔۔

"اپنا بھی بتاؤ نا تم نے کسی کا لنچ کھایا تھا۔۔۔ سب کے سامنے مجھے شرم آ گئی۔۔۔"

"ہو۔ وووو۔۔۔ مما۔۔۔ میری بہن سب کے لنچ باکس کھا لیتی ہے۔۔۔

اوج منہ بسور کر اسکی حرکات بتانے لگا۔۔۔

"بیڈ بات نا۔۔۔ آئینہ۔۔۔ !!!!

افق نے ایک غصیلی نگاہ اس پہ ڈال کر ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔۔۔

"اور آپ کو کیوں ڈانٹ پڑی ٹیچر سے "

اس نے ان دونوں کو پچھلی سیٹ پہ بٹھا کر دروازہ بند کرتے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔اور پیچھے دیکھ کر اوج سے سوال کیا۔۔۔جو خود جواب دینے کی بجائے آئینہ کی شکایت لگا رہا تھا۔۔۔

"میں بتاؤں مما۔۔۔!!!

آئینہ نے چہرہ آگے کیا شرارتی انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

"تم چپ کر جاؤ۔۔۔"

اوج نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

مگر وہ کہاں ٹلنے والی تھی۔۔۔

"مما بھیو نے ہوم ورک نہیں کیا تھا اسی لیے ڈانٹ پڑی تھی۔۔۔ بالآخر اس نے اوج کا پول کھول کی دیا۔۔۔اس کے پیٹ میں کوئی بات نہیں پچتی تھی، وہ فوراً سے بیشتر افق کو ہر بات بتا دیتی تھی۔۔۔

"چلو آج تم دونوں گھر آج سے تمھیں میں خود پڑھاؤں گی۔۔۔

"مہد اور سعد کے بس کا کام نہیں،،، وہ دونوں تمھارے ساتھ ملکر خود بچے بن جاتے ہیں۔ انہوں نے کیا خاک پڑھانا تمھیں۔۔۔

افق نے غصیلے لہجے میں کہا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔۔۔۔

آئینہ اور اوج دونوں جڑواں تھے، جن کا سکول میں پہلا سال تھا۔۔۔افق نے واپس ہاسپٹل جوائن کر لیا تھا، اور اپنے دونوں بچوں کے ساتھ اپنے پرانے گھر میں اپنے بچوں سمیت دونوں بھائیوں مہد اور سعد کے ساتھ رہتی تھی۔۔۔سعد اور مہد نے اپنے والد کی کمپنی کو کافی حد تک سنبھال لیا تھا۔۔۔

"مجھے تمہارا آج بھی انتظار ہے ذولقرنین حیدر۔۔۔ اگر میری سانسیں چل رہی ہیں تو تمہاری سانسیں بھی ضرور چل رہی ہوں گی۔۔ مجھے امید ہے تم ایک دن ضرور واپس آؤ گے۔۔۔۔"

اس نے آنکھیں موند کر خود کلامی کے انداز میں کہا اور اپنے بچوں کو ساتھ لیے گھر میں داخل ہوئی۔۔۔۔

چھ سال ہو چکے تھے اس واقعے کو افق تنہائی میں اسکی یاد پہ چھپ چھپ کر روتی مگر بظاہر سب کو سنجیدہ دکھائی دیتی۔۔۔ اسکے پائتھن نے سینوریٹا کو مضبوط بنا دیا تھا، مگر اسکے اندر کی جذباتی افق رات کی تنہائی و تاریکی میں آنسوؤں کے ندیاں بہا دیتی تھی۔۔ ذولقرنین حیدر کی جدائی کا دکھ مہد اور سعد کو بھی تھا، مگر افق کا غم سب سے بڑا تھا، اس نے اپنی جنگ میں اپنے دوست، شوہر، رہنما کو ہار دیا تھا۔۔۔ وہ اس لڑائی میں جیت کر بھی اپنا سب کچھ ہار گئی تھی۔۔۔۔

"لوٹ آؤ حیدر۔۔۔!!!! تمہیں مجھ پہ ترس کیوں نہیں آتا۔۔۔۔

"تم تو بن کہے میرے دل کی ہر بات جان لینے کا دعویٰ کرتے تھے تو پھر اب کیوں نہیں سن رہے۔۔۔ میرے دل کی آواز۔۔۔۔

وہ مسلسل سسکتے نوحہ کناں تھی۔۔۔۔

اوج اور آئینہ رات کا کھانا کھانے کے بعد سو چکے تھے۔ افق نے اپنے کمرے میں ہی انکا بنکر بیڈ بنوا رکھا تھا اوج بیڈ کے اوپری حصے میں سویا تھا جبکہ آئینہ نچلے حصے میں۔۔۔

افق نے ان دونوں معصوموں کی طرف بھیگی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔۔

"حیدر۔۔۔انہیں تمہارے پیار کی ضرورت ہے۔۔۔ان کی زندگی میں تمہاری کمی کوئی پوری نہیں کرسکتا ۔۔۔۔

اس کمرے میں لگی اپنی اور حیدر کے نکاح پہ لی گئی تصویر لگائی ہوئی تھی وہ اس تصویر کو دیکھ کر اجڑی حالت کا درد بیان کررہی تھی۔۔۔۔آنسوؤں کی لیکر کنارے سے نکلتے اس کے رخساروں کو بھگو رہی تھی۔۔۔۔

زندگی تو چلتے رہنے کا نام ہے، وقت کسی کے روکے نہیں رکا تھا۔۔۔سب کی زندگی آگے بڑھ چکی تھی۔۔۔مگر افق کی زندگی اپنے بچوں کے اس دنیا میں آنے کے بعد بھی رک چکی تھی۔۔۔۔

روتے روتے اسے خبر ہی نہیں ہوئی کہ کب وہ نیند کی آغوش میں چلی گئی تھی۔۔۔

رات کا گہرا پہر تھا کہ اسے اپنی سانسوں میں ذولقرنین حیدر کی مخصوص مہک گھلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

وہ کوئی خواب تھا یا حقیقت۔۔۔اسے تو خواب کا ہی گماں ہوا۔۔۔

"افق۔۔۔دھیمی آواز میں اسکے کان کے قریب اسکی گھمبیر سرگوشی نما آواز سنائی دی۔۔۔۔افق کے بدن میں سنسناہٹ سی دوڑی۔۔۔رگوں میں جیسے خون منجمد ہوا۔۔۔دل کی دھڑکنوں کا ارتعاش اسے کانوں میں سنائی دینے لگا۔۔۔

"سینوریٹا۔۔۔ایک بار پھر وہ طلسم زدہ آواز میں اسکے کانوں میں رس گھول گیا۔۔۔

اس کی پلکیں اسکے گالوں پہ لرز رہی تھیں۔۔۔آنکھیں کھولنے کی ہمت خود میں مفقود پائی۔۔۔کہیں وہ آنکھیں کھولے اور وہ اسکے قریب سے اوجھل ہو گیا تو۔۔۔؟؟؟

کیا ہوا جو وہ آنکھوں کو دکھائی نہیں دے رہا تھا کم از کم اسکی آواز تو سنائی دے رہی چاہے وہ اک سراب ہی کیوں نا تھا ۔۔۔۔

"حیدر۔۔۔۔!!!!

وہ بمشکل اپنے کپکپاتے لبوں کو جنبشِ دیتی جیسے خواب و خیال میں اسے پکارنے لگی۔۔۔۔

وہ اپنی جگہ ساکت سی تھی اس کی سر سراتی ہوئی انگلیاں اسکی پشت پہ کچھ لکھ رہی تھیں۔۔۔اب کی بار حیرت کی باری تھی کہ یہ سب واقعی کوئی سراب، کوئی خواب نہیں تھا۔۔۔بلکہ وہ حقیقت میں اسکے پاس آچکا تھا۔۔۔۔

اس نے آنکھیں واکیں تو وہ جو اس سے محبت کا دعویدار تھا، اس کا دوست اسکا شوہر اسکا رہنما،۔۔۔وہ جو ہر لحظہ ہر لمحہ اس سے محبت کا دم بھرتا تھا اور ہر دم اس پہ ظاہر کرتا تھا وہ تھا، ہاں وہی تھا۔۔۔۔۔۔۔وہی تو تھا۔۔۔۔افق کی بھوری آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ نمی گھلنے لگی۔۔۔۔تو ذولقرنین حیدر نے اسکی آنکھوں سے لڑیوں کی صورت نکلتے موتیوں کو اپنے لبوں سے چن لیا۔۔۔۔

کہتے ہیں اگر صدق دل سے دعائیں مانگی جائیں تو خدا معجزہ کرنے میں دیر نہیں کرتا۔۔۔۔آج خدا نے اسے زندہ سلامت بھیج کر معجزہ کر دیا تھا۔۔۔۔وہ تو قدرت کے اس حسین معجزے پہ انگشت بدنداں رہ گئی تھی۔۔۔۔خدا نے اسکے صبر کا پھل عطا کر دیا تھا۔۔۔۔

وہی چہرہ، وہی پیشانی پہ بکھرے سیاہ بال، کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم سی روشنی میں بھی وہ واضح دکھائی دے رہا تھا۔ جینز اور شرٹ میں ملبوس تھکا تھکا سا۔۔۔جیسے سالوں کی مسافت طے کیے آیا ہو۔۔۔۔

وہ یک ٹک ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

پھر زرا سا اٹھ کر اسکے بئیرڈ زدہ گال پر اپنے لب رکھے۔۔۔ تکیے پہ واپس سر گراتے افق کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔

ذولقرنین حیدر کے بھینچے ہوئے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی اسکی معصوم دلربا ادا پہ۔۔۔۔

"تم زندہ ہو نا حیدر۔۔۔؟؟؟

"یہ میرا وہم تو نہیں نا جو رات ختم ہوتے ہی ختم ہو جائے گا۔۔۔۔"

وہ اسکے گال کو اپنی پوروں سے چھو کر بولی۔۔۔

"میں تمہارا خواب نہیں حقیقت ہوں، خدا نے مجھے تمہارے لیے واپس بھیج دیا۔۔

دن چڑھے، یا رات ڈھلے میں ہر دم تمہارے ساتھ رہوں گا۔۔ تمہارے پاس۔۔۔

"کوئی ایسے بھی چھوڑ کر جاتا ہے؟؟؟

"میں نہیں بولتی تم سے۔۔۔!!!

اسکے ساتھ کا احساس ہوتے ہی وہ جلدی اپنے پرانے روپ میں لوٹنے لگی تھی۔۔۔

تبھی اس سے خفگی کا اظہار کر ڈالا۔۔۔ اور اسے خود سے پیچھے دھکیلا جو اس پر اپنا وزن ڈالنے والا تھا۔۔۔

"مجھ سے دور جانے کی اب کوشش بھی نا کرنا۔۔۔ بہت لمبا عرصہ ہجر کاٹا ہے۔۔۔

وہ اسکی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسکا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیے شدت پسندی سے بولا۔۔۔

"زیادہ میرے قریب آنے کی ضرورت نہیں ہے شاید تم بھول رہے ہو کہ میں تم سے ناراض ہوں ابھی مانی نہیں ہوں میں، تو دوری بنائے رکھو تو بہتر ہے۔

وہ اسے تپنج بنا کر دھمکاتے ہوئے بولی تو حیدر کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

وہ افق کی کمر کو اپنی باہوں کے حصار میں لیتے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

کیسے منانا ہے؟

وہ اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے دھیمی آواز میں بولی۔

یہ تو ایک راز ہے کچھ دیر میں کھل جائے گا پھر آپ جان جائیں گی۔

وہ اس کی کمر پہ گرفت مضبوط کرتے ہوئے اس کی کان کی لو پر ہلکے سے بات کرتے ہوئے مدہوشی کے عالم میں بولا۔

اس کے لمس کی تپش محسوس کرتے اس کے بدن میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔ وہ اس کے بازوں کو اپنی کمر سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔

چھوڑیں مجھے میں ناراض ہوں آپ سے۔

وہ منہ بناتے ہوئے حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

ہاں میں جانتا ہوں تم مجھ سے ناراض ہو، تو میں بھی تو بس تمہیں منانے کی تھوڑی سی کوشش کر رہا ہوں۔

اب اتنا ناراض مت ہو کہ مجھے اپنے قریب ہی نہ آنے دو، پاس آؤں گا تو ہی منا پاؤں گا نا، ویسے میرے خیال سے کافی ٹائم ہو گیا تمہیں پیار کیے ہوئے۔

"اس یادگار رات کو میں نے تو بہت مس کیا۔۔۔ کیا تم نے مس نہیں کیا میرے لمس کی شدت کو؟

وہ افق کے گال پہ اپنے ہونٹوں کو رگڑتے ہوئے سرگوشی کر رہا تھا۔

"نین۔۔۔۔۔!!!!!

وہ ہلکی سی آواز میں اس کا پیار بھرا نام پکارتے ہوئے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اس رات کے پیار کی دو نشانیاں بھی آ چکی ہیں، وہ شرماتے ہوئے اسکا دھیان بنکر میں سوئے ہوئے اپنے دونوں جڑواں بچوں پہ دلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"ایک بھی نہیں سیدھا۔۔۔ دو۔۔۔؟؟؟

وہ کھل کر ہنسا۔۔۔۔

"آپکی فیملی پہ ہی گئے ہیں جڑواں"

بظاہر وہ مسکرائی مگر صاف لگا کہ یہ کھوکھلی ہنسی تھی۔۔۔۔۔

"تمہیں میں بعد میں آرام سے مناؤں گا، پہلے میں اپنے پیار کی نشانیوں سے مل لو، پھر ہم ڈھیر سارا پیار کریں گے۔ وہ آنکھ ونگ کیے اٹھ کر بنکر کے پاس آیا۔۔۔ اور باری باری ان دونوں کی پیشانی چومی اور انہیں جی بھر کر دیکھنے لگا۔۔۔۔

ساری رات وہ اسے سرگوشیوں میں اپنی محبت کی شدتوں سے آگاہ کرتا رہا۔ اور اسے بتایا کہ کیسے بیتے یہ سال اس کے بناء۔۔۔

اس دن جب میں پہاڑی سے نیچے گرا تھا، مجھے کوئی ہوش نہیں رہا کہ میرے ساتھ ہوا کیا ہے، بعد میں مجھے پتہ چلا کہ ایک پی راما سامی نام کے ایک شخص مجھے وہاں سے زخمی حالت میں اٹھا کر ہسپتال لے گیا تھا ملائیشیا کی ایک ریاست جو آبنائے ملاکا کے ساتھ جزیرہ نما ملائشیا کے شمال مغربی ساحل پر واقع ہے۔

پینانگ ملائیشیا کی دوسری سب سے چھوٹی اور آٹھویں سب سے زیادہ آبادی والی ریاست ہے۔ پینانگ کی مقامی بولی میں پینانگائٹ کے نام سے جانی جاتی ہے۔

پینانگ جزیرہ ملائیشیا (اس وقت ملایا) کا دارالحکومت تھا۔ یہ اب صوبائی دارالحکومت ہے۔ سمندر کے وسط میں واقع، شہر کا رقبہ 293 مربع کیلومیٹر ہے۔ قدیم زمانے میں، شپنگ عام تھا۔ یہ ملائشیا کا ایک بہترین ریزارٹ ہے۔ یہ ملائیشیا کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ جزیرے میں مختلف عقائد کے لوگ آباد ہیں اور رہائش کے معاملے میں لوگوں کی پہلی پسند سمجھا جاتا ہے۔ اس میں 59 فیصد چینی، 32 فیصد ملائیشیا اور 7 فیصد ہندوستانی آباد ہیں۔ یہ آدمی ملائیشیا کا ہی تھا۔۔۔ سر پہ گہری چوٹ لگنے کے باعث میں کومہ میں چلا گیا۔ مجھے چوبیس گھنٹے تک انڈر ابزرویشن میں رکھا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خون بھی زیادہ بہہ گیا تھا اور چونکہ۔۔۔۔۔۔ سر پر شدید چوٹ لگی تھی تو۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے چوبیس گھنٹے دیئے تھے ہوش میں آنے کے۔۔۔۔۔ لیکن پھر ڈاکٹر نے پی راما سامی کو میرے کوما میں جانے کا بتایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "اور مجھے ایک ماہ پہلے ہوش آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"کیااااا۔۔۔ افق نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی چیخ کو روکا۔۔۔۔۔۔ البتہ آنسو کی قطار آنکھوں سے جاری تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

"یقین کرو افق جب مجھے ہوش آیا تو سب سے بڑا یہی دھچکا لگا کہ میں نے تمہارے بنا اتنے سال کاٹ کیسے لیے۔۔۔ نجانے تم کیا کرتی ہو گی اکیلی۔۔۔۔ ذوالقرنین حیدر کہہ کر چپ ہوا۔۔۔

"ڈاکٹر نے مجھے ایک ماہ تک کسی بھی قسم کی ٹینشن لینے اور سفر کرنے سے منع کر دیا تھا۔۔ اور دوسرا میرے پاس میرا آئی ڈی کارڈ، پاسپورٹ کچھ بھی نہیں تھا واپسی بہت مشکل تھی۔۔۔۔۔۔ ان سب میں سامی نے میرا بہت خیال رکھا اور واپس یہاں تک آنے میں میرا ساتھ بھی دیا۔۔۔" حیدر نے افق کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔۔ جو بلکل ساکت تھی۔۔۔۔ ہاں چہرہ البتہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

،افق نے آج حیدر کے واپس آنے کی خوشی میں ہاسٹل سے چھٹی لے لی تھی، وہ شاور لیے اب کچن میں اس کے لیے کچھ سپیشل ناشتہ تیار کر رہی تھی۔۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس کی آنکھ لگی تھی، کہ اسے اپنے بالوں میں کچھ نرم گرم سا لمس محسوس ہوا۔۔۔ مگر ساری رات جاگنے کے بعد اب آنکھیں نیند کے بوجھ سے کھل کے نہیں دے رہی تھیں۔۔۔۔

"پاپا۔۔۔۔۔!!!!

وہ کروٹ کے بل سویا ہوا تھا اسے اپنی پشت سے کسی کی معصوم سی آواز سنائی دی۔۔۔ مگر وہ جان بوجھ کر آنکھیں بند کیے لیٹا رہا۔۔۔۔

وہ بلیک ویسٹ میں ملبوس آدھے بدن پہ کمفرٹر اوڑھے ہوئے تھا۔۔۔۔

"پاپا۔۔۔۔۔!!!!

"اب کی بار کسی کی چھوٹی سی نرم انگلی کا لمس اسے اپنے بائیسیپس جس پہ پائتھن کا ٹیٹو بنا تھا اس پہ محسوس ہوا ----مگر آواز بدلی ہوئی تھی----

"وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نا ہوا---دل ہی دل میں انکی کاروائیاں محسوس کیے مسکرا رہا تھا----

"ہمارے پاپا واپس آ گئے----" یہ آئینہ کی سرگوشی نما آواز تھی جو دھیرے سے اوج کو بتا رہی تھی----

"ہاں پاپا---ہی ہیں وہی تصویر والے----"

اوج نے آگے بڑھ کر ذولقرنین کے سائیڈ پوز میں دکھائی دیتے چہرے کو دیکھ کر کہا----

"میرے پاپا اس تصویر سے بھی زیادہ پیارے ہیں"

آئینہ ناک سکوڑتے ہوئے بولی۔

"تمہارے نہیں میرے پاپا ہیں----اب میرے سب دوست جلیس ہو جائیں گے میرے ہینڈ سم پاپا کو دیکھ کر ----انکی باڈی دیکھو نا سپر مین جیسی ہے----"اوج نے توصیفی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے آئینہ سے کہا ----

"تمہارے نہیں میرے ہیں---تم مما لے لو نا---آئینہ نے منہ بسور کر کہا----

"میں آپ دونوں کا ہوں"

ذولقرنین حیدر نے پلٹتے ہوئے اپنی نیند سے بوجھل آنکھوں سے انہیں دیکھتے مسکرا کر کہا---اور دونوں کو اپنی بازوں میں بھر کر اپنی طرف کھینچ لیا---وہ دونوں بھی اسکے اوپر گرے اسکے سینے سے لگے---مسکرانے لگے ----مگر آنکھیں نم تھیں انکی خوشی سے----

ذولقرنین حیدر نے ان دونوں کو گدگدی کی تو انکے قہقے کمرے میں گونجے----

جس کی آواز افق کو کچن میں بھی سنائی دی۔۔۔۔

"ہم نے تمہیں بہت تلاش کیا، مگر کچھ پتہ نہیں چلا تو ہم دونوں واپس آ گئے"

جوزف اور جیفری جو آج پائتھن کی واپسی کا سن کر اس سے ملنے کے لیے آئے تھے، لاونج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے،

"مجھے خود ہوش نہیں تھا کہ میں کہاں ہوں، ایک ماہ پہلے ہوش آیا تو واپس لوٹ آیا تم سب کے پاس۔۔۔

"بابا ٹھیک ہیں؟؟؟

اس نے ان دونوں سے پوچھا۔۔۔

"نہیں ان کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی تم آؤ ان سے ملنے تمہیں بہت یاد کرتے ہیں بلا شبہ ہم دونوں انکے سگے بیٹے ہیں، مگر وہ ہم سے زیادہ تم سے پیار کرتے ہیں، بس مما کی وجہ سے ڈرتے ہیں، جوزف نے جیفری کی طرف دیکھا تو دونوں مسکرانے لگے۔۔۔

"اب اس عمر میں بابا کو دوسری بیوی نہیں ملنے والی اسی لیے ڈرتے ہیں۔۔۔ جیفری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہاری جدائی کا روگ لگا لیا ہے انہوں نے کمرے میں بستر نہیں چھوڑ رہے۔۔۔ اب جیفری ان کی فارمیسی سمبھال رہا ہے۔۔۔

جوزف نے بتایا۔۔۔

"تم دونوں نے میرا بہت ساتھ دیا، میں دل سے قدر کرتا ہوں تم دونوں کی۔۔۔

پائتھن (ذولقرنین حیدر) نے جیفری (بازل) جوزف (فاضل) کی طرف ممنون نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا

۔۔۔۔

"ہماری جاب چلی گئی تھی، وہ تمہیں تھے جس نے ہمیں نیا مقصد دیا، دیکھو آج منشیات کی روک تھام کا بہت بڑا ادارہ بن چکا ہے، جسے جوزف سمبھال رہا ہے۔۔۔

فاضل نے بتایا۔۔۔۔

"میں جلد ہی بابا (ہارون صاحب) سے ملنے آؤں گا'

"اپنی جاب کا بندوبست کرلوں پھر گھر کے بارے میں بھی سوچنا ہے، میں زیادہ دیر یہاں نہیں رکنا چاہتا

۔۔۔ ذولقرنین حیدر نے سنجیدگی سے کہا۔

"مگر حیدر۔۔۔ یہ توافق کا ہی گھر ہے تو پھر۔۔۔۔ ؟؟؟

"نہیں یہ اس کا گھر نہیں۔۔۔۔ !!!

"اس کے بھائیوں سعد اور مہد کا گھر ہے۔ بیوی کا گھر اسکے شوہر کا گھر ہوتا ہے، اور میں ان شاءاللہ جلد ہی نئے گھر کا بندوست کرلوں گا۔۔۔۔

"مارک کہاں ہے۔۔۔ ؟؟؟ (صارم) یہ وہی ہوٹل کا ویٹر تھا، جس کے پاس افق اور حیدر ہمیشہ کیفے میں جاتے تھے، جسکی جاب چلی گئی تھی تو حیدر نے اسے اپنی ٹیم میں شامل کرلیا تھا۔۔۔۔

"اسے جاب مل چکی ہے۔۔۔ اور شادی بھی کرچکا ہے، فاضل نے بتایا۔۔۔

"تم لوگوں نے بھی شادی کرلی۔۔۔۔ ؟؟؟

ذوالقرنین حیدر نے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا۔۔۔۔

"تو کیا بڑھاپے میں کرنی تھی،،،،؟؟؟؟

بازل نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"میرا ایک بیٹا ہے اور فاضل کی ایک بیٹی۔۔۔۔ دونوں نے مما کی پسند کو ترجیح دی تھی۔۔۔ اور شکر ہے قسمت اچھی تھی جو نیک شریک حیات ملیں۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے بتایا۔۔۔۔

اتنی دیر میں سعد اور مہد بھی آ گئے توافق نے سب کے لیے کھانا ڈائننگ ٹیبل پر لگایا۔۔۔۔

"حیدر بھائی۔۔۔۔!!!!

"کھانا کہیں آپکی بیگم نے تو نہیں بنایا۔۔۔۔

سعد نے کرسی سنبھالتے ہی سوالیہ انداز میں استفسار کیا۔۔۔۔

"بالکل میں بھی یہی پوچھنے والا تھا۔۔۔ مہد نے ٹکڑا لگایا۔۔۔۔

"کیوں؟؟؟

ذوالقرنین حیدر جو بریانی پلیٹ میں نکال رہا تھا چونک کر بولا۔۔۔

"ابھی تو ہماری شادی بھی نہیں ہوئی کنوارے نہیں کرنا چاہتے۔۔۔ آج کل ویسے بھی ہیضے کی وباء پھیلی ہوئی ہے"

مہد نے ڈرنے کا ڈرامہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"یار تم لوگوں کی طرح مجھے بھی اپنی زندگی بہت عزیز ہے۔۔۔۔ تمہاری سے نہیں بنوایا۔۔۔۔۔ ہوٹل سے منگوایا ہے۔۔۔۔ فاضل اور بازل بھی تو آئے ہوئے ہیں۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتا افق نے اسے سخت قسم کی گھوری نوازتے پانی کا جگ ٹیبل پہ پٹخنے کے انداز میں رکھتے ہوئے۔۔۔ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔ اور اندر جاتے کی دھاڑ کی آواز سے دروازہ بند کیا۔۔۔

"کردی نا۔۔ناراض میری بیوی۔۔۔!!!!

اب اس سے ایک نوالہ بھی منہ میں ڈالا نہیں جا رہا تھا اسکی خفگی کا خیال آتے۔۔۔۔

"تم لوگ کھانا کھاؤ میں آتا ہوں۔۔۔۔"

وہ ان سب کو کہتے ہوئے۔۔۔اپنی چیئر سے اٹھا اور افق کے پیچھے اسکے کمرے میں چل دیا۔۔۔

"افففف یار کتنے نخرے دکھاتی ہیں بیویاں۔۔۔۔ مہد نے سرد سے آہ بھر کر کہا۔

"تو تم نا کرنا شادی۔۔۔۔!! سعد نے شرارت سے آ کے شانے سے اپنا شانہ لگا کر کہا۔۔۔

"اپنے یہ بکواس مشورے اپنے پاس رکھ، دیکھ دو ایکسپیرینس شدہ لوگ بیٹھے ہیں ان سے کامیاب زندگی کا مشورہ لے لیں گے" مہد نے فاضل اور بازل کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔۔

فاضل کو انکی بات پر اچھو لگ گیا۔۔۔وہ کھانستے ہوئے پانی کا گلاس منہ سے لگا گیا۔۔۔۔۔

"نا پوچھو یار ہر بندہ ہی بیوی کا غلام ہے، تبھی زندگی کی گاڑی چلتی ہے، بازل نے ساتھ بیٹھے فاضل کو چھیڑا۔۔۔۔

چاروں کے قہقہے ساتھ گونجے۔۔۔۔

جیسے ہی حیدر دروازہ کھول کر اندر آیا وہ چہرے کو تکیے میں چھپائے ہولے ہولے لرز رہی تھی۔۔۔۔

"یار میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔۔"

اسے آپنے اتنے قریب محسوس کر کے افق کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔۔۔

اس کا دل سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا تھا۔۔۔

جب اپنی گردن پر اس کی گرم سانسوں کو محسوس کیا وہ جی جان سے کانپ کر رہ گئی۔۔۔ اس نے تکیہ اٹھا کر فرش پر پھینکا اور اسے اپنی بانہوں میں بھینچ لیا۔۔۔۔

"مجھ سے بات مت کرو"

وہ خفگی بھرے انداز میں بند آنکھوں سے بولی۔۔۔۔

"تو کیا بس پیار کروں؟؟؟"

وہ بوجھل آواز میں اسکے کان کی لو کو نرمی سے دانتوں تلے دبا کر شرارت سے بولا

اس کے وجود میں جیسے کپکپی سی دوڑ گئی تھی۔ اس کی پناہوں میں پڑی وہ بری طرح سے کانپ کر رہ گئی۔۔۔۔

جب اسے اپنی گردن پر اس کی چھبتی مونچھوں کا لمس محسوس ہوا مانو جان لبوں پہ آ گئی تھی۔

اس نے لرزتے ہاتھوں سے حیدر کے دونوں بازوں پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

لیکن وہ اس کی مزاحمت کو ناکام بناتا اس کا وہ ہاتھ تھامتے ہوئے تکیے سے لگاتے اپنا بھار اس پہ منتقل کر چکا چکا تھا

۔۔۔۔

اس کے نقش نقش کو اپنے لمس سے مہکاتے ہوئے وہ بے قابو ہو رہا تھا۔۔۔۔

افق کی زبان کو اس کے بے قابو لبوں کی جسارتوں پہ قفل لگ چکے تھے۔۔۔۔ وہ چاہ کر بھی اسے خود سے دور نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

"تم چھوڑو۔۔۔ مجھے۔۔۔۔ اس نے بالآخر ہمت مجتمع کیے مزاحمت کی۔۔۔۔۔

"بہت بھوک لگی تھی، کھانا تو تم نے کھانے نہیں دیا اب تمہیں کھا جاؤں گا۔۔۔" وہ اس کی انگلیوں پہ گرفت مضبوط کیے اسکی صراحی دار گردن پر جا بجا اپنے لبوں کا لمس چھوڑ رہا تھا۔۔۔

"میں۔۔۔ مان گئی ہوں۔۔۔۔ پلیز باہر چلو۔۔۔ سب کیا سوچ رہے ہوں گے۔۔۔۔۔!!!

افق نے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"پکا مان گئی ہو نا۔۔۔؟؟؟

"یا ابھی اور۔۔۔۔!!!

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا افق تیزی سے بستر سے چھلانگ لگا کر نیچے اتری۔۔۔۔

"نہیں مانی میں۔۔۔۔ اپنے وعدے بھول جاتے ہو۔۔۔ پہلے اپنے وعدے پورے کرو پھر مان جاؤں گی آؤ پہلے کھانا کھائیں بچے بھی ٹیوشن سے آ گئے ہوں گے۔۔۔۔ انہیں بھی کھانا کھلانا ہے۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ ذوالقرنین حیدر اس کا راستہ روکتا اور سرعت سے دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تو وہ بھی اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے مسکرا کر اسکے پیچھے باہر نکل گیا۔۔۔۔

"مما۔۔۔۔!!!!

"پاپا ابھی تک آئے نہیں۔۔۔؟؟؟ آئینہ جو بلاکس کے ساتھ کھیل رہی تھی سر اٹھا کر افق سے پوچھنے لگی۔۔۔

"جی مما پاپا ابھی تک نہیں آئے انہوں نے کہا تھا آ کر میرے ساتھ کرکٹ کھیلیں گے"

اوج نے افسردہ انداز میں اپنا غم بتایا۔

"آجائیں گے بیٹا۔۔آج کل اپنے گھر کے لیے پریشان ہیں۔۔۔۔نیا گھر لینا ہے انہوں نے"

افق نے چائے کا کپ سامنے پڑی ٹیبل پہ رکھا جو ابھی اپنے لیے کچن سے بنا کر لائی تھی۔۔۔۔۔

اس کی نظر جیسے ہی دروزے پر پڑی تو پلٹنا بھول گئیں۔۔۔۔اسکی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلیں ۔۔۔۔۔ذولقرنین حیدر کے ساتھ کسی دس گیارہ سالہ بچے کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

"حیدر میں نے تمہیں منع کیا تھا نا۔۔۔۔میں۔۔۔۔اس کی شکل بھی۔۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی۔۔۔۔حیدر نے آگے بڑھ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے بولنے سے روک دیا ۔۔۔۔

پھر اس نے بچے کو اشارہ کیا تو وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

"افق۔۔۔۔!!!!

"میں نے تمہارے لیے جو کیا، میں اس کا بدلہ نہیں چاہتا۔۔۔تمہیں اس امتحان میں ڈال کر۔۔۔۔۔

"صرف اپنی محبت کا واسطہ دیتا ہوں، میری خاطر اسے اس گھر میں رہنے دو۔۔۔۔کیا میرے لیے تم اسے اس گھر میں رہنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔۔۔۔

"تم سب جانتے ہو حیدر پھر بھی مجھے کیوں مجبور کر رہے ہو۔۔۔۔بہت مشکل ہے میرے لیے۔۔۔۔۔"اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔۔

"میں تم پر دباؤ نہیں ڈالوں گا کہ تم اسے ایک ماں کا پیار دو۔۔۔۔

"تمہیں پتہ ہے نا بلیک مونسٹر کو جسطرح کا ماحول ملا ویسا بن گیا، اور مجھے جسطرح کا ماحول ملا میں ویسا۔۔۔۔

"اسے گھر کا ماحول ملے گا تو ایک اچھا انسان بن جائے گا۔

"مگر اسکا خون اسے اچھا بننے نہیں دے گا۔۔۔۔ وہ دانت کچکچا کر بولی۔

"خون تو میرا بھی وہی ہے جو اسکے باپ کا تھا۔۔۔۔۔ وہ سپاٹ انداز میں بولا۔

"تم خود اس سب میں مت گھسیٹو۔۔۔

وہ غصیلی آواز میں بولی۔

"تمہارے بھی جسم کا حصہ ہے یہ اس لیے بھی میرے لیے اہم ہے یہ،

"بلیک مونسٹر غلط تھا، میرا بھائی ہونے کے باوجود بھی میں اسے مار دیا۔۔۔ اس کی جگہ اگر میرا بیٹا بھی ویسے کام کرتا تو میں اس کے ساتھ بھی یہی کرتا، مگر یہ میرے بھائی کی نشانی بھی ہے، میں اسکے لیے کچھ کرنا چاہتا ہوں"

وہ ابرو اچکا کر سرد انداز میں بولا۔

"جب وقت پڑا میں نے تمہارا ساتھ دیا اب تمہاری باری ہے۔۔۔" کہتے ہوئے وہ آئینہ اور اوج کی طرف آیا ۔۔۔۔ جو اسی کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔

"پاپا۔۔۔۔!!!!

وہ دونوں ایک ہی جست میں چھلانگ لگا کر اسکے سینے سے چپکے۔۔۔۔۔

افق گہرا سانس لیتے ہوئے واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

ذولقرنین حیدر، آئینہ اور اوج کے ساتھ مستیاں کرنے لگا۔

"پاپا یہ کون ہے"؟

ان دونوں نے پوچھا۔

"یہ آپکا بھائی ہے۔۔۔

"آپ کا نام کیا ہے؟ آئینہ نے اس سے سوال کیا۔۔۔

"افق کا بیٹا۔۔۔ اس نے سادگی سے جواب دیا تو افق نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔ اسکے جواب پر۔۔

"یہ تو مما کا نام ہے۔۔" اوج بولا۔

"اسکا نام نہیں رکھا گیا وہاں سب اسے تمہارے نام سے پکارتے تھے۔ افق کا بیٹا۔

تم اس کا نام رکھ دو۔۔ حیدر نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

"بادشاہ۔۔۔"

"یہ نام ٹھیک رہے گا نا۔۔۔ اس سیاہ دنیا کا بے تاج بادشاہ اور تمہارے دل کی سلطنت پر راج کرنے والا بادشاہ ۔۔۔ اسکے کانوں میں بلیک مونسٹر کی آواز کی بازگشت سنائی دی۔۔۔ تو بلا اختیار اسکے منہ سے پھسلا۔۔۔

"بادشاہ۔۔۔۔"!

"نائس نیم۔۔۔۔"

حیدر نے کہا۔۔ باہر دروازے پر دستک ہوئی تو حیدر کھولنے چلا گیا۔۔۔۔

اس نے جانچتی ہوئی نگاہوں سے ون سیٹر صوفے پر بیٹھے ہوئے اس لڑکے کو دیکھا۔۔۔ جو گردن میں موجود چین کو دانتوں تلے دبا کر ترچھی گردن کیے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

افق کے ہاتھ سے چائے کا کپ چھوٹ کر زمین پہ گرا۔۔۔ جو اس نے ابھی ٹیبل سے اٹھایا تھا۔۔۔

اسے لگا بلیک مونسٹر نے اسے دیکھا ہو۔۔۔

"اتارو اسے۔۔۔۔"

وہ اس بچے پہ جھپٹی۔۔۔۔ اور اسکی گردن سے چین کھینچ کر اتاری اور ہاتھ سے دور اچھال دی۔۔۔۔

اس کی گردن سے چین کھینچنے کی وجہ سے رگڑ لگتے ہوئے سرخ نشان پڑ گئے تھے جیسے گردن چھیلی گئی ہو۔۔۔۔

"تم ٹھیک ہو نا۔۔۔۔؟؟؟

اسکی سیاہ آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

"حیدر۔۔۔۔ یہ وہ۔۔۔۔ وہی۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔ یہ زندہ ہے۔۔۔۔۔ اس کے روپ۔۔۔۔ یہ میرے سامنے رہا تو میں مر جاؤں گی۔۔۔۔۔۔ یہ مجھے جینے نہیں دے گا۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"ری لیکس۔۔۔ افق۔۔۔۔!!!!

"کچھ دیر ریسٹ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔"

اس نے افق کو اپنے بازو کا سہارا دیا اور اسکے کمرے کی طرف لے گیا۔۔

بستر پر لیٹاتے ہوئے اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔۔۔۔۔۔ کچھ دیر میں اس نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔

"تم میری روح کی خواب گاہ ہو، میرے مرنے کے بعد میری روح تم میں ایسے بس جائے گی، تم چاہو بھی تو اس روح کو خود سے جدا نہیں کر پاؤ گی، پھر تمہیں احساس ہو گا میری محبت سچی تھی۔۔۔۔ بلیک مونسٹر کی آواز پھر سے اسے سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔ اس نے دونوں کانوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"میں صرف تم سے پیار کرتی ہوں حیدر۔۔۔۔ اور کسی سے نہیں۔۔۔۔۔ اس نے ساتھ لیٹے ہوئے حیدر کے سینے میں اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے کہا جیسے خود کو سمجھا رہی تھی کہ وہ اسکے سوا کسی سے پیار نہیں کرتی۔۔۔۔

"مجھے پتہ ہے افق۔۔۔۔!!!

"تمہارا حیدر بھی تم سے بے پناہ محبت کرتا ہے"

اس نے افق کے گرد اپنا حصار مزید تنگ کر کہ اسے اپنے ساتھ کا احساس دلایا۔۔۔۔

"مجھے اپنا وعدہ یاد آ گیا ہے ہم اپنے تینوں بچوں کے ساتھ ہنی مون پر چلیں گے"

اسنے مسکرا کر کہا۔۔۔۔

"تین بچوں کے ساتھ کون ہنی مون پر جاتا ہے سب ہنسیں گے۔۔۔۔

وہ منہ بسور کر بولی۔۔۔۔

"ہم نئی ریت بنائیں گے جانم۔۔۔"

وہ سرگوشی نما گھمبیر آواز میں بولا

"آپ کو کیا کہوں میں"؟

بادشاہ جو ذولقرنین حیدر کے ساتھ صوفے پر بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا وہ من میں آیا سوال زبان پہ لایا۔۔۔۔

آئینہ اور اوج دونوں کارٹونز دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

"آپ مجھے پاپا کہو جیسے آئینہ اور اوج کہتے ہیں"

اس نے مسکرا کر محبت بھرے انداز میں کہا۔

"مگر میرے بابا تو کوئی اور ہیں آپ نے ہی ملوایا تھا مجھے ان سے۔۔۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہیں وہ"

اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہاں وہیں ہیں آپکے بابا۔۔ مگر وہ بہت دور چلے گئے ہیں ناتو آپ مجھے اپنا پاپا سمجھ لو۔۔۔ بابا مت کہو مگر پاپا تو کہہ سکتے ہو نا۔۔۔

"ٹھیک ہے" کچھ دیر توقف کے بعد وہ بولا۔۔۔۔

"مگر مما مجھ سے پیار نہیں کرتی جیسے وہ آئینہ اور اوج سے کرتی ہیں"

اس نے افق کی شکایت لگائی۔

"وہ آپ سے ناراض ہو گی شاید آپ انہیں منالو"

اس نے بادشاہ کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

"مگر میں نے تو انہیں کچھ بھی نہیں کہا پھر وہ کیوں ناراض ہیں"؟

وہ سمجھداری سے بولا۔۔۔۔

"آپ اتنے پیارے ہو وہ زیادہ دیر تک آپ سے ناراض نہیں رہ سکتی ان سے پیار کرو گے تو وہ بھی آپکو پیار کریں گی دل کی بہت اچھی ہے افق۔۔۔ بس آپکو اپنی مما کا خیال رکھنا ہو گا۔۔۔۔ آپ سمجھ رہے ہو نا میری بات ۔۔۔؟؟؟

حیدر نے اسے رسان سے سمجھایا۔

بادشاہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

افق صبح جلدی اٹھی اسے ابھی اوج اور آئینہ کا ناشتہ تیار کرنا تھا پھر اپنا اوور آل پریس کیے ہاسپٹل کے لیے نکلنا تھا۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی استری سٹینڈ کے پاس آئی۔۔۔ وہ استری ہاتھ میں تھامے اسکا اوور آل پریس کر رہا تھا۔۔۔۔۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟

افق نے کڑے تیوروں سے اونچی آواز میں پوچھا۔۔۔

بادشاہ جو استری سٹینڈ پہ رکھ رہا تھا ڈر سے اسکا ہاتھ گرم گرم استری سے لگا اور ساری جلد جل کر سرخی مائل ہو گئی۔۔۔۔

اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا مگر تب تک وہ جل چکا تھا۔۔۔۔

"ادھر دکھاؤ مجھے"

افق تڑپ کر آگے بڑھی۔۔۔۔

اور اسکا سفید نرم سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اس پہ پھونک مارنے لگی۔۔۔۔۔

"جلن ہو رہی ہے"؟؟؟

وہ سب غصہ بھلا چکی تھی بس اس کا درد محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"جی۔۔۔۔!!! وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا اسکی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔۔

"ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ وہ پھونک مارتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لیے کچن کی کیبنٹ کی طرف آئی جہاں اس نے میڈیکل باکس رکھا ہوا تھا۔۔۔ افق نے تیزی سے برنال نکال کر اس کے ہاتھ پر اپنی انگلی سے لگائی۔۔۔۔

"ابھی کچھ دیر میں ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔" اس نے بادشاہ کا گال تھپتھپا کر کر اسے تسلی آمیز انداز میں کہا۔

وہ کچن میں موجود سٹول پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔

جیسے ہی افق چولہے کی طرف آئی تو حیران رہ گئی۔۔۔

وہاں گندگی دیکھ کر۔۔۔۔ چائے ابل کر ساس پین سے چولہے پہ گری ہوئی تھی کچھ ساس پین میں بچی پڑی تھی ۔۔۔ اور باقی کو کپ میں ڈالا گیا تھا۔۔۔

جو چائے کم اور پتی نما پانی زیادہ دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

ٹرے میں دو بریڈ کے پیس کو ٹوسٹر سے قریبا جلا کر نکالا گیا تھا۔۔۔ وہ رکھے ہوئے تھے اور ساتھ چائے نما کالا پانی موجود تھا۔۔۔۔۔

"یہ سب کس نے کیا؟؟؟

افق نے پلٹ کر دیکھا تو بادشاہ نے ڈرتے ہوئے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔

افق نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

"سوری مما۔۔۔۔ میں نے سوچا آپ کی ہیلپ کر دوں۔۔۔۔"

وہ آہستہ آواز میں منمناتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

افق کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔۔۔

"آپ نے تو میری ہیلپ کی ہے مگر کام اور بڑھ گیا ہے۔۔۔ اتنا گند پڑا ہے اب یہ صفائی کون کرے گا"؟

وہ مسکراہٹ کو لبوں میں دباتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"مما میں کر دوں گا"

وہ سعادت مند بچہ بننے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

"آپ کے ہاتھ پہ چوٹ لگی ہے اور آپ نے سکول بھی جانا ہے، چلو جلدی سے جا کر ریڈی ہو جاو تب تک میں دیکھتی ہوں سب۔۔۔۔

افق کے رویئے میں نرمی دیکھ کر بادشاہ کو بہت اچھا محسوس ہوا وہ ہلکا سا مسکرایا اور کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔

ذولقرنین حیدر ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں اعلی عہدے پر فائز ہو چکا تھا، اس نے رینٹ پر ایک مناسب سا صاف ستھرا گھر لے لیا تھا۔ وہ سب اس میں شفٹ ہو چکے تھے، کبھی کبھار وہ سعد اور مہد سے ملنے چلے جاتے تھے۔۔۔۔

"بہت عرصہ ہوا تمہیں یاد کرتے ہوئے اب تو آنکھیں تھکنے لگیں تھیں تمہارے انتظار میں" ہارون صاحب نقاہت زدہ آواز میں بولے۔۔۔۔

"آپ نے اپنی یہ کیا حالت بنالی ہے۔۔۔۔؟؟؟

"آپ میرے ساتھ چلیں کچھ دن میرے ساتھ رہیں" ذولقرنین حیدر جو آج افق، اوج آئینہ اور بادشاہ کے ساتھ انہیں ملنے آیا تھا انکے جھریوں زدہ ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔۔۔

"یہاں کیا بنے گا؟؟؟

"آپ یہاں کی فکر مت کریں بازل اور فاضل ہیں نا وہ دیکھ لیں گے کیا میں آپکا بیٹا نہیں میرا آپ پہ کوئی حق نہیں "

"اگر آپ نے مجھے وہاں سے نا بچایا ہوتا تو آج شاید میں زندہ نہیں ہوتا یا پھر کسی اور کی طرح بری صحبت میں پڑ جاتا ۔۔۔ وہ اپنے بھائی کو یاد کر کہ دل میں رنجیدہ ہوا، اسے دل میں بہت افسوس تھا اسکی موت کا اور وہ بھی اپنے ہاتھوں مگر وہ ہمیشہ کی طرح اپنے اندر کا دکھ اپنے اندر ہی دبا گیا اب تو وہ سب سہنے کا عادی ہو چکا تھا۔۔۔

"کیسے ہیں انکل آپ"؟

افق بھی ان سے ملنے اندر آئی اور اسکے پیچھے پیچھے بچے بھی داخل ہوئے تو وہ سب سے باتیں کرنے لگے آج وہ بہت خوش تھے انکی پوری فیملی انکے ساتھ تھی وہ انکے ساتھ کمرے سے بہت عرصے بعد باہر نکلے اور اکٹھے ملکر کھانا کھایا ۔۔۔ سلمیٰ بیگم کو جب سے پتہ چلا تھا کہ حیدر نے کڑے وقت میں بازل اور فاضل کو سہارا دیا تھا تب سے وہ دل میں بہت شرمندہ تھیں۔۔۔ اس سے اپنے پچھلے رویئے کی معافی مانگنا تو ان کی انا نے گوارا نہیں کیا مگر انہوں نے اسکے ساتھ اپنا رویہ کافی حد تک اچھا کر لیا تھا، اور حیدر بھی اس خوشگوار تبدیلی سے بہت خوش تھا۔۔۔ ایک یادگار دن گزار کر وہ لوگ اپنے گھر چلے گئے۔۔۔۔

وہ شام میں ڈیوٹی سے تھکی ہوئے ہاسپٹل سے واپس آئی تو آتے ہی لاونج میں صوفے پر ڈھیر ہو گئی اور ٹانگیں ٹیبل پر رکھ کر آنکھیں موندے لیٹ گئی۔۔۔

آئینہ اور اوج دونوں اسکے پاس بیٹھے سکول کا ہوم ورک کر رہے تھے۔۔۔۔

جبکہ بادشاہ بھی اپنا بیگ لے کر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اور اپنے میتھس کے سوال حل کر رہا تھا۔۔۔

اس کی نظر افق کے سوجن زدہ پاؤں پہ پڑی تو وہ کاپی اور پینسل ایک طرف رکھتے آہستگی سے اٹھ کر اس کے پاس آیا۔۔۔۔۔

سارا دن کھڑے ہو کر ڈیوٹی کرنے سے اسکے پاؤں میں سوجن ہو گئی تھی۔۔۔۔

افق کو اپنے پاؤں پہ کسی کا نرم گرم سا لمس محسوس ہوا تو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔۔۔

بادشاہ ہلکے ہلکے ہاتھوں سے اسکے پاؤں دبا رہا تھا۔۔۔

"یہ کیا کر رہے ہو آپ۔۔۔۔ چھوڑ دو۔۔۔۔"

افق نے اپنے پاؤں پیچھے کیے کہا۔۔۔۔

"کیا ہوا مما اچھا نہیں لگا"؟

اس نے معصومیت سے پوچھا۔۔۔۔۔

"ایسی بات نہیں، مگر پاؤں پکڑنا اچھا نہیں لگا۔۔۔"

اس نے صاف گوئی سے کہا۔۔۔

"تو کیا ہوا مما۔۔۔۔!

"میری ٹیچر کہتی ہیں مما کے پاؤں کے نیچے جنت ہوتی ہے، اگر مجھے دنیا میں ہی جنت مل جائے تو کتنا اچھا ہے نا۔۔۔؟؟؟

"آپ نہیں چاہتی مجھے جنت ملے"؟

وہ سوالیہ انداز میں بولا افق نے دیکھا وہ بہت ذہین تھا ہر بات کو بہت اچھے سے ذہن نشین کر لیتا تھا اتنی سی عمر میں بھی۔۔۔۔

اسکے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ ۔۔۔

اس نے بنا کچھ کہے اپنے پاؤں واپس ٹیبل پر رکھ دیئے۔ ۔۔۔

وہ واپس نرم نرم ہاتھوں سے اسکے پاوں دبانے لگا۔ ۔۔

افق کو بھی سکون ملنے لگا۔ ۔۔

اس نے سکون محسوس ہوتے ہی آنکھیں واپس بند کر لیں۔ ۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے پھر سے کچھ عجب سا محسوس ہوا۔ ۔۔اس نے ہلکی سی آنکھیں واہ کیے اسے دیکھا جو اسکے پاوں کو چوم رہا تھا۔ ۔۔۔

افق کے بدن میں برقی رو دوڑ گئی۔ ۔۔ایسے لگا کہ اسکے وجود کو کسی نے جھنجھوڑ ڈالا ہو۔ ۔۔۔۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو افق اس میں اس معصوم کا کوئی قصور نہیں۔ ۔۔۔وہ کئی دنوں سے اپنے اس ضمیر کی آواز کو تھپک کر سلانے کی کوشش کر رہی تھی مگر آج وہ اس سچائی سے نظریں چرا نہیں پائی۔ ۔۔۔

"بادشاہ میری جان۔ ۔۔۔!!!!

"ادھر آؤ"

اس نے بھیگی آنکھوں اور رندھے ہوئے لہجے میں دونوں بانہیں واہ کیے اسے آواز دے کر بلایا۔ ۔۔۔تو بادشاہ بنا اک لمحہ ضائع کیے اسکی بانہوں میں آن سمایا۔ ۔۔۔۔

وہ اسے اپنے سینے میں بھینچے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ۔۔۔

سب کچھ حاصل کرنے کے باوجود وہ اتنی بے چین کیوں رہتی تھی آج اسے اس بات کا اس ادھورے پن کا احساس ہوا تھا۔۔۔ اسے خود میں بھینچ کر اسے جو سکون ملا تھا وہ الفاظ میں بیان نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔ وہ آج اپنے اس فیصلے سے مطمئن ہو گئی تھی۔۔۔

"کیسے ہو تم؟

ذولقرنین حیدر اپنی بائیک پہ مارکیٹ آیا تھا کل انہوں نے نادرن ایریاز کی سیر کو نکلنا تھا بقول افق کے اپنے ہنی مون پر۔۔۔ وہ وہاں کے لیے گرم کپڑوں کی شاپنگ کے لیے آیا تھا کہ اسے صارم مل گیا۔۔۔

"شکر الحمدللہ میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیسے ہو"؟

وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگے۔۔۔۔

"میں بھی الحمدللہ بالکل ٹھیک"

وہ رسمی گفتگو کرتے ہوئے ساتھ ساتھ خریداری کرنے لگے۔۔۔۔

"آج میری بیگم کی برتھ ڈے ہے اسکے لیے شاپنگ کرنے آیا ہوں صارم نے بتایا۔۔۔

"ہاں یاد آیا حیدر جب میں ملائشیا سے واپس آیا تھا، تمہاری کمپنی والوں نے فلیٹ خالی کرنے کا نوٹس جاری کیا تھا، وہاں موجود سارا سامان میں اپنے گھر شفٹ کر لیا تھا۔۔۔ تم جب چاہو واپس لے سکتے ہو۔

"نہیں یار اسکی ضرورت نہیں۔۔۔ میرا اپا ئتھن کہاں ہے"؟

اس نے ابرو اچکا کر سپاٹ انداز میں پوچھا۔

"وہ۔۔۔ وہ میں نے اس سانپ کو عجائب گھر میں رکھوا دیا تھا۔۔۔ "

وہ ڈرتے ہوئے بولا۔۔۔

"تمہیں برا تو نہیں لگا؟

"نہیں۔۔۔ ویسے بھی مجھے اب اسکی ضرورت نہیں رہی۔۔۔ وہ سب میں بہت پہلے ہی چھوڑ چکا ہوں"

"بہت اچھی بات ہے۔۔۔ "اس نے حیدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔

"تمہارا پرانا فون بھی تھا سامان میں میں تمہیں دے جاؤں گا شام کو تم اپنا ایڈریس دے دو"

"پاپا ہمیں چیئر لفٹ پر بیٹھنا ہے۔۔۔ "آئینہ اور اوج نے ایک ساتھ بلند آواز میں مری میں موجود چیئر لفٹ کو دیکھتے ہوئے فرمائشی انداز میں کہا۔۔۔

انہوں نے یہاں سے آگے کا سفر کرنا تھا وہ راستے میں سٹے کرنے یہاں رکے تھے۔۔۔

"یہ بہت اونچائی پر ہے آپکو ڈر لگے گا"

حیدر نے انہیں رسان سے سمجھایا۔۔۔

"میں ہوں نا پاپا ان کے ساتھ کچھ نہیں ہو گا"

بادشاہ نے آگے بڑھ کر ان دونوں کا ہاتھ تھام کر کہا۔۔۔

"چلو ٹھیک ہے تم ان دونوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور میں تمہاری ماں کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں تمہاری ماں کو بھی اونچائی سے ڈر لگتا ہے۔۔۔ حیدر شرارت سے ہنسا۔۔۔

"جھوٹھے ہیں تمہارے پاپا۔۔۔ مجھے کوئی ڈر ور نہیں لگتا اونچائی سے۔۔۔ پوچھتی ہوں تمہیں"

وہ تنک کر بولی اور ساتھ ہی کمر پہ لڑاکا انداز میں ہاتھ رکھا۔۔۔

"راستے میں اچھے سے پوچھنا۔۔۔۔۔

چیئر لفٹ انکی طرف آئی تو اس نے افق کا ہاتھ کھینچ کر اسے لفٹ میں بٹھا لیا۔۔۔۔

"تمہیں کچھ دکھاؤں"؟

"بس بے شرمی مت دکھانا باقی جو مرضی دکھا دو"

وہ ابھی ناراض تھی۔۔۔۔

"یار ایک تو تم ناراض ہو جاتی ہو بابار۔۔۔۔"

"اچھا دیکھو نا۔ اس نے اپنے پرانے موبائل پہ ایک سالوں پرانی ویڈیو چلائی۔۔۔۔

جب افق کا ہاتھ سیگریٹ سے جلایا تھا اور اس نے پہلی بار اس کے ہاتھ کو چوما تھا اس منظر کو حیدر نے اپنے موبائل میں قید کر لیا تھا وہی ویڈیو دیکھ کر افق کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔

"بہت بڑے فراڈ ہو تم۔ میری نیند کا فائدہ اٹھایا تھا تم نے؟؟؟

"میڈم نیند کا فائدہ ایک چھوٹی سی ہاتھ پہ کس کرنے سے نہیں اٹھایا جاتا۔۔۔۔!!!

"ابھی ہوٹل میں پہنچ لو پھر بتاتا ہوں فائدہ کیسے اٹھاتا ہوں اپنے ہنی مون کا۔۔۔ ایک بار پھر سے جڑواں بچوں کے لیے تیار ہو جاو۔۔۔ وہ شرارت سے بولا۔

"مارنا ہے مجھے"

وہ گھور کر غصیلی آواز میں بولی۔۔۔

"قسم لے لو نہیں مرتی بہت پیار سے کروں گا"

وہ آنکھ ونگ کیے مسکرایا۔۔۔

"بچے بڑے ہو گئے ہیں کچھ شرم کرو۔۔۔

"وہ تمہارا کام ہے۔۔۔ وہ دوبدو بولا۔۔۔

"تمہیں بھی کچھ دکھاؤں"

افق نے پوچھا اب وہ چیئر لفٹ سے کافی اونچائی پر آ گئے تھے۔۔۔۔

"جو میں چاہتا ہوں روم میں چل کر خود ہی دیکھ لوں گا تمہاری پرمیشن کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ اس نے لاپرواہی سے شانے اچکا کر کہا۔

"فضول مت بولو۔۔ یہ دیکھو" اس نے اپنے موبائل کی گیلری سے ایک پرانی ویڈیو چلائی۔۔۔۔

جب وہ دونوں مونال گئے تھے حیدر کی برتھ ڈے پر وہ قہوہ کے سپ لیتے ہوئے ایک ہاتھ سے بالوں کو سیٹ کرتے ہوئے اڑتے ہوئے پرندوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ تب افق نے اسکی چھپ کر ویڈیو بنائی تھی۔۔۔۔

"بہت ہی چھپی رستم نکلی تم تو۔۔۔۔ اس کا مطلب تم پہلے سے ہی مجھے پسند کرتی تھی۔۔۔۔ وہ اسکا حذا اٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔

"ایویں ہی غلط فہمی ہے تمہاری۔۔۔۔ وہ ناک سکوڑ کر بولی۔۔۔

"تو میری آنکھوں میں دیکھ کر بتاؤ میں پسند نہیں تمہیں"؟

وہ اسکا چہرہ تھوڑی سے چھو کر اپنی طرف کیے بولا۔۔۔۔

"میں بھی روم میں چل کر بتاؤں گی"

وہ بھی اسی کے انداز میں بولی تو دونوں کے قہقہے کھلی فضاء میں گونجے۔۔۔۔

ادھر آئینہ اور اوج دونوں اتنی اونچائی پر ڈر رہے تھے بادشاہ نے ان دونوں کے گرد اپنے بازو رکھتے انہیں اپنے ساتھ لگا لیا۔۔۔۔

"پاپا مما کے لیے یہ والی شال لے لیں ان پہ بہت اچھی لگے گی۔۔۔ بادشاہ نے ایک سیاہ شیشیوں والی شال کی طرف اس کی توجہ دلائی۔۔۔

"بیٹا جی آپ اپنے لیے بھی کچھ لے لو آپکی مما کے ہاتھ دیکھو شاپنگ بیگز سے بھرے پڑے ہیں۔۔۔ آج وہ تمہارے پاپا کی جیب خالی کیے بنا اس مال روڈ کے بازار سے نہیں نکلنے والی۔۔۔۔" حیدر نے مسکرا کر کہا۔۔۔

"پاپا مجھے وہ چین چاہیے۔۔۔ مما نے وہ چین توڑ کر پھینک دی تھی جو آپ نے میری برتھ ڈے پر گفٹ کی تھی ۔۔۔۔۔

"اچھا لے لو کونسی والی چاہیے۔۔۔؟

وہ چین کے سٹال کی طرف آیا جہاں ڈھیروں ڈھیر چینز لٹک رہی تھیں۔۔۔

"یہ والی۔۔۔!!! اس نے ایک سلور کلر کی چین پسند کی۔۔۔۔

"یہ کیا لے رہے ہو؟؟؟

افق کی تیز آواز سن کر بادشاہ نے اپنے ہاتھ میں موجود چین کو اپنی مٹھی میں چھپا لیا۔۔۔

"مجھے یہ پسند نہیں بادشاہ یہ چین مت لینا۔۔۔"

"مما پلیز۔۔۔!!! وہ منمنایا۔۔۔

حیدر نے افق کو اشارہ کیا۔۔۔

"ٹھیک ہے لے لو، لیکن اگر تم نے اسے دانتوں تلے دبایا تو تمہاری خیر نہیں"

وہ ابھی تک بلیک مونسٹر کی اس چین کو دانتوں تلے دبا کر ترچھی نگاہوں سے دیکھنے کی ادا کو نہیں بھولی تھی ۔۔۔ اور پھر بادشاہ کا وہی انداز اسے سب کچھ بھولنے نہیں دیتا۔۔ اس لیے وہ اسے منع کر رہی تھی۔۔۔ مگر اسکے شوق کو دیکھ کر اپنے آپ کو سنبھال لیا۔۔۔

"جی مما" اس نے جھٹ اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

اور چین کو گردن میں ڈال کر شرٹ کے اندر کر لیا۔۔۔

"ہمممم۔۔۔ گڈ۔۔۔

وہ بادشاہ کی بات ماننے پر خوش ہوگئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے آگے چلنے لگی جبکہ ذوالقرنین حیدر، آئینہ اور اوج کی انگلیاں پکڑے انکے پیچھے چل رہا تھا۔۔۔

دن جیسے پر لگا کر اڑنے لگے تھے بادشاہ نائنتھ کلاس میں تھا۔۔۔ آئینہ اور اوج بھی اسکے ساتھ ایک ہی سکول میں جانے لگے تھے مگر وہ چھوٹی کلاس میں تھے۔۔۔

بادشاہ کا ایک پیریڈ فری تھا وہ کلاس سے باہر نکلا تو چھوٹے بچوں کو بریک ہوئی تھی۔۔۔ سب بچے باہر گارڈن میں کھیل رہے تھے کچھ لنچ کر رہے تھے۔۔۔

"اوئے اندھے تجھے نظر نہیں آتا"

اوج جو بھاگ رہا تھا اچانک ایک لڑکے سے ٹکرایا تو اس لڑکے نے اوج کے منہ پر ایک تھپڑ جڑ دیا۔۔۔

یہ منظر دیکھتے ہی بادشاہ کی سیاہ آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔۔

وہ بھاگنے کے انداز میں اس لڑکے تک پہنچا اور ایک ہی مکا اسکے پیٹ میں مارا تو وہ لڑکا لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گرا اور پیٹ پر ہاتھ رکھے درد سے بلبلانے لگا۔۔۔۔۔

"وہاں یہ منظر دیکھتے ہی بھگدڑ مچ گئی۔۔۔۔کچھ دیر میں پرنسپل کے آفس میں بادشاہ کی پیشی لگ گئی وہ سینہ تان کر نڈر انداز میں کھڑا تھا۔۔۔۔۔

"اس نے میرے بھائی کو مارا تھا۔۔۔بدلے میں اس کو میں نے مار دیا۔۔۔جو بھی میرے بہن بھائی کو ہاتھ لگائے گا اس کا یہی حشر کروں گا"

اسکا سرد انداز دیکھ کر پرنسپل بھی شاکڈ رہ گئے۔۔۔۔

"بادشاہ بیٹا کسی پر ہاتھ اٹھانا اچھی بات نہیں"

افق کو جب پرنسپل نے فون پر بادشاہ کی رپورٹ دی تو اس نے اسے اپنے ساتھ بٹھا کر آرام سے سمجھانا چاہا۔۔۔۔

"مما پھر اسے نے میرے بھائی کو کیوں مارا۔۔۔۔۔"؟

"بیٹا آپ کو پہلے اسے پیار سے سمجھانا چاہیے تھا اگر وہ کوئی بات نہیں مانتا تو آپ اسکے ٹیچر یا پرنسپل کو بتاتے ۔۔۔۔"

"کوئی کچھ نہیں کرتا مما۔۔۔اپنے لیے خود لڑنا پڑتا ہے۔۔۔۔"

افق تو خود شاک رہ گئی اسکی بات پر۔۔۔۔۔

اسے بادشاہ کے چہرے میں آج پھر سے بلیک مونسٹر کا ضدی چہرہ نظر آیا۔۔۔۔

"افق آج تم نے ٹرسٹ کا چکر لگایا تھا؟؟؟

ذولقرنین حیدر شام کے کھانے کے بعد باہر لان میں افق کے ساتھ واک کر رہا تھا تو اس نے پوچھا۔۔۔

"ہاں لگایا تھا۔۔۔۔ وہ دھیرے سے بولی۔۔۔

"کیا ہوا تم اتنی خاموش کیوں ہو؟؟؟؟

"نہیں کچھ خاص نہیں بس ایسے ہی۔۔۔"

وہ کچھ دیر توقف کے بعد پھر بولی۔۔۔

"حیدر ان ڈرگز اڈکٹڈ لوگوں کو دیکھ کر اپنی حالت یاد آ جاتی ہے۔۔۔ کیسے میں بھی نیند کی ٹیبلٹ لیتی تھی، پھر ڈرگز کے بھرے سیگریٹ پیئے۔۔۔ اور آخر میں انجیکشن بھی لگاتی رہی۔۔۔ یہ تم ہی تھے، تمہاری محبت تھی، جس نے مجھے بنا میڈیسن کے اتنا سٹرانگ کر دیا کہ میں ڈرگز چھوڑنے پر مجبور ہو گئی۔۔۔۔

" تھینکس فار ایوری تھنگ"

اس نے حیدر کے شانے پر سر رکھا۔۔۔

" تھینکس میری زندگی میں آنے کے لیے"

وہ بے خود سا اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھر کر اسکے نقش نقش کو مہکانے لگا۔۔۔۔

"پیچھے ہٹو"

اس نے حیدر کو شرم سے دوہری ہوتے ہوئے پیچھے دھکیلا۔۔۔۔

"اب یہ کیا تھا؟؟؟

اس نے گھورتے ہوئے سوال کیا۔۔۔۔

"یہ بتانا تھا کہ ہم روم میں نہیں باہر کھڑے ہیں تو اپنے جذبات پر قابو رکھو"

وہ کھکھلاتی ہوئی اندر کو بھاگی تو حیدر نے پیچھے سے ہانک لگائی۔۔۔

"آج چھوڑوں گا نہیں تمہیں"

وہ بھی دھمکی آمیز انداز میں کہتے ہوئے اسکے پیچھے بھاگا۔۔۔۔

جبکہ آسمان پر چمکتا چاند بھی ان دونوں کی کھکھلاہٹوں کو دیکھ کر مسکرانے لگا تھا۔۔۔۔۔

کچھ سالوں بعد

"تم دونوں کا کالج ٹھیک جا رہا ہے؟؟؟

"کوئی پرابلم ہو تو بتانا مجھے۔۔۔۔"

بادشاہ جو جمعہ پڑھ کر آیا تھا ٹوپی سر سے اتار کر ایک طرف رکھتے آئینہ اور اوج کی طرف دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

"نہیں برو سب ٹھیک ہے۔ کوئہ پرابلم ہوئی تو آپ کو ہی بتاؤں گا اور کسے بتانی ہے۔۔ اوج نے جواباً پیار سے کہا ۔۔۔۔

"اور پرنسز تم؟؟؟

"برو سب کو آپکا پتہ ہے، اس لیے مجھ سے سوفٹ دور ہو کر گزرتے ہیں، انہیں پتہ ہے میرے برو آ کر انہیں ڈھشم ڈھشم کر دیں گے۔۔۔۔ بیچارے میرے قریب سے گزرتے نظریں جھکا لیتے ہیں"

آئینہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔۔

اسکی بات پر بادشاہ بھی ہلکا سا مسکرایا۔۔۔۔۔

"کیا حالت بنا کر رکھی ہے بالوں کی لاؤ آئل لگاؤں"

افق صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

"جاؤ آئینہ جا کر آئل لاؤ بادشاہ کے بالوں میں لگاؤں"

"مما کبھی مجھے بھی ایسے کی لگا دیا کریں پیار سے۔۔۔۔ اوج نے مصنوعی چہرہ پھلا کر کہا۔۔۔۔

بادشاہ کے دائیں گال پر پڑتا ڈمپل ابھر کر معدوم ہوا۔۔۔۔

"ابھی کل ہی تو لگایا تھا، جاو زرا چھت سے کپڑے اتار لاؤ موسم کے تیور ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔۔ کبھی بارش ہو سکتی ہے میری ساری محنت خراب ہو جائے گی"

"آئینہ کو بھیجتی نا اسے آسان کام دیا ہے اور مجھے چھت پر بھیج رہی ہیں"

اوج۔۔۔۔۔!!!

افق نے اسے ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔۔۔

تو وہ پاؤں پٹختے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔۔

"یہ لیں مما۔۔۔!

آئینہ نے تیل والی بوتل اسے پکڑائی تو افق نے اپنے ہاتھ پر تیل ڈال کر اپنے آگے قالین پر بیٹھے بادشاہ کے بالوں کی جڑوں میں مالش کرنے لگی۔۔۔

"یہ اوج آیا نہیں ابھی بہت سست لڑکا ہے جاؤ دیکھو آئینہ اسے جا کر"

انہوں نے آئینہ کو اسکے پیچھے بھیجا۔۔۔۔

"پاپا کب آئیں گے مما"؟

"بس آنے والے ہوں گے کہہ رہے تھے انسٹالمنٹ پر نئی گاڑی لی ہے تمہارے لیے"

"مگر کیوں مام؟؟؟

اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔

"آئی_ٹی میں تم نے بہت اچھے مارکس لیے ہیں وہ تمہیں گفٹ کرنا چاہتے تھے اب انہیں مت بتانا کی میں نے انکا سرپرائز خراب کر دیا" افق اب بادشاہ سے بہت پیار کرنے لگی تھی وہ والہانہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی

۔۔۔۔۔

بادشاہ میں افق کی نماز پنج گانہ ادا کرنے کی خوبی، حیدر کی طرح سب کا خیال رکھنے کی خوبی تھی، اور بلیک مونسٹر کی طرح اپنی محبت کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کا جنون تھا،، اسکی ماں اسکے بہن بھائی اسکا جنون تھے وہ ان سے بے تحاشا محبت کرتا تھا، جان لٹاتا تھا ان پر۔۔۔۔۔

"نہیں بتاؤں گا مما" اس نے مسکرا کر چہرہ آگے کیا تو افق پھر اسکے بالوں میں مالش کرنے لگی۔۔۔۔

"مما آپکے ہاتھوں سے کتنا سکون مل رہا ہے آپکو بتا نہیں سکتا۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں بند کیے مسرور سا بولا۔۔۔۔۔

"ایسا صرف تم کہتے ہو اور تو کوئی نہیں کہتا، نا اوج نا آئینہ۔۔۔۔

"سچی مما۔۔۔!!!

"نشہ ہے آپکے ہاتھوں میں سکون کا نشہ۔۔۔۔

....Just like Hangover

وہ چہرہ پلٹ کر افق کے دونوں ہاتھوں کو چوم کر محبت بھرے انداز میں بولا۔۔۔

"""I am hangover...your innocences

(مجھے تمہاری معصومیت کا نشہ ہے)

Hangover----!!!

تمہارے ان رسیلے ہونٹوں کا۔۔۔

وہ اسکے گلابی تھر تھراتے ہوئے ہونٹوں پر نظریں گاڑھے دھیمے انچ دیتے لہجے میں بولا

Hangover----!!!!

تمہاری ان ریشمی زلفوں۔۔۔۔

وہ اسکے بالوں کو پونی ٹیل سے آزاد کرتے بوجھل آواز میں بولا۔

Hangover-----!!!

تمہارے ان جادوئی نینوں کا جس نے ایک پل کے لیے بھی مجھے چین نہیں لینے دیا۔۔۔۔

Hangover-----!!!

تمہارے ساتھ بتائی ہر رات کا۔۔۔۔

Hangover----!!!!

تمہارے اس سیاہ تل کا۔۔۔

وہ خمار زدہ نظروں سے دیکھتے اسکی شہہ رگ پہ موجود آبنوسی تل پہ جیسے ہی اپنے لب رکھنے لگا۔۔

"بادشاہ۔۔۔۔!!!

وہ جھٹکے سے صوفے کی پشت سے جالگی۔۔۔۔

"دوبارہ یہ لفظ مت بولنا۔۔۔وہ گھبرا گئی تھی اتنے سالوں بعد پھر سے وہی الفاظ سن کر۔۔۔

"کونسا لفظ مما۔۔۔۔!!!

وہ اسکے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے آرام سے بولا۔۔۔۔۔

"ک۔۔۔کوئی۔۔۔نہیں۔۔۔۔

Hey surprise...."

"بہت مبارک ہو میرے بیٹے اسکی شاندار کامیابی پر میری طرف سے یہ ایک چھوٹا سا گفٹ"

حیدر نے اندر داخل ہوتے ہی گاڑی کی چابی بادشاہ کے سامنے لہرائی۔۔۔۔

حیدر نے چابی وہاں سے اچھالی تو بادشاہ نے اپنی مٹھی میں بھر لی۔۔۔۔

"تھینکس پاپا۔۔۔۔"

"You are out of the world...."

وہ تیزی سے بھاگنے کے انداز میں اسکے گلے لگ کر بولا۔۔۔

"مما چلیں ہماری نئی گاڑی میں کہیں گھوم کر آتے ہیں"

اس نے پاس کھڑی افق سے کہا۔۔۔

"ٹھیک ہے مگر آپ پہلے شاور لے لو تیل کچھ زیادہ ہی لگ گیا مجھ سے"

"جی مام آپ آئینہ اور اوج سے بھی کہہ دیں۔۔۔۔

وہ سب تیار ہوئے لاونج میں کھڑے تھے بادشاہ کا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔۔

وہ ذولقرنین حیدر کی طرح سیاہ شلوار قمیض پہنے، کف کے بٹن بند کرتے ہوئے مخصوص شاہانہ چال چلتے ہوئے سیڑھیاں نیچے اتر رہا تھا۔۔۔ اسکا انداز بالکل بلیک مونسٹر پر تھا،،

کبھی اس میں حیدر کی جھلک دکھائی دیتی تو کبھی بلیک مونسٹر کی دونوں سے وجاہت چرا کر وہ ایک مکمل دیو ملائی وجاہت کا جیتا جاگتا شاہکار تھا۔۔۔

حیدر کی طرح باریک عنابی لب، بلیک مونسٹر کی طرح سیاہ بال جسے وہ بالکل اسی کی طرح جیل لگا کر سیٹ کرتا تھا ۔۔۔۔

افق نے دل ہی دل میں اسکی نظر اتاری۔۔۔۔

"چلیں مام۔۔۔؟؟؟

اس نے آتے ہی افق کو شانے سے تھاما اور باہر کے راستے کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔

"پاپا میں ڈرائیور کروں ؟؟؟

"بالکل۔۔۔۔"

"پاپا سب سے پہلے مما اس گاڑی میں بیٹھیں گی"

"شاباش۔۔۔۔!!!

"مما ہی سب کچھ ہم کسی کاغذ میں نہیں کیوں بھئی ؟؟؟

ذولقرنین حیدر نے آئینہ اور اوج کی طرف دیکھ کر سوالیہ انداز میں پوچھا تو دونوں نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"پاپا میں آپ سب سے پیار کرتا ہوں بس مما سے تھوڑا سا زیادہ۔۔۔۔"

بادشاہ طلسمی مسکراہٹ اچھالتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور اگنیشن میں چابی گھماتے گاڑی سٹارٹ کی

۔۔۔۔

سب اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔

"کہاں چلیں ؟؟؟

"بادشاہ میں نے منت مانی تھی اگر تمہارا اچھا رزلٹ آئے گا تو میں غریبوں میں کھانا تقسیم کروں گی تم درگاہ کی طرف لے چلو۔۔۔

"مام آپ کب سے یہ منتیں مرادیں مانگنے لگیں ؟؟؟

"کیوں اپنے بچوں کے لیے مانگنا گناہ ہے کیا۔۔۔۔ ؟؟؟

"نہیں مام مجھے لگا آپکو میری قابلیت پر شک تھا جو آپ نے منت مانی۔۔۔۔ وہ ہلکے پھلکے انداز میں مسکرایا۔۔۔

"مجھے میری جان پر بالکل شک نہیں بس مانگ لی منت۔۔۔۔۔

"وقت کے ساتھ ساتھ لوگ بھی بدل جاتے ہیں۔۔۔ کبھی ہم بھی کسی کی جان ہوا کرتے تھے۔۔۔۔ ذولقرنین حیدر چہرہ موڑ کر افق کی طرف دیکھتے ہوئے خفگی سے بولا۔۔۔

"بہت بڑی غلط فہمی تھی آپکو شاید میں نے تو ایسا کبھی نہیں کہا۔۔۔

افق جان بوجھ کر اسے چڑانے لگی۔۔۔۔

بادشاہ اپنے والدین کی میٹھی نوک جھوک پر محظوظ ہو رہا تھا۔۔۔

درگاہ کے احاطے میں ایک شکستہ حال شخص سفید چوغا پہنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔۔۔

"میں نے بہت گناہ کیے ہیں بابا جی۔۔۔!!!!

"جو شاید ناقابل معافی ہیں کیا خدا مجھے معاف کر دے گا۔۔۔؟؟؟؟ اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں سوال کیا

"سچے دل سے معافی مانگو خدا ابڑار رحیم و کریم ہے کبھی بندے کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا اسکے خزانوں میں کسی بھی چیز کی کمی نہیں۔۔۔۔ تم اس کی طرف ایک قدم بڑھاؤ وہ تمہاری طرف دس قدم بڑھائے گا۔۔۔۔"

"میرا ماضی میرا پیچھا نہیں چھوڑتا میرے وجود کو کھا گئیں وہ یادیں۔۔۔ میں اپنی نس نس کو کاٹ بھی دوں تو میرے گناہ نہیں جھڑتے۔۔۔ کیا کروں میں کوئی راہ دکھایئے۔۔۔۔

"عشق حقیقی کو پالو۔۔۔ تمہارے سارے گناہ دھل جائیں گے، اس کا قرب حاصل کرو وہ سب دے گا جو تم چاہو گے۔۔۔

انہوں نے اسکے ٹھنڈ سے کپکپاتے ہوئے وجود کو اپنی شال سے ڈھک دیا۔۔۔۔

"بابا میں جو چاہوں گا وہ مل جائے گا نا؟؟؟"

"خدا سب کو دیتا ہے، بس کبھی دعا جلدی قبول ہو جاتی ہے کبھی وقت لگتا ہے، اور جو دعا اس دنیا میں قبول نہیں ہوتی وہ اگلے جہان ضرور قبول ہوں گی۔۔۔

انکی بات سن کر اس شخص کا وجود بری طرح سے کانپنے لگا تھا۔۔۔۔ وہ ایسے دھاڑیں مارتے ہوئے رویا کی درگاہ پر آئے زائرین کی روح بھی اسے دیکھتے کپکپا کر رہ گئی۔۔۔

شدید ٹھنڈ کی وجہ سے اسکا وجود شل اور پاؤں نیلے پڑ چکے تھے۔۔۔۔۔۔

"یادرکھ محبت پا لینے کا نام نہیں۔۔۔ محبوب کی خوشی میں خوش رہنے کا نام ہے، پس اس خدا کی رضا پر راضی ہو جا ۔۔۔۔"

محبت قربانی مانگتی ہے۔۔۔

تو نے اُسکی راہ میں سب قربان کر دیا تو فلاح پا گیا"

انہوں نے انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر کہا

"مجھ جیسے گناہگار کی دعا قبول ہو گی نا۔۔۔؟؟؟ اسے ابھی تک شاید یقین نہیں آیا تھا۔۔۔

"جب دعا مانگنے کی بات آئے تو ناممکن سے ناممکن چیز مانگو کیونکہ اس کو پورا کرنے والا تمہارا رب ہے کیسے ملے گی یہ سوچنا تمہارا کام نہیں ہے کیونکہ اس رب کے وہاں ناممکن کا کوئی لفظ ہی نہیں وہ بس کن فرماتا ہے اور وہ کام کن فیکون ہو جاتا ہے....

کن سے فیکون کی ہر کہانی پختہ یقین رکھنے والے ہی مکمل کرتے ہیں اور بے یقینوں کے لئے معجزے رونما نہیں ہوتے....! جب اس کے حکم کے بغیر تو ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا تو تمہارے ہاتھوں کا اس کے روبرو اٹھنا کیسے بے وجہ ہو سکتا ہے...؟؟ وہ جب تمہاری دعاؤں کو قبولیت کے لئے چن لیتا ہے تب وہ تمہارے دل میں دعا کا خیال بھی خود ہی ڈالتا ہے....!

تم سوچتے ہو کہ جو دعا مانگ رہے ہو وہ کیسے قبول ہو گی...؟؟ اور وہ تمہیں خبر ہی نہیں ہونے دیتا کہ اس نے تمہیں ہی تمہاری دعاؤں کی قبولیت کا وسیلہ بنا دیا ہے..... تم نصیب سے اور وقت سے لڑتے رہتے ہو یہ سوچ بنا ہی کہ نصیب کے لکھنے کا اختیار تو اللہ رب العزت نے تمہیں دے رکھا ہے کہ اپنی دعاؤں سے جب چاہو جو چاہو بدل ڈالو.... تمہاری دعائیں ہی تم تک وہ سب لے آتی ہیں جو تمہارے نصیب کا حصہ بھی لکھا نہیں ہوتا....!

جو دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتی ہے تمہیں لگتا ہے کہ وہ تمہارے لئے ناممکن سے ممکن کے وسیلے پیدا نہیں کر سکتی...؟؟ جو دعا سلگتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر سکتی ہے تمہیں لگتا ہے کہ وہ تمہارے اس تڑپتے ہوئے بے قرار دل کو قرار نہیں دلا سکتی...؟؟

تمہاری دعائیں وہ سب کر سکتیں ہیں جو تمہارا مقدر نہیں کر سکتا, اور دعاؤں سے تو رب بھی مل جاتا ہے تو پھر یہ چاہت کیا چیز ہے..؟؟ بس تمہیں یہ یقین رکھنا ہے کہ جو اس سے مانگ لیا جائے وہ مل کر رہتا ہے.... پھر وہ

تمہیں وہاں سے دے گا کہ تمہاری دعائیں بھی حیران رہ جائیں گی... دیر تو کسی مصلحت کے تحت ہوتی ہے لیکن وہ کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا...!

اے میرے من کی چاہ!
میں اج بھی تکتا تیری راہ!!!

مرے دل میں سچی پریت تری
تجھے کون کیا گمراہ!!!

میں گلے میں مالا ڈال پھرا۔۔۔
میں نے اوڑھا رنگ سیاہ!!!

تو جس جس رستے سے گزری
میں نے چومی ہر وہ راہ!!!

میں نے نو، من تیل جلایا۔۔
دھاگے باندھے درگاہ!!!۔۔۔۔

میں نے اشک بہائے مسجد میں
تو لوٹا کیوں نا آہ!

مرے درد بھرے ان شعروں پر
پھر لوگ کہیں گے واہ!

ترے در پر عرضی پیش کرے
سن لے۔۔۔اے شہزادی!!

سن رستہ تکتے نین تھکے
چل ڈھونڈناں کوئی راہ!!!

ترے ہجر میں چاند کو گہن لگا
مرا رنگ ہوا ھے سیاہ!!!!

"کن فیکون"

"کن فیکون"

کن فیکون"

وہ شخص درگاہ کے ٹھنڈے فرش پر نیلے کانچ جیسے ایک پاؤں سے گول گول گھوم رہا تھا۔۔۔

اسکی کن فیکون کی درد بھری آواز درگاہ میں گونج رہی تھی۔۔۔۔

یااللہ ﷻ

میری مشکلیں آسان کر میری دعاؤں پر کن فیکون کہہ دے میرے مولا میرے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھنا میرے مالک میں بہت گنہگار ہُوں بہت خطاکار ہُوں ناشکرا ہُوں لیکن تو۔۔ تو رحیم ہے۔ تو کریم ہے تیری شان تو بہت اعلیٰ ہے میرے مولا مجھے معاف کردے میری غلطیوں کو خطاؤں کو معاف فرمادے، اسے اس دنیا میں نا سہی اس آخرت کی لافانی دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میرا کردے، جہاں وہ صرف میری ہو۔۔۔۔۔ اے میرے مولا اسے میرا کردے۔۔۔۔ مالک میرے دل میں جو دعا ہے اُسے پورا کردے بیشک آپ دلوں کے حال سے واقف ہو آپ تو اپنے بندوں کی شہ رگ سے بھی قریب ہو میرے مولا میں جو مانگ رہا ہوں مجھے وہ بہترین بنا کر عطا کردو میرے مالک میں بہت بے بس بہت مجبور ہُوں میرے مولا مجھ پر رحم کر اپنا کرم کر یااللہ ﷻ تیری خاص توجہ کا تیرے کن کا طلبگار ہُوں میرے مالک میری دعائیں میرے حق میں بہترین بنا کر میرا نصیب بنادے

یااللہ ﷻ میری

مدد فرما میری دعاؤں پر کن فرما میرے مالک بظاہر تو میرے لیے یہ ناممکن ہے لیکن آپ تو نہ ممکن کو ممکن بنانے پر قادر ہو میرے مولا میری دعاؤں کو میرے لیے بہترین بنا کر قبول فرما میرے مولا مجھے وہ عطا کر

جسکی میں نے آپسے اُمید لگائی ہوئی ہے میرے بھروسے۔ کو پورا کر میرے مولا میری دعاؤں پر کن فرما میرے مالک آپکو آپکے محبوب حضرت محمد ﷺ کا واسطہ ہے اپنے محبوب کے صدقے میں میری دعاؤں پر کن فرما مولا۔ زندگی میں ایک بار اس کا چہرہ دکھادے۔۔۔۔۔!!!!!

"کن فیکون۔۔۔!!!

"کن فیکون۔۔۔!!!

"کن فیکون۔۔۔!!!

اس کے گھومنے میں تیز آواز کے ساتھ مزید شدت آگئی۔۔۔ ایک پاؤں کب تک اس کا وزن سہارتا۔۔۔۔

وہ توانا وجود لہرا کر کسی کے قدموں میں گرا۔۔۔۔

"بادشاہ میری جان۔۔۔۔!!!!

اس شخص نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

وقت جیسے تھم سا گیا تھا۔۔۔۔

"کیا خدا صدق دل سے کی گئیں دعائیں اتنی جلدی قبول فرماتا ہے آج اسے یقین ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اسکی پیاسی نگاہیں سیراب ہونے لگیں۔۔۔۔۔

"بادشاہ میری جان"

ان الفاظ نے اسے نئی توانائی بخشی۔۔۔۔

اس نے فوراً اپنے شانوں پہ موجود شال سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔۔۔۔

"جی مما۔۔۔ بادشاہ جو آگے بڑھ رہا تھا افق کی آواز سن کر پیچھے پلٹ کر دیکھا تو کسی کو اپنی مما کے قدموں میں گرا ہوا پایا۔۔۔

"بیٹا انہیں اٹھاؤ۔۔۔

افق دو قدم پیچھے ہوئی اس نے اس شخص کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔۔۔

حیدر گاڑی کو لاک کیے آئینہ اور اوج کے ساتھ پیچھے سے ادھر آ رہا تھا۔۔۔

"آئیں بابا جی میں آپکو لے چلوں کہاں جانا ہے آپ کو؟"

اس شخص نے بولنے کی بجائے درگاہ کے پیچھے بنے ایک خستہ حال کمرے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔

وہ اس شخص کا ایک بازو اپنے شانے پر رکھے دوسرے سے سہارا دیئے انہیں اپنے ساتھ لے جانے لگا۔۔۔

جیسے ہی وہ انکے کمرے تک پہنچا وہ شخص بدحال سا پرانی سی بان کی چارپائی پر گرنے کے انداز میں لیٹ گیا۔۔

اسکے چہرے سے جیسے ہی چادر ہٹی تو بادشاہ جو اسکے لیے پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اچانک اسکی نظر اس شخص پہ پڑی تو پلٹنا بھول گئی۔۔۔۔

اس چہرے کو وہ کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔ بے شک وہ چہرہ اس نے بچپن میں دیکھا تھا مگر اسکے ذہن میں نقش ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔ اتنے سالوں بعد اس چہرے میں کچھ تبدیلیاں آچکیں تھیں مگر وہ چہرہ وہ لاکھوں میں سے بھی پہچان سکتا تھا۔۔۔۔

"بابا۔۔۔۔!!!!

وہ دھڑکتے دل سے حیرانگی لیے مدھم سا بولا۔۔۔

اس شخص کی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔۔۔۔

"اسے بھی دیکھ لیا اور تمہیں بھی مل لیا اب آگے کی منزل آسان ہو جائے گی"

وہ شخص دھیمی آواز میں بولا۔

بادشاہ اسکے سینے سے لگ کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔۔۔۔

دونوں کی سسکیاں اس خستہ حال کمرے میں گونجنے لگیں۔۔۔۔۔

"میں مما کو...."

اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر باہر نکلتا۔۔۔۔۔

اس شخص نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روک دیا۔۔۔۔

بادشاہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔

وہ شخص نفی میں سر ہلا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ آنکھوں میں گزارش تھی۔۔۔۔۔

"میں آپ سے ملنے آؤں گا"

وہ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے زرا سا دبا کر بولا تو اس شخص نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔

"کہاں چلے گئے تھے بادشاہ؟؟؟"

حیدر نے اسے واپس درگاہ کے احاطے میں آتے دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔

"کہیں نہیں پاپا یہیں تھا۔۔۔۔"

اس نے فاتحہ خوانی کے لیے ہاتھ بلند کیے۔۔۔۔۔

"برو ہماری ایک فیملی پکچر ہو جائے"

وہ سب درگاہ سے باہر نکلے تو تھوڑی دور ایک فوٹو گرافر انسٹینٹ کیمرہ لیے کھڑا تھا جس میں سے تصویر اسی وقت باہر نکل آتی تھی۔۔۔۔

"وائے ناٹ"

وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔۔

بادشاہ درمیان میں اور آئینہ دائیں، اوج بائیں جانب کھڑا ہوا حیدر اور افق پیچھے کھڑے تھے۔۔۔۔ اس فوٹو گرافر نے انکی ایک یادگار فیملی پکچر نکال کر انہیں دے دی۔۔۔۔

سب تصویر کو دیکھنے لگے جس میں وہ سب ایک ہیپی فیملی کا منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔۔۔

ختم شد